

THE HISTORY OF THE MEDIAEVAL CHURCH

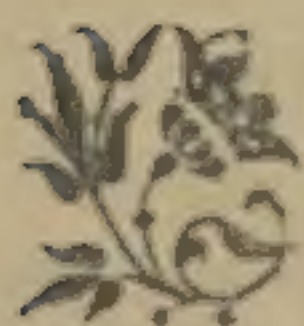
BY

REV. KHURCHID ALAM

تاریخ

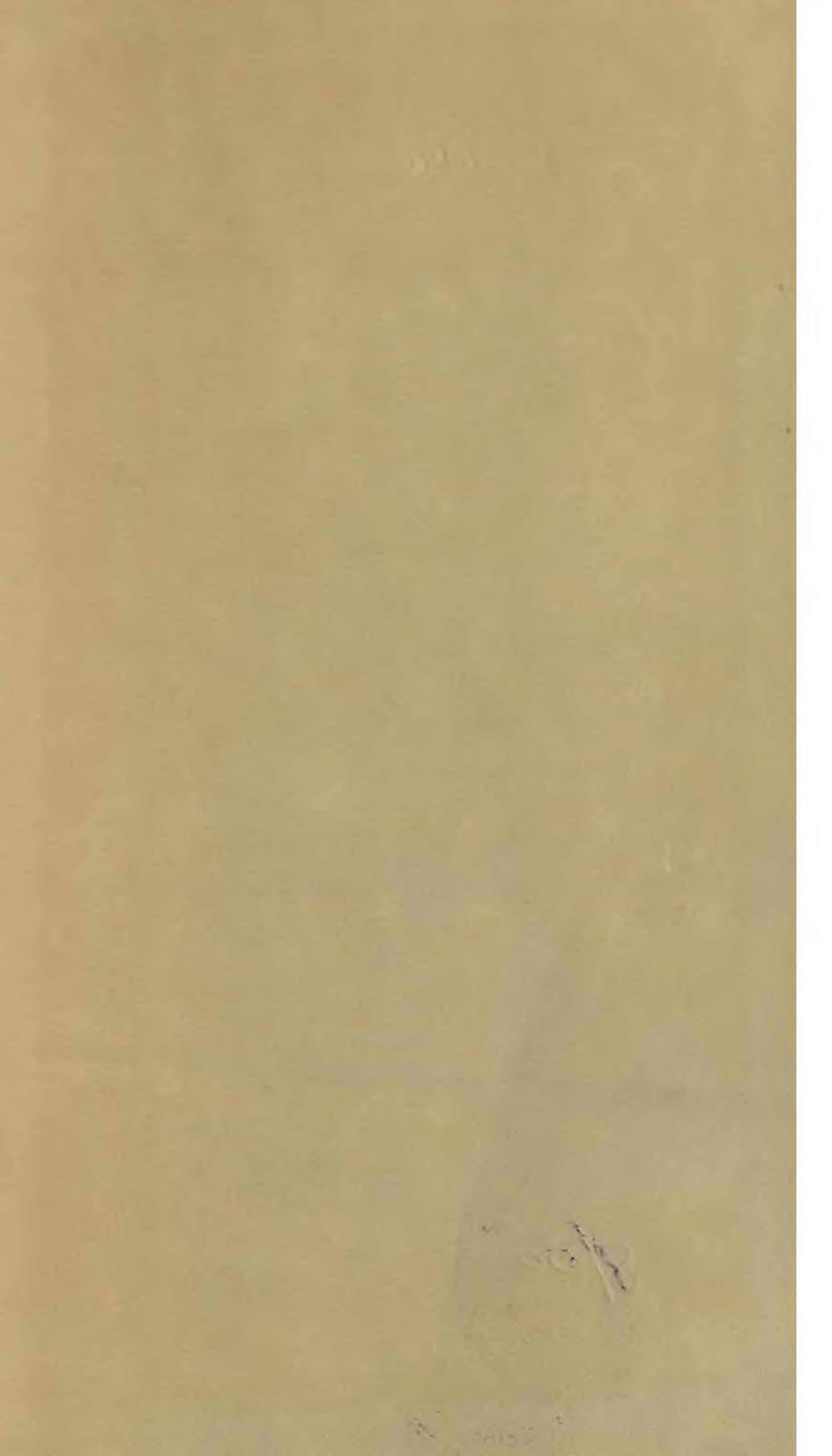
کلیسائے رومنہ الکبریٰ

پادری خورشید عالم



پنجاب لٹریچر سوسائٹی

انارکلی - لاہور



تاریخ کلیسائے رومہ الکبریٰ

۵۹۰ء تا ۱۵۰۰ء

محققہ و مؤلفہ

پادری خورشید عالم

پنجاب لکچرس بک سوسائٹی

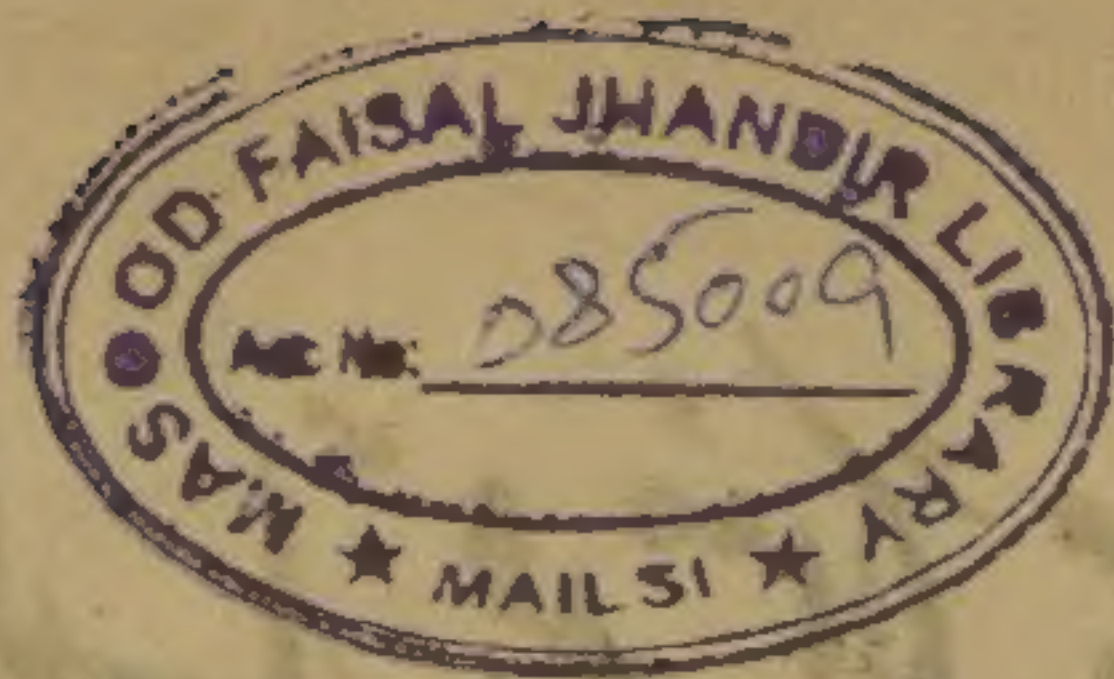
انارکلی - لاہور

تعداد ۱۰۰۰



۱۹۶۱

بار اول



کتاب خانہ سردار جہندہ
میل سی (پاکستان)

..... نمبر شمار ۱

..... کتاب نمبر ۱

260
585



TECHNICAL SUPPORT BY
CHUGHTAI
PUBLIC LIBRARY

حقیقت

میں یہ کتاب اپنی اہلیہ حبیلہ مرحومہ کے نام معنون کرتا ہوں جنہوں نے
 نہایت ہی گرنجوشی اور اخلاص کے ساتھ میرے دوش بدوش اٹانے
 نامدار خداوند یسوع مسیح کے جلال کے لئے کئی سالوں تک اُس کی بہت
 کی اور خاص طور پر اس کتاب کے مسودہ کی تصحیح و ترتیب میں عرق ریزی
 سے میری مدد کی۔ یہ سچ ہے کہ اگر اُن کی معاونت مجھے نصیب نہ ہوتی
 تو میں اس کتاب کو مکمل کرنے میں قاصر رہتا۔

”وہ جلتا اور چمکتا ہوا چراغ تھا اور..... کچھ عرصہ تک

اُس کی روشنی میں خوش رہنا منظور ہوا۔“

یوحنا ۵ : ۳۵

خوشید عالم

نشاط

من المعلوم ان كل انسان له قدرته على العمل
 في كل وقت من اوقات حياته في كل مكان من اماكن
 حياته في كل وقت من اوقات حياته في كل مكان من اماكن
 حياته في كل وقت من اوقات حياته في كل مكان من اماكن
 حياته في كل وقت من اوقات حياته في كل مكان من اماكن
 حياته في كل وقت من اوقات حياته في كل مكان من اماكن
 حياته في كل وقت من اوقات حياته في كل مكان من اماكن
 حياته في كل وقت من اوقات حياته في كل مكان من اماكن

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله رب العالمين

فہرست تصاویر

۱۰	صفہ	سیرامنٹ پاک عشاء	۱
۵۴		پوپ لیو قیصر چارلس اعظم کے سر پر شاہی تاج دکھ رہے ہیں	۲
۷۱		ایک راہب خانے کا منظر	۳
۱۰۱		چرچ آف دی ہول سپلر	۴
۱۰۳		مسلح یوزباشی	۵
۱۰۴		گھاڈفرے شاہ یردشلم	۶
۱۰۶		مقدس شاہ کوئیس صلیبی جنگ کے لئے تیار ہے	۷
۱۲۲		خلیفۃ المسیح ہونے کے تصور میں پاپائے روم	۸
۱۲۸		فرار تبلیغ کر رہے ہیں	۹
۱۵۵		وکیل اصلا ح دین کا چمکتا ہوا ستارا اور ماہر النہیات	۱۰
۱۶۶		کوئسل باسل	۱۱
۱۷۷		مصلح جان ہس اور اس کا شاگرد جیروم	۱۲

یادگار

مقدمه	۱
تاریخ نگارش و تألیف	۲
موضوع و موضوعات	۳
روش نگارش	۴
سبک نگارش	۵
ملاحظات فنی	۶
ملاحظات ادبی	۷
ملاحظات تاریخی	۸
ملاحظات اجتماعی	۹
ملاحظات سیاسی	۱۰
ملاحظات اقتصادی	۱۱
ملاحظات فرهنگی	۱۲
ملاحظات علمی	۱۳
ملاحظات هنری	۱۴
ملاحظات اخلاقی	۱۵
ملاحظات دینی	۱۶
ملاحظات فلسفی	۱۷
ملاحظات حقوقی	۱۸
ملاحظات پزشکی	۱۹
ملاحظات ورزشی	۲۰
ملاحظات تفریحی	۲۱
ملاحظات آموزشی	۲۲
ملاحظات علمی-تکنولوژی	۲۳
ملاحظات اجتماعی-سیاسی	۲۴
ملاحظات اقتصادی-سیاسی	۲۵
ملاحظات فرهنگی-سیاسی	۲۶
ملاحظات علمی-سیاسی	۲۷
ملاحظات هنری-سیاسی	۲۸
ملاحظات اخلاقی-سیاسی	۲۹
ملاحظات دینی-سیاسی	۳۰
ملاحظات فلسفی-سیاسی	۳۱
ملاحظات حقوقی-سیاسی	۳۲
ملاحظات پزشکی-سیاسی	۳۳
ملاحظات ورزشی-سیاسی	۳۴
ملاحظات تفریحی-سیاسی	۳۵
ملاحظات آموزشی-سیاسی	۳۶
ملاحظات علمی-تکنولوژی-سیاسی	۳۷
ملاحظات اجتماعی-سیاسی-اقتصادی	۳۸
ملاحظات اقتصادی-سیاسی-فرهنگی	۳۹
ملاحظات فرهنگی-سیاسی-علمی	۴۰
ملاحظات علمی-سیاسی-هنری	۴۱
ملاحظات هنری-سیاسی-اخلاقی	۴۲
ملاحظات اخلاقی-سیاسی-دینی	۴۳
ملاحظات دینی-سیاسی-فلسفی	۴۴
ملاحظات فلسفی-سیاسی-حقوقی	۴۵
ملاحظات حقوقی-سیاسی-پزشکی	۴۶
ملاحظات پزشکی-سیاسی-ورزشی	۴۷
ملاحظات ورزشی-سیاسی-تفریحی	۴۸
ملاحظات تفریحی-سیاسی-آموزشی	۴۹
ملاحظات آموزشی-سیاسی-علمی-تکنولوژی	۵۰
ملاحظات علمی-تکنولوژی-سیاسی-اجتماعی	۵۱
ملاحظات اجتماعی-سیاسی-اقتصادی-فرهنگی	۵۲
ملاحظات اقتصادی-سیاسی-فرهنگی-علمی	۵۳
ملاحظات فرهنگی-سیاسی-علمی-هنری	۵۴
ملاحظات علمی-سیاسی-هنری-اخلاقی	۵۵
ملاحظات اخلاقی-سیاسی-دینی-فلسفی	۵۶
ملاحظات دینی-سیاسی-فلسفی-حقوقی	۵۷
ملاحظات فلسفی-سیاسی-حقوقی-پزشکی	۵۸
ملاحظات حقوقی-سیاسی-پزشکی-ورزشی	۵۹
ملاحظات پزشکی-سیاسی-ورزشی-تفریحی	۶۰
ملاحظات ورزشی-سیاسی-تفریحی-آموزشی	۶۱
ملاحظات آموزشی-سیاسی-علمی-تکنولوژی	۶۲
ملاحظات علمی-تکنولوژی-سیاسی-اجتماعی-اقتصادی	۶۳
ملاحظات اجتماعی-سیاسی-اقتصادی-فرهنگی-علمی	۶۴
ملاحظات اقتصادی-سیاسی-فرهنگی-علمی-هنری	۶۵
ملاحظات فرهنگی-سیاسی-علمی-هنری-اخلاقی	۶۶
ملاحظات علمی-سیاسی-هنری-اخلاقی-دینی	۶۷
ملاحظات اخلاقی-سیاسی-دینی-فلسفی-حقوقی	۶۸
ملاحظات دینی-سیاسی-فلسفی-حقوقی-پزشکی	۶۹
ملاحظات فلسفی-سیاسی-حقوقی-پزشکی-ورزشی	۷۰
ملاحظات حقوقی-سیاسی-پزشکی-ورزشی-تفریحی	۷۱
ملاحظات پزشکی-سیاسی-ورزشی-تفریحی-آموزشی	۷۲
ملاحظات ورزشی-سیاسی-تفریحی-آموزشی-علمی	۷۳
ملاحظات آموزشی-سیاسی-علمی-تکنولوژی-اجتماعی	۷۴
ملاحظات علمی-تکنولوژی-سیاسی-اجتماعی-اقتصادی-فرهنگی	۷۵
ملاحظات اجتماعی-سیاسی-اقتصادی-فرهنگی-علمی-هنری	۷۶
ملاحظات اقتصادی-سیاسی-فرهنگی-علمی-هنری-اخلاقی	۷۷
ملاحظات فرهنگی-سیاسی-علمی-هنری-اخلاقی-دینی	۷۸
ملاحظات علمی-سیاسی-هنری-اخلاقی-دینی-فلسفی	۷۹
ملاحظات اخلاقی-سیاسی-دینی-فلسفی-حقوقی-پزشکی	۸۰
ملاحظات دینی-سیاسی-فلسفی-حقوقی-پزشکی-ورزشی	۸۱
ملاحظات فلسفی-سیاسی-حقوقی-پزشکی-ورزشی-تفریحی	۸۲
ملاحظات حقوقی-سیاسی-پزشکی-ورزشی-تفریحی-آموزشی	۸۳
ملاحظات پزشکی-سیاسی-ورزشی-تفریحی-آموزشی-علمی	۸۴
ملاحظات ورزشی-سیاسی-تفریحی-آموزشی-علمی-تکنولوژی	۸۵
ملاحظات آموزشی-سیاسی-علمی-تکنولوژی-اجتماعی-اقتصادی	۸۶
ملاحظات علمی-تکنولوژی-سیاسی-اجتماعی-اقتصادی-فرهنگی-علمی	۸۷
ملاحظات اجتماعی-سیاسی-اقتصادی-فرهنگی-علمی-هنری-اخلاقی	۸۸
ملاحظات اقتصادی-سیاسی-فرهنگی-علمی-هنری-اخلاقی-دینی	۸۹
ملاحظات فرهنگی-سیاسی-علمی-هنری-اخلاقی-دینی-فلسفی	۹۰
ملاحظات علمی-سیاسی-هنری-اخلاقی-دینی-فلسفی-حقوقی	۹۱
ملاحظات اخلاقی-سیاسی-دینی-فلسفی-حقوقی-پزشکی-ورزشی	۹۲
ملاحظات دینی-سیاسی-فلسفی-حقوقی-پزشکی-ورزشی-تفریحی	۹۳
ملاحظات فلسفی-سیاسی-حقوقی-پزشکی-ورزشی-تفریحی-آموزشی	۹۴
ملاحظات حقوقی-سیاسی-پزشکی-ورزشی-تفریحی-آموزشی-علمی	۹۵
ملاحظات پزشکی-سیاسی-ورزشی-تفریحی-آموزشی-علمی-تکنولوژی	۹۶
ملاحظات ورزشی-سیاسی-تفریحی-آموزشی-علمی-تکنولوژی-اجتماعی	۹۷
ملاحظات آموزشی-سیاسی-علمی-تکنولوژی-اجتماعی-اقتصادی-فرهنگی	۹۸
ملاحظات علمی-تکنولوژی-سیاسی-اجتماعی-اقتصادی-فرهنگی-علمی-هنری	۹۹
ملاحظات اجتماعی-سیاسی-اقتصادی-فرهنگی-علمی-هنری-اخلاقی-دینی	۱۰۰

فہرست مضامین

۱	تعارف	۱
۲	تہنید	۲
۷	پہلا باب کشمکش	۳
۱۵	دوسرا باب گریگوری اعظم	۴
۱۸	تیسرا باب دنیادارانہ و راسخانہ خادمان دین	۵
۲۲	چوتھا باب بشارتی صلیب بردار	۶
۲۴	پانچواں باب اسلام کا عروج و غلبہ	۷
۵۳	چھٹا باب چارلس اعظم کی اصلاحات اور تغیرات زمانہ	۸
۶۲	ساتواں باب مشرقی و مغربی کلیسیا میں تفریق	۹
۷۰	آٹھواں باب کلیسیائی بحالی کی تدابیر	۱۰
۹۹	نواں باب صلیبی فتحات	۱۱
۱۲۱	دسواں باب پوپ انوسینٹ سوم	۱۲
۱۲۸	گیارہواں باب فرانسسکن فرار	۱۳
۱۴۰	بارہواں باب پوپیت کا زوال اور نفاق اعظم	۱۴
۱۴۹	تیرہواں باب تفتیش بدعات	۱۵
۱۶۱	چودھواں باب تحریک مصاحمت	۱۶
۱۶۸	پندرہواں باب انوار الادب	۱۷
۱۸۳	شابانِ روم - پاپائے روم اور آرج بشپ آف کنسٹنٹین	۱۸

تذکره مشاهیر

۱	مقدمه	۱
۲	بی بی	۲
۳	بی بی	۳
۴	بی بی	۴
۵	بی بی	۵
۶	بی بی	۶
۷	بی بی	۷
۸	بی بی	۸
۹	بی بی	۹
۱۰	بی بی	۱۰
۱۱	بی بی	۱۱
۱۲	بی بی	۱۲
۱۳	بی بی	۱۳
۱۴	بی بی	۱۴
۱۵	بی بی	۱۵
۱۶	بی بی	۱۶
۱۷	بی بی	۱۷
۱۸	بی بی	۱۸
۱۹	بی بی	۱۹
۲۰	بی بی	۲۰
۲۱	بی بی	۲۱
۲۲	بی بی	۲۲
۲۳	بی بی	۲۳
۲۴	بی بی	۲۴
۲۵	بی بی	۲۵
۲۶	بی بی	۲۶
۲۷	بی بی	۲۷
۲۸	بی بی	۲۸
۲۹	بی بی	۲۹
۳۰	بی بی	۳۰
۳۱	بی بی	۳۱
۳۲	بی بی	۳۲
۳۳	بی بی	۳۳
۳۴	بی بی	۳۴
۳۵	بی بی	۳۵
۳۶	بی بی	۳۶
۳۷	بی بی	۳۷
۳۸	بی بی	۳۸
۳۹	بی بی	۳۹
۴۰	بی بی	۴۰
۴۱	بی بی	۴۱
۴۲	بی بی	۴۲
۴۳	بی بی	۴۳
۴۴	بی بی	۴۴
۴۵	بی بی	۴۵
۴۶	بی بی	۴۶
۴۷	بی بی	۴۷
۴۸	بی بی	۴۸
۴۹	بی بی	۴۹
۵۰	بی بی	۵۰
۵۱	بی بی	۵۱
۵۲	بی بی	۵۲
۵۳	بی بی	۵۳
۵۴	بی بی	۵۴
۵۵	بی بی	۵۵
۵۶	بی بی	۵۶
۵۷	بی بی	۵۷
۵۸	بی بی	۵۸
۵۹	بی بی	۵۹
۶۰	بی بی	۶۰
۶۱	بی بی	۶۱
۶۲	بی بی	۶۲
۶۳	بی بی	۶۳
۶۴	بی بی	۶۴
۶۵	بی بی	۶۵
۶۶	بی بی	۶۶
۶۷	بی بی	۶۷
۶۸	بی بی	۶۸
۶۹	بی بی	۶۹
۷۰	بی بی	۷۰
۷۱	بی بی	۷۱
۷۲	بی بی	۷۲
۷۳	بی بی	۷۳
۷۴	بی بی	۷۴
۷۵	بی بی	۷۵
۷۶	بی بی	۷۶
۷۷	بی بی	۷۷
۷۸	بی بی	۷۸
۷۹	بی بی	۷۹
۸۰	بی بی	۸۰
۸۱	بی بی	۸۱
۸۲	بی بی	۸۲
۸۳	بی بی	۸۳
۸۴	بی بی	۸۴
۸۵	بی بی	۸۵
۸۶	بی بی	۸۶
۸۷	بی بی	۸۷
۸۸	بی بی	۸۸
۸۹	بی بی	۸۹
۹۰	بی بی	۹۰
۹۱	بی بی	۹۱
۹۲	بی بی	۹۲
۹۳	بی بی	۹۳
۹۴	بی بی	۹۴
۹۵	بی بی	۹۵
۹۶	بی بی	۹۶
۹۷	بی بی	۹۷
۹۸	بی بی	۹۸
۹۹	بی بی	۹۹
۱۰۰	بی بی	۱۰۰

تعارف

فضیلت ناک بزرگ پادری ای جو اہر مسیح صاحب

آرچ ڈیکن آف لاہور

میں فخر کے ساتھ ان چند سطور کو لکھتا ہوں کہ ہمارے نوجوان پادری خود شدید عالم صاحب نے اپنے پاس بانی فرانٹز کی بطریقہ حسن پڑا کرتے ہوئے بھی اپنی عظیم الفرستی میں سے وقت نکالا کہ وہ ایک نہایت ضروری اور ہم تاریخ کلیسیا زماہ دستی کو ہمارے سامنے پیش کریں۔

جسے مسودہ کے مطالعہ سے ان کی محنت و جدت و جہد مارت کی داد دینا لازمی ہے۔

آپ نے ایک ایسے تاریخی زمانہ کو لیا ہے جس کی موجودہ دور میں ہمارے ایجاب اور دور کو ضرورت ہے۔ کتاب کے مرتب سے معلوم ہوتا ہے کہ پوپیت کا آغاز عروج اور زوال کن سیاسی اور جماعتی خفاشت و رات میں ہوا۔ کلیسیا میں جو مشرق اور مغرب کے مسئلہ کی خلیج حائل کی گئی اور جس کا پاپا آج تک بڑھتا جاتا ہے اس کی وجوہات کیا تھیں۔ صفیں مہمات کو واضح طور پر پیش کیا ہے۔ اور آخر میں بتایا ہے کہ تحریک مسیحیت اور انبار الادب میں کون سا تبدیل فراموش شخصیتیں کے وسیلہ سے پادری مارٹن لوتھر سے قبل دور اصلاح کی بنیاد رکھتی گئی تھی۔ کتاب کو چند حقائق پر تشبیہ کیا ہے جس سے مفہوم کے سمجھنے میں آسانی ہو جاتی ہے۔ اردو سلاہیں۔

عمدہ اور باور ہے۔ ایچٹ سیدہ اثق ہے کہ اس کتاب کے پڑھنے سے بہتوں کا علم بڑھے گا اور روحانی تقویت بھی ملے گی۔ یہ کتاب بشارتی خدمت کرنے والوں کے لئے بہت مفید ہے۔ ہم امید کرتے ہیں کہ اردو خوان حضرات اس پر ضرور خریدیں گے اور اس سے علمی اور روحانی فائدہ اٹھائیں گے۔ والسلام

ای۔ جو اہر مسیح

یوم المقدس ثوما۔ ۲۱ دسمبر ۱۹۵۳ء

تاریخ

از منہء وسطیٰ | یہ رومی سلطنت کے انحطاط سے نہانہ اصلاح کے
(MIDIAEVAL PERIOD) آغاز تک کا زمانہ ہے۔ وثوق سے از منہء وسطیٰ کی تاریخ

کا تعین کرنا قدرے مشکل ہے، کیونکہ سلطنت روم میں بتدریج زوال آنا گیا۔ اس لئے جب
سن ۴۷۶ء میں الیقوی کا تختہ منہ کیا تو اس کی شان و شکوہ و حوصلہ پڑ چکی تھی۔ چارلس منط
جو فریاتی سلاطین میں عظیم بادشاہ ہو کر رہا۔ ہے اور بیک وقت فرانس اور جرمنی پر مستط
سن ۸۰۰ء میں سلطان روم بنا۔ رومی سلطنت تک تسلطیہ میں بھی حکمران رہے
جہاں ترکوں نے ان کی سی سی زندگی ختم کر دی اور بیک سلطنت روم کا شیرازہ بکھرا گیا۔ ہم از منہ
وسطیٰ کو طراناہ نظر سے دو حصوں میں منقسم کر سکتے ہیں۔

تاریکے مانہء تاریک

(DARKAGES)

یہ زمانہ بربری جسمہ آدروں کی بے پناہ یلغار کا زمانہ
ہے جو وقتاً فوقتاً حملہ آور ہو کر سلطنت روم میں
مقیم ہو گئے تھے۔ انہوں نے تمام صنعت و حرفت

اور علم و ادب کو غارتگری برباد کر دیا، اور ہر طرف لٹ چادی اندھیر گردی کے اس زمانہ میں کہ ایسی
خائف و ہراساں ہو کر مجبوراً خائفوں میں پناہ گزیں ہو گئی۔ چنانچہ اسی زمانہ میں مذہب
اسلام رونما ہوا جس نے مسیحیت کو معدوم کرنے کے لئے کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہ چھوڑا
بدین و عبادت حکومت نے اپنی باگ ڈور پوپوں کے سپرد کر دی۔ پاپائے روم سن ۸۰۰ء
سن ۱۳۰۰ء تک اسلامی کارگزاری کو سرانجام دیتے رہے۔ ان کا بنی اور سرغنہ ہڈی براند تھا
جو گرگوری ہفتم کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ یہ ایسا مدبر اور جابر تھا کہ جہاں با ایک عام حکمت
جاتا۔ وہیم فاتح اس کا بمعہ تھا۔ اس کے زمانہ میں شاندار کتھپڑاں تعمیر ہوئے اور عظیم جٹوں کا
بھی آغاز ہوا۔ دارالعلوم تعمیر ہوئے۔ مقدس اسکول و فاسیس ایسی اور مشہور شاہد بنے
کی اس بے پناہ جد و جہد نے ان چٹا رہاں کو جو راکھ کے ڈھیر میں شیب کے رہ گئی تھیں از
سیر نو سدا دیا۔ اور پھر رومی پریم لہرایا چونکہ ہر جانب ازہے منہ ٹھو لے نظر آتے تھے، اس لئے
مخائنیں کے سامنے ان کی تمام کاوشیں ماند ہو کر رہ گئیں۔

کشیدگی اسیری و نفاق ۱۳۰۵ تا ۱۵۲۱ء

(TENSION, CAPTIVITY THE GREAT SCHISM)

اس زمانہ میں پوپیت
اپنی کشیدگیوں - کشیدہ
دوانیوں اور بدگمانیوں

کی وجہ سے بدنام ہو گئی۔ اور شاہان و تخت نے پوپ کو لاکھارا جو کلیسیائی نظم و نسق پر ضرب کاری
تحت ہوا پچھلے تو عوام و مشائخ پوپ کے حامی تھے، لیکن اب شاہان زمانہ کا دم بھرنے لگے۔ انگریز
مصالح و یکلخت کو بھی طمع آزمائی کا موقع مل گیا اور یوں پوپیت فرانس ہی میں متعبد ہو کر رہ گئی
چنانچہ ۱۳۰۵ء تا ۱۳۷۸ء پوپیت روم سے ہجرت کر کے فرانس کے شہر
اوینوں میں چلی گئی اور فرانسیسیوں کے کاربن کر رہ گئی۔ بہر حال سیاسی نکتہ نظر سے
انگلستان باغی ہو کر جنگ پر آمادہ ہو گیا۔ ادھر ۱۳۷۸ء تا ۱۴۱۵ء میں کلیسیا میں چھوٹ
پڑ گئی اور دو نامہ پوپ روم اور اوینوں میں برسرِ اقتدار آ گئے۔ جن کی بڑھتی ہوئی خیانتوں
کے اندر ان کے لئے کونسوں کا انعقاد ہوا، جس سے پوپ اور کونسوں میں رتہ کشی ہو گئی۔
تو بھی اس بدامنی کے زمانہ میں علم و ادب کے انمول موتیوں کو لوگوں نے ہاتھوں ہاتھ لیا،
اور عوام میں علمی ترقی کا جذبہ بند ہوا۔ اور انوارِ ادب پیدا نہ ہوئے۔ نکلا۔ تو ہم پرست سچی دنیا
ہر شخصہ اڑانے لگے اور افلاطونی خیالات سے متاثرہ کر کے تو اہم پرستی کی بڑائیوں کو منظرِ عام پر
لائے۔ لیکن انوارِ ادب کا سیلاب کچھ ایسا زوروں پر تھا کہ خود پوپ یوہنم و یلڈنڈر
ششم بھی اس کی دست برد سے بچ نہ سکے۔ اور سچیت کو مسموم کر دیا۔ آخر تو پھر نے ایک نیا
راگ اپنا کر "بائبل کی حریت لوٹو" راست باز ایمان سے زبردہ رہے گا۔ اس نے سرکارِ دہم
ربنا، مسیح کی پابند و منزدہ زندگی کو ب نقاب کیا اور ۱۵۱۷ء میں پروٹسٹ مازم کی بنیاد پٹی
جس کی فوری قبولیت سے نصرت یورپ اس کی پشت پناہ بن گیا۔ علامہ اقبال نے بیان خوب
کہا ہے۔

نکادہ مردِ مومن سے بدل جاتی ہیں تشددیں

از منہ و سہلی کی تاریخ کو بیٹھ تحریر میں لانے سے مستثنیٰ جھلپاتے ہیں گویا کہ اس کو فراموش
کرنا ہو بہتر سمجھنے ہیں لیکن اگر ہم منظرِ عام پر اس کا جائزہ لیں تو صاف ظاہر ہوتا ہے کہ اس زمانہ
نے سیاسی و مذہبی کشمکش کے متنازعہ امور کی قیلفات میں بند ہو کر درست تعلیم و رہبانہ
جوئی اور تحریکِ مسیحیت کو پیدا کیا۔ غامبی اور انسانی قتل و غارت کی تماشہ گاہ ہو کر جن کے

مشاہدہ سے تہذیب لرزتی تھی معدوم کر دیا اور بہترین اخلاق - رابطہ اتحاد - انسانی حقوق کی نگہداشت اور مساوات کی اہم ذمہ داریوں کو کلیسیا پر واضح اور نمایاں کر دیا۔ اس تاریک زمانہ میں جبکہ آسٹریا گاتھ - وینڈل اور سلوونی جیسے بربری قبائل مسیحیت کو نیست نابود کرنا چاہتے تھے، اور قدم قدم پر خطر و لاحق تھا، معاشرتی اور قدرتی اصلاح کرنا کا بہتر اور کن کوہ کن سے کم نہیں تھا۔ جیسا کہ مقدس جیروم بیت لحم سے لکھتا ہے کہ "ہمارا بقیہ ہماری کسی نیکی کی وجہ سے نہیں بلکہ خُص خدا کے فضل سے ہے۔ اُسے شمار وحشی لوگ گال میں گھس آئے ہیں۔ کوہ المپس اور پرینیہ دریا سے راتن اور سمندر تک کے درمیانی علاقے وحشیوں نے برباد کر دیئے ہیں۔ زمانہ ہی ہماری آنکھوں سے آنسوؤں کو بند کر سکتا ہے۔" رادھراسام نے بھی مغرب کا رخ کیا اور مسیحی دنیا پر خوف و ہراس کے بادل چھا گئے۔ اور اُن واحد سلطنتوں کے عہد میں وہ اذیت - عراق اور آسوریہ پر قابض ہو گئے۔ عرب کی مسیحی سلطنتوں کو ریشیم ۷۰۰ء اور انتاکیہ ۷۰۸ء میں ختم کر دیا۔ ہسپانیہ اور سیسی بھی سسک سسک کر ختم ہو گئے۔ گریجوی انظم لکھتا ہے "گوشت پکایا اور ہڈیاں گھل گئیں۔ سینٹ کہاں ہے۔ لوگ کہاں ہیں؟ ہڈیاں ختم ہوئیں گوشت جل گیا۔ دنیا سے شان و شکوہ اٹھ گئی۔ ہم چونچ رہے ہیں وہ بھی تلوار سے خالق ہیں اور اذیتوں سے تنگ حال واجب ہے کہ کہہ دوں، خالی برتن کو کوٹلوں پر رکھ دو۔ کیونکہ آدمی مر گئے۔ روم خالی ہے عمارت برباد ہیں۔" ایسے دگرگوں حالات سے دوچار ہونا اُسی زمانہ کے مدبرین اور مصلحین کا کام تھا جو مسیحیت کا علم بلند رکھنے کے لئے صلیبی جہاد میں کود پڑے۔ قلم چھوڑ تلواریں سنبھال لیں۔ کونہ کونہ اُن کے نعرہ تہذیب کو بچا لیا۔ اب ہاتھوں میں تسبیحوں کی بجائے تلواریں تختیں۔ تلواریں سونت کر لٹے اور ہمدردی کی دھجک بٹھادی۔ وہ و تھیفہ خوار نہ تھے کہ سر ختم کرتے اُن میں مردانگی کا خون تھا۔ وہ مردانہ وار بڑھے اور کٹ کٹ کر مرے اور ارض مقدس کو اپنے خون سے لالہ بنا دیا۔ وہ صلیب پر بت عظمت و ظلم کو مٹانے کے لئے بیہنیا راستہ بتا گئے۔ سنگ کے کدے اثرات ابھی دور نہیں ہوئے تھے کہ مر سوبدمات، شیدگی اور افراتفری سیاہ رات کی مانند چھا گئی۔ لیکن مدبرین اور علمائے حوصلہ نہ چھوڑا اور درس و تدریس اور صلاح و ہدایت سے انور و ادب کے زیرِ تخت وہ وہ اصحابیں کیں جو ابھی تک ہمارے لئے چراغِ راہ سے کم نہیں ہیں۔

اگرچہ خائفہوں کو حقارت کی نظر سے دیکھا جاتا ہے تاہم یہ وہی خائفہ ہیں جن میں مسیحیت پناہ لے گئی ہوئی، اور آخر یہی خائفہ ہیں یعنی مراکز اور مذہبی مدارس بن گئے۔ اور ان کے بلند بہت راہبوں نے مسیحیت کی نشر و اشاعت میں کوئی کسر اٹھانہ رکھی۔ مقدس جیروم۔ بینیکٹ۔ پٹرک۔ کولمبا۔ اگسٹین۔ پولینس۔ نیلیس۔ مہیریسیس ایڈن۔ ولفریڈ۔ ولفریڈ بونیفیس اور انسکار راہب ہی تھے جن کے مالی عزم و تدبیر سے سریا۔ بیت لحم۔ آیر لینڈ۔ سکاٹ لینڈ۔ کینٹ۔ ہار تھیریا۔ مشرقی و مغربی انگلستان۔ ہالینڈ۔ جرمنی۔ لینڈ۔ خارن۔ ڈنمارک اور سوڈان میں تبلیغ ہوئی۔ اور فرانسسکن فرارنارن۔ مصر اور ہندوستان تک پہنچ گئے۔ اگر مسیحیت خائفہوں میں محبوب نہ ہوئی اور مسیحیت کا بیج ازمنہ وسطیٰ میں خائفہوں میں دفن نہ ہوتا تو آج یہ خوبصورت پودا پھول اور پھل سے مزین ہو کر اقوام عالم پر خورشید عالم تاب بن کر نہ چمکتا۔

ازمنہ وسطیٰ ہمارے لئے موجودہ دور میں بھی فائدہ مند ہے، کیونکہ ہم بھی ایسے ہی زمانہ سے دوچار ہو رہے ہیں جس میں قومی فاشی۔ اشتراک۔ اشتعالی۔ اجتماعی اور انقلابی خطرات ہیں۔ نسلی اور مذہبی تعصب کا دور دورا ہے۔ وحشت۔ بے بسی۔ بے کسی ہے سر پر منڈلا رہی ہے۔ اس لئے چاہیے کہ ہم ازمنہ وسطیٰ کی تاریخ سے سبق لیں اور دنیا دارانہ نفسیاتی یک جہتی پر مطمئن نہ ہوں۔ بلکہ حقیقی۔ روحانی اور عالمگیر اتحاد کی بنیادوں کو بین الاقوامی کونسلوں کے وسیع سے استوار کریں تاکہ مسیح خداوند کی بادشاہت آئے اور اس کا جلال ظاہر ہو۔

میں نے دانستہ طور سے ۴ تا ۶ صدیوں کا تاریخی احوال اختصاراً پیش کیا ہے کیونکہ بیشتر ان میں اس کا ذکر بہ تفصیل "تاریخ مسیحی کلیسیا ۳۳۰ تا ۴۵۰" میں آنجناب پادری کینن ڈبلیو پی۔ میرکس صاحب نے درج فرمایا ہے۔ سو آپ مزید معلومات کے لئے مذکورہ بالا تاریخ کے آخری ابواب کا مطالعہ فرمائیں۔

میں اس مسودہ کی تعمیر و تنظیم کے لئے ان تمام مصنفین کا شکریہ ادا کرتا ہوں جن کے اسمائے راسمی بعد کتبِ موسومہ اس کتاب کے اختتام میں رقم کر دیئے گئے ہیں۔ لیجناب ڈاکٹر ڈبلیو سی کوسٹی۔ ایلم۔ ای ڈی ڈی صاحب اپنی اعلیٰ محترمہ کا بھی مشکور ہوں کیونکہ انہوں نے اس مسودہ پر صحت و درستگی کی حقیقت یہ ہے کہ اپنی کم بائبل اور بے بیعتی کے

پیش نظر ایسی اہم کتاب "تاریخ کلیسیائے رومنہ الکبریٰ" کا لکھنا میرے بس کا کام نہ تھا۔
 یہ علمی خدمت کسی فاضل اہل قلم کی مرہون منت تھی تاہم خدا کا شکر ہے کہ بزرگانِ دین نے
 میری سوجھ بوجھ افزائی فرمائی اور میں نے اسے مشرقی رنگ میں اردو جامہ پہنا کر بہ اختصار

مرحوم آنجناب بزرگ پادری وزیر چند صاحبِ بی۔ اے

پرنسپل تعلیمہ الہیچل کالج گوہرانوالہ

کے ایما پر ہدیہ تانظرین کرنے کی جہارت کی ہے۔ مجھے قویٰ اُمید ہے کہ میرے اردو تراجم
 اربابِ ذوق اس سے استفادہ کریں گے۔ والسلام

عقیدت کیش: بخورشید عالم
 کاشانہ قسیمی نارووال

پہلا باب

کشکس

دکنی حالت

(POLITICAL STATE)

دور متوسط میں کلیسیا روم کی فرمانروائی کا آغاز خاص طور پر
پندرہویں صدی میں گریگوری اعظم کی پوپیت کے عہد سے ہوا
یعنی زمانہ ماقبل میں رومی حکومت دریائے رائن و نیوب

شمال افریقہ - اسیہ - کیسیسین اور میسوپوٹامیہ تک پھیلی ہوئی تھی۔ اول تو ان دور اقتادہ
مذہب کو نظام و اتحاد قدیم روم سے کرنا از حد مشکل تھا، دوسرے مشرق مرحدول
پر حبشیوں نے بار بار حملے کر کے سلطنت روم کا قافیہ تنگ کر رکھا تھا۔ اس لئے پوپتھی
صدیق ہی میں قسطنطنیہ کو، اراغی و جہاد اختیار کیا گیا۔ جسے روم جدید کے نام سے پکارا جاتا ہے
یہ شہر نہ صرف سمندر کے دو بڑے حصوں کو آباد ہے، بلکہ خشکی کے دو بڑے ٹکڑوں کو بھی
ملحق کرتا ہے۔ بائیں سمت یہ شہر دریائے نیوب کی مرحدول پر حبشی لوگوں کو سے محفوظ کرنے
کے لئے بے حد موزوں تھا جب شاہ تھیرڈوسیس نے وفات پائی تو سلطنت روم اس کے
دو بیٹوں میں تقسیم ہوئی۔ اور ایک وقت روم کا وسیع ملک دو مطلق العنان بادشاہوں میں
بٹ گیا، انہی آیام میں وحشی قوموں نے ویائے نیوب کی مرحدول پر کشکس کی دریاست
بلقان پر قبضہ کر لیا۔ جس سے مغربی علاقہ کو خطرہ پیدا ہو گیا۔ اس وقت میں تھیوڈورک دی
اسٹروگاتھز (THEODORICK THE OSTROGOTHS) شہنشاہ روم کو موزوں
رکے رائے پر توجہ دینا چاہیہ۔ مگر روم کا بادشاہ بھی اس کی بے پناہ یلغاروں کو روک نہ سکا۔
چنانچہ تھیوڈورک نے جیتوئے جبر کر اسے "امیر الامراتھ" کا لقب دیا اور نمود مشرق اور مغرب کا
شہنشاہ بن گیا۔ جب تھیرڈوسیس نے روم سے شہنشاہیت اٹھائی تو مغربی کلیسیاؤں پر اس

کا یہ اثر ہوا کہ انہوں نے اپنی باگ ڈور پاپائے روم کے ہاتھ میں دے دی اور اس طرح پاپائے روم کی شخصیت اس قدر ممتاز اور مستحکم ہو گئی جیسے کوئی دنیوی طاقت نہ دبا سکتی تھی۔ تھیوڈورک نے اکثر و بیشتر حکام کو بدستور ان کے عہدوں پر بحال رکھا لیکن ان میں کوئی بھی پاپائے روم جیسا اقتدار نہ رکھتا تھا۔ اس پر طرہ یہ کہ مشرقی شہنشاہ نے مغربی ان کے بالکل آنکھیں پھیر لیں جس کا اثر پوپ کے مذہبی سیاسی اور ملکی رسوٹ پر اس قدر گہرا ہوا کہ پاپائے روم مطلق العنان حکمران تسلیم ہونے لگا۔

۱۱۹۰ء سنہ کے درمیان دور میں مسیحیت سرکاری مذہب نہ تھا لیکن پھر ۱۱۹۰ء تک کے دور افتادہ مقامات پر اس کا اثر غالب تھا۔ مشرقی کلیسیا میں بلقان۔ ایشیائے کوچک۔ مصر۔ فلسطین۔ سیریا اور میسوپوٹامیہ شامل تھے۔ مغربی کلیسیا کا علاقہ بحر متوسط کے گرد و نواح کا علاقہ تھا جس میں اٹلی۔ شمالی افریقہ۔ وادی رائن اور ہسپانیہ شامل تھے۔ برطانیہ اور آئرلینڈ کے بعض لوگ تو سبھی بوجھے تھے لیکن دریائے رائن سے پرے ریسلٹ تھی اور نہ ہی مسیحیت نے اپنے قدم جڑائے تھے۔ اس دور میں کلیسیا کا ناظم اعلیٰ البشپ تھا جس کے حلقہ میں شہر کے گرد و نواح کے دیہات بھی شامل تھے۔ میٹروپولیٹن (METROPOLITAN) کے علاقہ میں بہت سے البشپ تھے۔ میٹروپولیٹن ندام الدین مراد دور روم کے ساتھ ملکر البشپ کا انتخاب کرتا تھا۔ سنڈ کے بعد اس میں شرعی مسائل اور کلیسیائی تنظیم پر اس کا فیصلہ مطلق سمجھا جاتا تھا جس سے مسیحیت کی جڑیں مضبوط ہو گئیں۔ بڑے بڑے شہروں کی ان کلیسیاؤں نے جن کی تہذیبی بنیاد کسی رسول پر تصور تھی بزرگ کلیسیا کی یقینیت اختیار کر لی۔ مغرب میں صرف روم کی کلیسیا ہی تھی جس کی ات فرق تھی۔ چونکہ روم مغرب کا مرکزی شہر اور درخشاں تھا اس لئے وہاں کی مغربی کلیسیا یورپ اور شمالی افریقہ کی بزرگ کلیسیا سمجھی جانے مشرق میں چار مشہور کلیسیاں تھیں (۱) ایشیا کیہ جو ایشیائے کوچک اور سیریا کا مشہور شہر اور مقدس لپطرس کی تبلیغ کوہ تھا۔ (۲) یروشلیم مسیحیت کی جائے پیدائش تھا۔ (۳) سکندریہ میں مقدس مرقس نے منادی کی۔ (۴) قسطنطنیہ کی کلیسیا ۳۲۵ء۔ ۳۲۹ء میں قائم ہوئی۔ اگرچہ اس کی بنیاد نیولی نہ تھی تو بھی روم جدید اور شاہی شہر ہونے کے باعث کونسل کسبیہ ان نے اسے روم قدیم کے مساوی حقوق عطا کئے۔ اس کے حلقہ میں۔ بلقان۔ جزیرہ ڈیونوب اور ایشیائے کوچک

شامل تھے۔ لیکن چونکہ پاپائے روم کے سر پر دنیوی شاہان کا دباؤ نہ تھا، اس لئے کلیسیا کے روم ان تمام مشرقی بزرگ عیسائیوں کے مذہبی و سیاسی طور پر بلند ہو گئی۔

مذہبی حالت

THE RELIGIOUS LIFE

جب ہم دور متوسط کے مذہب میں نظر پر نظر ڈالتے ہیں تو ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ کلیسیا طرح طرح کی بدعات میں گرفتار تھی جس کا سدباب وسطی زمانہ کے آغاز تک

نہ ہوا تھا، کیونکہ جب مسیحؑ میں ارسس میں ڈیاسکورس (DIOSCURUS) کی زیر صدارت کونسل منعقد ہوئی تو یوسیمیئس کے اس خیال کو کہ مسیح میں دو جڑا ذاتیں ہیں، رد کر دیا گیا۔ تب مصری پشپ اور راسب یہ کہا کہ چلائے کہ یوسیح کی ذات پاک کے ٹکڑے کرتا ہے، اس کے ٹکڑے کر دیئے جائیں گے۔ فلیوین جرجسٹینینہ کا پشپ تھا اس کو بارسوماس (BARSUMAS) کے راہبوں نے دبا یا اور ڈیاسکورس نے پوپ لیو اعظم کا وہ خط جو اس نے پشپ فلیوین کو لکھا تھا، کونسل میں پڑھنے سے انکار کر دیا۔ بلکہ یوٹی کیز کا یہ بیان کہ تجسم ہے بعد مسیح کی ذات پاک میں دو جڑا ذاتوں کا امتیاز نہیں ہے، منظور ہو گیا جس پر پشپوں سے دباؤ کے زیر اثر دستخط کرائے گئے۔ لیکن جب پوپ لیو غلام کو اس فیصلہ کی خبر پہنچی تو اس نے ڈیاسکورس کی اس بے پروائی کا سخت بخ لفت کی اور اس کونسل کو کونسل دزدان قرار دیا۔ لیکن شاہ تھیوڈوسیوس دوم (THEODOSIUS II) نے ڈیاسکورس کے مجبوریاں کی پاسداری کی اور فلیوین پر پشپیں دوڑا کر دستورین کو مضرول کر کے ملک بدر کر دیا۔ اگرچہ تھیوڈورٹ اس کونسل میں موجود نہ تھا لیکن اسے بھی کلیسیا سے خارج کر دیا گیا، اور اس کی تحریکات کی اشاعت منسوخ قرار دی گئی۔ پوپ لیو اعظم کے فرمان اخراج کلیسیا کا نتیجہ یہ ہوا کہ مشرقی کلیسیا میں کپوٹ ڈکٹی مصر، تھریسیس اور فلسطین میں شاہ تھیوڈوسیوس دوم ڈیا سکورس سے ملحق تھے۔ لیکن روم، شاہ پائین اور آسیر ڈیا سکورس کے خلاف تھے۔ کیونکہ اس نے فلیوین کے ساتھ بدسلوکی کی اور یوٹی کیز کی قرار داد کو حق بجانب کہا۔ ڈیا سکورس نے جب پوپ لیو اعظم کا اخراج نامہ بڑھا تو اس نے بحیثیت صدر کونسل امپراطور کے لئے کلیسیائی حقوق سے اخراج کا فرمان جاری کر دیا جس سے تنازعہ میں طوالت پیدا ہو گئی۔ ہم جب تک شاہ تھیوڈوسیوس زندہ رہا کچھ نہیں ہو سکتا تھا۔ جولائی ۳۸۵ء میں شاہ مر گیا، تو سابقہ اچھن کے فیصلے کے لئے ایک نئی کونسل کے انعقاد کی راہ نکل آئی۔ اس سال میں ملکہ پونکریا اور اس کا خاوند مارسین پوپ لیو اعظم

کے حامی تھے سوائے جڈ کے کونسل نکایاہ میں منعقد ہوئی پوپ کے نمائندے دو دیگر بپشپاں تو مانس مروت کے شہزادہ
 مارٹین بحالت مجبوری تشریف نہ لاسکا۔ چنانچہ دارالخلافہ کلسیڈان (CHALCEDAN) میں
 ۴۵۱ء کو تہرتا یکم نومبر ۱۸۵۷ء تک کونسل جاری رہی۔ اس میں چھ سو بپشپوں نے شرکت کی۔
 پوپ کے نمائندوں نے ڈیاس کورس اور اس کے بنیادوں کی مخالفت کرتے ہوئے
 یہ قرار داد پاس کی کہ وہ مجلس میں علیحدہ بیٹھیں، اور انہیں رائے دہی کا حق نہیں ہے۔
 مجلس میں گزشتہ رویداد پڑھی گئی اور شاہ کے حکم سے متقدم تیس دورش (THEODORUS)
 کے حق میں سنایا گیا تب ڈیاس کورس اور اس کے رفقاء نے خیر اندیش نہ ہو کر دیکھا کہ شاہ
 یہودی ہے اور مخالف مسیح اور کونسل میں ہنگامہ برپا ہو گیا بہر حال کونسل نے فیصلہ دیا کہ
 مسیح کی شخصیت ایسی اتحادی شخصیت ہے جس میں الہی و انسانی ذاتیں موجود ہیں۔ یہ دو
 جدا ذاتیں نہ پیوستہ ہیں نہ مخلوط۔ اور نہ ہی ان میں کسی ہیئت کی تبدیلی ہوئی ہے۔
 دونوں جدا جدا قائم رہتی ہیں، اور دو ذاتوں (TWO NATURES) سے دو خاص افراد
 نہیں، بلکہ ایک واحد شخص "بیٹا" جو خدا کا لکھ اور ہمارا نجات دہندہ یسوع مسیح ہے۔
 اس قضیہ کی بحث میں روم کے بپشپ ہنری آریس نے "ایک مرنی" کی تعلیم پر زور دیا،
 جس کے برعکس یہ فیصلہ ہوا کہ مسیح میں وہ مریضیاں ہیں۔ ایک انسانی اور دوسری الہی۔
 اس طرح عقیدہ کا تصدیق ہوا اور مسند عقیدہ کے خلاف سرمنی تعلیم و تخریک کو ناجائز
 قرار دیا گیا۔ اور فیصلہ ہوا کہ جو بپشپ زور۔ راسب اور کلیسیا کا فو کو کسی نئی تبدیلی کا
 اشاعت کرے، اسے تعزیری سزا دی جائے اور مشورہ ال کرنے کے علاوہ اسے
 لعنتی کر دیا جائے۔ تو جی پٹی لینے کا تصور حرام میں برپا کیا۔ اور کلیسیا کے بیشتر افراد نے
 کلسیڈان کے فیصلہ کو قابل قبول نہ سمجھا۔ ایک مانوفیسٹ (MONOPHYSITE)
 گروہ پیدا ہو گیا جس میں اور مصر میں خانہ جنگی ہوئی۔ خواتین کی نمایاں جہ گئیں۔ بہت سے بپشپ
 کو زبردستی سہدوں سے معزول کر دیا گیا، اور جب بہت ساروں کے بعد کلیسیا میں اتفاق
 و آشتی کی بہیم کوشش کی گئی تو وہ بے سود ثابت ہوئی۔ کیونکہ بہت سے عداوت پوپ
 کے اقتدار و اثر سے بیکار چکے تھے، اور عقائد مختلفہ کی وجہ سے فرقہ بندی بڑھتی گئی۔
 نسطورین زعم (NESTORIANISM) اٹو بیسہ میں بڑا کچھ چکا تھا اور مانوفیسٹ
 ازعم سریانیوں مسئلہ میں شاہ زینو (ZENO) نے نسطورین ازعم کا سکواں اڈیہ میں



سیکر امینٹ پاک عشا (پاک یوخرسٹ)



تعملاً بند کر دیا تو بھی نسطور بن ازم ہندوستان اور چین میں پھولتا پھلتا رہا۔ ۲۸۲ء میں شاہ
 زیرفون نے مذہبی کشمکش کو سیاسی الجھن سمجھتے ہوئے گفتگو قطعاً بند کرنا چاہی جس سے
 سیمپلیسیٹس (SIMPLICIUS) نے براہِ نگیزتہ ہو کر شاہِ زینو کو کلیسیا سے خارج کر دیا اور
 اسی حالت میں وہ مر گیا۔ اُس کا جانشین شاہِ جسطین (JUSTINIAN) حلیم الطبع
 مانوفیسایٹ تھا جو روم سے مصالحت کا دلدادہ بھی تھا۔ اس لئے ۵۱۸ء میں اس
 نے کلیسیا ان کے فیصلہ جات کو بحال کیا۔ سو فرقہ بندی غارتی طور پر بند ہوئی لیکن انطاکیہ
 کا بشپ بارڈیوس (BARADOEUS) جبکہ ۵۳۰ء مانوفیسایٹ تھا جس کے
 زیر اثر سریا اور مصر کی کلیسیائیں تھیں سو تنازعہ پھر شروع ہو گیا کیونکہ شاہِ جسطین کی
 فکر نے بارڈیوس جبکہ پہلے زور دیا کہ وہ آسیہ۔ سریا و انطاکیہ میں مانوفیسایٹ بشپ
 ہی مقرر کرے۔ اس پر شاہِ جسطین نے نسطور بن کے تین علماء کی تحریرات فسوخ کر کے
 مانوفیسایٹ سے مصالحت کی راہ پیدا کرنے کی کوشش کی لیکن بے سود۔ مصر اور الکرم
 کے بشپوں نے ویجیلیٹس (VIGILIUS) کی مخالفت کی۔ مغرب میں ہوا کدہ ہو گئی۔
 ویجیلیٹس خوفِ نہ وہ ہو کر بھاگا اور اِستقفی گرجہ میں داخل ہو کر اُس نے اپنے آپ کو پناہ کے
 لئے پاک الطار پر گرا دیا۔ اور اُسے مضبوطی سے پکڑتے۔ ہائیکین شاہ کے سپاہیوں نے
 گرجہ میں جی اُس کا تعاقب کیا اور پاک الطار پر اسے جا لیا۔ سو ۵۵۲ء میں قسطنطنیہ
 کی کونسل منعقد کی گئی تاکہ مذہبی و سیاسی جھیلے دور ہوں اور خوف و ہراس ختم ہو۔

رہبانیت و پوپیت

چھٹی صدی کے آغاز میں وسطی زمانے کے دو مذہبی ستون
 پیدا ہوئے یعنی رہبانیت اور پوپیت۔ رہبانیت ہمارے
 خداوند کی تعلیم کا حصہ نہ تھی کیونکہ اُس نے کہا تھا کہ ابنِ آدم کھانا پیتا آیا اور اپنے شاگردوں
 کے لئے دعا کی کہ اُسے باپ ہیں یہ نہیں چاہتا کہ تو انہیں دنیا سے اٹھالے بلکہ شریر
 سے اُن کی حفاظت کر۔ تو بھی کلیسیا میں گوشہ نشینی کی رواج پیدا ہو گئی جس کی چند
 وجوہات تھیں۔

(۱) سیاسی اور مذہبی جھیلوں سے عوامِ دل برداشتہ ہو گئے۔

(۲) مسیحیوں نے ایک طرف ہو کر پاکیزہ زندگی بسر کرنے کی ضرورت محسوس کی۔

(۳) جنسی ناپاکی سے کلیسیائی افراد و خواتین کو ریاضت کش بن گئے اور تہجد

کی زندگی افضل سمجھنے لگے۔

۱۴۱، ایذا رسانی کے زمانے میں شہادت کی تیاری گوشہ نشینی میں کی جاتی تھی تاکہ رُوحانی اور قلبی مشق ہو، لیکن سب ایذا رسانی بند ہو گئی تو گوشہ نشینی اور ریاضت کشتی کی عادت قائم رہی۔

چوتھی صدی سے رہبانہ زندگی کی خواہش تمام سچی دنیا میں پھیل چکی تھی۔ مصر اور سیریا اس کا گہوارہ تھے۔ پانچویں صدی میں فرانس اور برطانیہ میں راہب خانے قائم ہو چکے تھے۔ خادنانِ دین نے ابتداً اس سے پہلو تہی کی لیکن جب ہزاروں انسان ایسی زندگی بسر کرنے پر آمادہ ہو گئے تو قواعد و ضوابط کی ضرورت محسوس ہوئی۔ پہلا راہب جس نے تنظیم و قاعدہ مقرر کیا وہ پاکیم مصری تھا، جس کا راہب خانہ دریائے نیل سے محیط جزیرہ مابکہ میں تھا۔ اس کے بعد مقدس باسل نے اپنے علاقہ میں راہب خانے تعمیر کئے اور باسل کا قانون و ضابطہ معیارِ راہب خانہ سمجھا جانے لگا۔ اسی زمانے میں جیروم ہیریا میں عزت گز میں تھا اور اپنے گرد و پیش کے راہبوں سے سبقت لے جانے کی فکر میں مستغرق تھا۔ متحدہ خواتین اس کی شاگرد ہو گئی تھیں۔ آخر کار یہ فلسطین چلا گیا، اور بیت لحم میں راہب خانہ قائم کیا۔ مقدس اگسٹین کے دل کی تبدیلی مصر کے راہبوں کی داستان سن کر ہوئی۔ اس کا مخالف پلاگیس (PELAGIUS) بھی برطانیہ میں راہب تھا۔ لیکن مغربی راہبانیت کا دور چھٹی صدی کے بعد ہوا جب بینڈکٹ نرسیانی نے بینڈکٹانی ضابطہ کی بنیاد ڈالی جب وہ لڑکا تھا، تو اپنی آیا کے ساتھ گھر سے نکلا اور نیروک قدیم رہائشی گاؤں کے پاس ٹھہر کر تہذیب کی ریاضت کی جس سے شاگردوں کا گردہ اس کے گرد جمع ہو گیا۔ کثرتِ تعداد کو دیکھ کر اس نے ضابطہ راہب خانہ مرتب کیا، جو مغربی دنیا میں معیارِ راہب خانہ سمجھا جانے لگا جیسا کہ مشرقی دنیا میں مقدس باسل کا ضابطہ سمجھا جاتا تھا۔ بینڈکٹ (BENEDICT) کی مشہور خانقاہ مونٹ کا سینو (MOUNT CASSINO) تھی جس کے قاعدہ کی چند خصوصیات حسبِ ذیل ہیں۔

۱۔ عبادت و خدمت اور کارگزاری۔
۲۔ زندگی میں ترتیب و باقاعدگی اور پاکیزگی۔

۳۔ فرما برداری اور فروتنی۔

۴۔ علم و ادب اور فنون۔

۵۔ گوشہ نشینی، عبادت و ریاضت۔

بعض راہب اس خودارانہ زندگی پر اکتفا نہ کر سکے۔ انہوں نے عزت گزینی کو بشارت و تبلیغ میں بدل دیا۔ وہ مختلف ممالک میں برطانیہ، آئرلینڈ اور مسکٹ لیسٹ پہنچے اور تحریک اجتماعی کو شروع کیا۔ چونکہ ابتدائی زمانہ میں بشپ ایبٹ و خادمان دین راہب ہی ہوتے تھے، سو عام خیال پیدا ہو گیا کہ خادم الدین کا راہب و مجرور ہونا لازمی ہے۔ دُعا و نماز راہبوں کی زندگی کا لازمی حصہ تھا۔ وہ ہر تین گھنٹے کے بعد دُعا و نماز کرتے تھے اور پاک رفاقت کی نماز اس کے علاوہ تھی۔ اُن کی نماز کے اوقات کے نام یہ ہیں:-

- (۱) میٹنز (MATINS) (۲) لاڈز (LAUDS) (۳) پرائم (PRIME)۔
- (۴) ٹیرس (TERCE) (۵) ٹون (NONE) (۶) ویسپرز (VESPERS)
- (۷) کومپلائن (COMPLINE)۔

متذکرہ بالا ترتیب سے شام و سحر کی عبادت مرتب ہوئی۔ سو آخر کار ہم کہہ سکتے ہیں کہ راہب خانوں نے سیاسی و مذہبی اُلجھنوں اور پیچیدگیوں سے کنارہ کش ہو کر قدرے سہولیت کو ملحوظ رکھا۔

پوپیت کا آغاز روم کے وقار و شہرت سے ہوا کیونکہ جب مشرق کی بزرگ کلیسیائیں کمزور ہو کر روم کا منہ تنکے لگیں تو روم کا اقتدار لازماً بڑھ گیا، اور اُس نے مندرجہ ذیل عبادی پیش کش کی۔

۱۔ روم تمام دنیا کا دارالسلطنت ہے۔

۲۔ مقدس پطرس خلیفہ المسیح اس کا بانی ہے۔

۳۔ کلیسیائے روم صحیح تعلیم و عقائد پر قائم رہدعت سے مبرا ہے۔

۴۔ روم دارالامان اور اُم کلیسیہ ہے۔

۵۔ ذنبوی شاہ سے خلیفہ المسیح پاپائے روم اعلیٰ و بالا ہے۔

جب بدعت نے تمام مشرقی کلیسیا میں گھر کر لیا، تو رومی کلیسیا ہی صحیح

تعلیم پر قائم رہی اور علما حسب ایمان راسخ کے سبب سے ساتھ ساتھ تھے تو
 روم میں پیدا کئے گئے تھے۔ گو روم خود باغیوں کے ساتھ نہایت سختی سے پیش
 آتا تھا تو بھی روم کے بشپ معمولی قسم کے انسان نہ ہوتے تھے کیونکہ تیس رومی
 استغف نے شہرت و عزت حاصل کی وہ داناوی و حکمت سے معمور ہوتا تھا اس امر کا
 ثبوت کلینٹ کے کرتھیوں کے نام خط ہیں، ان سس کے پوپیکارب کے ساتھ
 سلوک ہیں، وکٹر کے موٹن ازم کے ساتھ رویہ ہیں، جولین کے ایرین ازم کے انسداد
 کی کوششوں میں اور انڈسٹ کی سرسائسم کے ساتھ دوستی میں پایا جاتا ہے۔ کئے کا
 مطلب یہ کہ روم کے ابتدائی پوپوں نے اگر رومی کلیسیائی وقار کو جو اتفاقاً بحیثیت
 تواریخ انہیں حاصل ہوا، اگر بڑھایا نہیں تو انہوں نے کم بھی نہ ہونے دیا۔ ابھی
 تک مجمع معنی میں پوپیت کا آغاز نہ ہوا تھا، کیونکہ وسطی زمانہ میں جب تک قیصر روم
 کا اقتدار باقی تھا اس وقت تک پاپائے روم تعلیم المسیحیت کے سبب سے مقدم و
 اعلیٰ علاقہ کا استغف تو تھا لیکن صاحب اختیار پیری و میری کا مالک نہ تھا سیاسی
 و مذہبی وقار پوپیت کا آئندہ گریوسی اعظم کے وسیلہ سے ہوا، کیونکہ جب بربریت پسند
 لمبارڈ نے اطالوی ممالک پر حملہ کیا تو اطالوی حاکم بددیانت و راشی ہونے کے
 باعث ناکارہ تھے۔ اس لئے رومی عوام و حاکموں نے ہدایت و راہنمائی کے لئے گریوسی
 اعظم کی طرف ہاتھ پھیلائے اور انتجا کی کہ خدا را ہماری مدد کرو۔ سو ان حالات کے
 پیش نظر استغف نے دنیوی حاکم کا جامہ پہن لیا اور موجودہ تعریف و معنی میں پوپ بن
 گیا۔ اس کے خطوط سے پتہ چلتا ہے کہ وہ اپنے زمانہ کا رئیس اعظم تھا سلطنت کے
 تمام علاقوں میں اس کی جاگیر تھی خصوصاً جزیرہ سسلی میں اور اب چونکہ وہ قیصر کا نشان
 تھا اس لئے قیصر کے ذرائع کی ادائیگی اس کے ذمہ تھی جس سے اس کی طاقت و
 عزت بڑھتی گئی اور ازمنہ وسطی کا مضبوط ستون بن گیا۔ تاہم پوپیت سیاسی اور مذہبی
 کشمکش کو دور نہ کر سکی بلکہ اس سے مشرق و مغرب میں جدائی اور کلیسیائے روم میں نفاق
 غلبہ پیدا ہوا جو ازمنہ وسطی کی تواریخ میں سیاہ دھبہ اور گھنگھور سیاہ بادل کی طرح تانبو
 اٹھایا جاتا ہے۔

دومرا باب

گرگوری اعظم

(GREGORY THE GREAT)

آغاز پوپیت
گرگوری کا والد رئیس روم تھا۔ اس نے عالم شباب میں والد کی

اوساقت سے میر شہر کا ممتاز عہدہ اسے حاصل ہوا اور بربری
لمبارڈ (BARBARIAN LOMBARDS) کے حملوں میں محکمہ خوراک و دفاع
اس کے سپرد تھا۔ لیکن والد کے مرتے اٹھ جانے سے اس کے خیالات نے پلٹا
کھایا اس نے تمام جاگیر و جائداد منقولہ و غیر منقولہ مذہبی امور کے لئے وقف کر دی
اس جائداد کے وسیلہ سے سات راہب خانے قائم کئے اور اپنے گھر کیلین کو مقدس
اینڈریو کا نام دے کر راہب خانہ میں بدل دیا۔ اور خود اس میں عزت گزیں ہو کر
مذہبی مسائل کی تعلیم و ریاضت میں ذوق و شوق سے غمگین ہو گیا۔ پاپا نے روم
پاگلیس دوم نے اس کے ذوق و شوق سے مرغوب ہو کر ششہ عربی اس کو خادمہ کے
لئے تعین کیا اور ششہ عربی سفیر بنا کر قسطنطنیہ بھیجا تاکہ وہ شہر شرق سے افواج و
مالی مدد حاصل کرے۔ لیکن اسے اس امر میں کوئی کامیابی حاصل نہ ہوئی۔ سنارت کے
سات برس کے ایام میں اس نے راہبانہ زندگی کو ایک لمحہ کے لئے بھی ترک نہ کیا۔ ایل
کے مشیر بھی راہب تھے جن سے یہ اپنی مادہ کی اطلاوی زبان میں درس و تدریس
جاری رکھتا تھا۔ روم جدید میں یونانی زبان عام تھی۔ درباری کارروائی اسی زبان
میں ہوتی تھی تو بھی سات سال رہائش کے بعد یونانی زبان سے نا بلد رہا۔

قسطنطنیہ سے مراجعت کے بعد پاپا نے روم پاگلیس دوم نے اسے ایبٹ مقرر
کیا اس خدمت کے ۵۸۶ء - ۵۹۰ء تک خوش اسلوبی سے انجام دیتا رہا۔ ششہ عربی پاگلیس
لماغون کی بیماری میں مبتلا ہو کر ملک بٹا کو سدر جا رہا۔ خواہم نے اسے موزوں تہین

شخص سمجھتے ہوئے پاپائے روم کی مسند کے لئے اس کا نام منتخب کیا۔ مہک طاعون کا زور تھا۔ سو اس نے سات مرتبہ بیت اللہ میرا ماگورے کی طرف تائبہ نہ جلاؤں نکالے۔ لٹانیر پڑھا جاتا تا کہ طاعون سے عوام کو نجات ملے۔ روایت ہے کہ جب جلوس دریائے سیڑیان کے پل پر پہنچا تو میکائیل فرشتہ ہاتھ میں نیکی تلوار لئے ہوئے جلوس کو نظر آیتا تب سے طاعون بند ہو گئی۔ بیماری طاعون کے ایام میں قسطنطنیہ سے شاہی منظوری اور رسم تقدس کی ادائیگی مشکل تھی۔ جب موسم بہار آیا تو شاہ مشرق نے منظم کی بخشی اور فوراً ۳ دسمبر ۱۵۹۰ء کو مقدس پطرس کے گرجے میں رسم تقدس کی ادائیگی کے بعد پاپائے روم کی مسند پر فائز ہوئے ہی اس نے اپنا نام گریگوری مشتر کیا۔ لیکن ذہانت۔ سیاسی حکمت عملی اور مذہبی جبر میں کے وسیلہ سے گریگوری عظمیٰ کے نام سے پکارا جاتا ہے۔

گریگوری اول کے ایام میں اٹلی میں حصوں میں منقسم تھا۔ ہر حصہ مشہور شہر کے گرد حلقہ زن تھا۔ شمالی حصہ کا شہر ریو نیارو میانی کاروٹا اور جنوبی کا نیپلز تھا۔ یہ علاقہ ریاستوں کی شکل میں منقسم ہو چکے تھے۔ ہر حصہ ایک بیکر تھا۔ جنوب میں کمپانا۔ اٹلی کے پاؤں میں ٹوکا نیا اور اپولنا سسلی میں مشہور ذخائر اناج تھے۔ ایبے ہی گیل فرانس میں الراتم و بحر متیمسا کے جزائر اور درمیانی حصہ روم کی محسوس عظمت مقدس پطرس سے نہ تھی بلکہ روم میں کلیسیائی جاگیر سب سے بڑی تھی۔ بدیں وجہ رومی کلیسیا اٹلی میں متمول و رئیس کلیسیا تھی۔ اس لئے جب

بربری مبارک نے حملے کئے تو اپنی جاگیر وراثت کے تحفظ کے لئے رومی کلیسیا کا ناظم اعلیٰ پیش پیش ہوتا جو کہ اسے ان سیاسی امور کا تجربہ بھی تھا لہذا عوام کی آنکھیں بھی گریگوری پر لگی ہوئی تھیں چنانچہ اس نے دفاع کے محکمہ کو سنبھال لیا جس سے شاہ مورس اٹلی سے اس کے تعلقات اچھے نہ رہے تو بھی نتیجہ اچھا نکلا۔ ادھر مبارک کا شاہ اگیلف اور ملکہ تھیوڈی لینڈا (THEODE LINDA) وادی پوپیر پاویا میں ۱۵۹۰ء سے مستقر تھے۔ ۱۵۹۱ء میں مزید دو مبارک ڈیک سپولٹو

(SPOLETO) اور بینوٹو (BENEVENTO) بن گئے جس سے روم ویرینا کو خطرہ پیدا ہو گیا اور نینیز بھی خدارہ سے خالی نہ رہا۔ اب قسطنطنیہ سے فوجی امداد کے

مٹے تھک و دو کی گئی لیکن یہ سب گریگوری نے حالت کی نزاکت کی بجا نہیں مڑے
 نیپہ میں روم سے تھیں میں دور فوجی گیر نہ مقرر کیا۔ ذمہ دار انھیں پر بوجھ ڈالا کہ
 جنگ کے خوف ہراس کو دور کریں۔ مبارڈ کو وہ غنایات دیں جو آسٹرو گاتھ کو دی
 گئیں تھیں اور ۵۹۲ء میں ڈیوک سپلوٹ سے معاہدہ صلح پر دستخط کر دیے۔ شاہ آگلیف
 (AGILULF) نے اس صلح نامہ سے براہیختہ ہو کر روم پر یورش کشی کی لیکن مقابلہ
 میں گریگوری نے وہ جلدی کی شکل میں نکالا اور حتمی فیصلہ کی کتاب سے اُسے وعدہ نصیحت
 کی۔ شاہ آگلیف متاثر ہو کر صلح پر اتر آیا اور واپس چلا گیا جس سے گریگوری اعظم سیاسی
 حکمت عملی میں مدبر اعلیٰ تسلیم کیا گیا۔

گریگوری اعظم کی عزت اور بڑھ گئی۔ وہ خود مالیہ و لگان لینے لگا۔ ریاست کو
 تقسیم تقسیم کر کے کارگزاروں کو مقرر کیا۔ بیت اللہ جن کو مبارڈ کے تملوں سے نیک
 پہنچا تھا ان کی مرمت و تعمیر کی۔ خادمان دین کی تنخواہیں مقرر کیں اور غربا کی امداد کرنا
 فرض اولین سمجھا۔ سو کلیسیا نام امت کے لئے پرورش گاہ بن گئی۔ پوپى محل میں مسافروں
 اور غربا کا کھانا پکاتا اور بانٹا جاتا تھا۔ گریگوری کی معاونت پروری کا یہ عالم تھا
 کہ اگر کوئی شخص افلاس و محتاجی میں اس کی مدد کرتے بغیر مر جاتا تو وہ کتنی دن تک
 افسوس و غم میں روزہ رکھتا تھا۔

گریگوری کا نظریہ کلیسیائے روم کے بارے میں تھا کہ ”یہ ام کلیسیا اور رسولی
 کلیسیا ہے۔ اس کا بشپ تمام کلیسیاؤں کا سرکار، مختار اور ذمہ دار ہے۔ وہ
 تنبیہ و تادیب کر سکتا ہے کسی کونسل کا فیصلہ یا فتویٰ بے معنی ہو گا جب تک کہ
 اُس کی تصدیق رومی رسولی کلیسیا سے نہ ہو۔ کون نہیں جانتا کہ قسطنطنیہ کی کلیسیا
 کلیسیائے روم کے تابع فرمان ہے۔ شاد موریس کو لکھا کہ وہ پیتہ پارک قسطنطنیہ سے
 کیوں ہراساں ہے۔ وہ کیوں ”عالمیہ بشپ (BISHOP ECUMENICAL) کا لقب
 استعمال کرتا ہے۔ ہم فضل ہیں کیونکہ مقتدر پطرس کے گدی نشین ہیں۔“ کلیسیا شہر
 خدا ہے جس کی بنیاد مسیح خداوند پر ہے۔ مسیح کو شہر کا بنی سے کھینچا۔ خداوند کی
 پرستش کلیسیا سے باہر نہیں ہو سکتی جو کلیسیا سے باہر ہے وہ نجات سے دور ہے۔
 اس نے کلیسیائی مسائل و عقائد پر تفسیرات لکھیں اور نماز پڑھتی و سیکر امنٹری

(LITURGY SACRAMENTARY) کی کتب تحریر ہیں۔ موسیقی سے اسے

خاص لگاؤ تھا۔

سازندوں اور گانے والوں کو وہ گھر پر کھانا کھاتا تھا۔ اس کے تبیینی جوڑش کا منہ بہرہ اس کی بے ہوشی سے ہو سکتا ہے جس سے اس نے مقدس انگلیں کو انکسٹان پہنچا کر وہ بھگتا رہا۔ لوگوں کو خدا اور اس کے قدموں میں لے آئے۔ سو یہ تہذیبی و قبیلعی میں اپنے زمانہ میں بے مثل شخص تھا۔ اس کے زمانہ عہد کے پانچ مشہور واقعات ہیں۔

۱۔ پوپیت کو سیاسی اقتدار حاصل ہوا۔

۲۔ اس کے معاشرتی اور سیاسی تجربے سے پوپیت اور کلیسیا کو نیا مدور ہوا۔

۳۔ کلیسیا میں روما کی رفاقت و قربت میں آئیں۔

۴۔ قسطنطنیہ کے بالمقابل کلیسیائے روم نے دعویٰ پیش کیا۔

۵۔ کلیسیائے روم نے تبیینی مشن انگلستان بھیجا۔

تیسرا باب

دنیا دارانہ و راہبانہ خادمان دین

(SECULAR AND MONASTIC CLERGY)

نوادمان دین زمانہ مسیحیت میں دنیا دارانہ و راہبانہ اقسام میں منتشر تھے گویا ان میں حیرت انگیز شکل تھا۔ تو بھی دنیا دارانہ خادمہ وہ تھے جو شاہی دیوانوں میں رہ کر لشیپ کے تحت تبیین و پاسبانی خدمت کرتے تھے لیکن وہ جو راہبانہ خادمان نفس کشی اور گیان دھیان میں مشغول رہتے تھے، راہبانہ خادمہ سے الگ تھے۔ مرنندہ و فقیر یافتہ ہوتا تھا۔ گریجواری اعظم کے زمانہ میں لبارڈ کے دیوانی سربراہ ہیں "خادمانی نوج" کا تصور عام ہو گیا۔ جو شعلیں کو خدایم بننے میں تیار تھے۔ ان کی مختلف منازیل کے مترادف سات منازیل کی عبوری لازمی تھی۔

۱۔ شرکتِ رہبانہ (TONSURE) (۲) قوتِ اخراج بدروح (EXORCIST)

۲۔ عہدہ متعلقہ و تقریر (READER) (۴) عہدہ پاک الشار اور چرچاں (SERVER)

۵۔ نائب خادم (SUBDEACON) (۶) خادم (DEACON)

۷۔ خدامِ الدین (PRIEST)

شکستہ میں اس وقت زوسیٹس نے کہا کہ جو اچھے مرتبہ کا خواہشمند ہے وہ خداوند کے شہید ہو جائے گا اگر تہنیت پذیر ہو اور جب قابلِ موقیہ خادمِ الدین کا عہدہ پائے سنتا ہے۔ پہلے تین مراتب ایک ہی عہدہ مطالعہ و تقریر (READER) میں متوہس ہو گئے۔ سو سات برس کا بچہ بھی اس عہدہ میں لیا جاتا تھا۔ وہ کئی برس دیگر منازل میں تعلیم و تربیت پانے کے بعد سینتالیس برس کی عمر میں خادمِ الدین بنتا تھا۔ فوراً کارگر کی طرح رہتا کہ ایک فرانسیسی بشپ نے عہدہ اسقفیت پر ممتاز ہونے کے بعد یہاں کہا کہ دس برس تک عہدہ مطالعہ و تقریر میں رہا۔ پانچ برس نائب خادم۔ بندہ برس خادم بھی دس برس خادمِ الدین۔ اب کیا باقی تھا ماسوائے اسکے کہ نہیں بچا دس برس کے بعد عہدہ اسقفیت پر ممتاز ہوتا۔ گو بعض دفعہ وحشی بربری حملوں میں قاعدہ کی پابندی نہ تھی تو بھی رسم حالت میں اس قاعدہ و ضابطہ کو ملحوظِ خاطر رکھ کر لازماً عمل میں لایا جاتا تھا۔

سر پانڈہ مانڈانا (TONSURE) قبولیت کی قدیم رومی رسم تھی۔ مشرقی کلیسیا میں بھی اس رسم پر عمل کیا جاتا تھا۔ اس رسم کی ادائیگی کے وقت اس وقت زبور ۱۶ کہ پڑھتا اور پانچویں آیت کو خصوصاً پیش کرتا تھا کہ "خداوند ہی میری میراث اور میرے پیالے کا شہید ہے وہ میرے بخرے کا تما فطرت مغرب میں سر پر گول چاند کی مانند گول کیا تکیا جاتی تھی، تاکہ ارد گرد کے بال تاج کی مانند بچلے معلوم ہوں۔ سین مشرق کے انبیاء کے بل بہت دینے۔ مشرق و مغرب میں خادمانِ پابندی مارے تھے کہ وہ اختیار بند نہ ہوں۔ یونان کی محافل میں کارنوبس کے فیصلہ جارت کے کارن عدالت میں نہیں بلکہ کلیسیائی عدالت میں ہوتے تھے جس کی سداوت اس وقت ہو یا آج چھڑین صاحب کرتے تھے۔

خادمِ الدین کے لئے لایا جاتا تھا کہ وہ وقتی نمازوں کو گرتے ہیں ادا کرے

اور کوئی بھی نماز قضا نہ ہوٹ دے۔ ہفتہ کے پہلے دن جو خداوند کا دن اور سبت کی عید ہے اور دیگر عیدوں کے آیام ہیں عبادت صبح ۹ بجے ہوتی تھی۔ پاک رفاقت کی نماز سبت کو دو تین بار ہوتی تھی تاکہ دور کے لوگ پہنچ جاہیں اور عبادت میں شریک ہوں۔ بھیسپائی سنا یافتہ لوگ پاک رفاقت میں شامل نہ ہو سکتے تھے عوام گت گلنے کے زیادہ شوقین تھے۔ پچیسوا عید القیامت کی شام اور عید نزول روح القدس سے قبل ہوتا تھا لیکن موت خطر میں پابندی لائی تھی۔ رسم پچیسوا دیگر رسومات سے مختلط و مرکب تھی ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ عید القیامت کے ہفتہ کو شاہ مبارڈ بھشپ میدان کی ملاقات کو آیا۔ بھشپ صاحب پچیسوا گاہ میں پچیسوا دے رہے تھے۔ پچیسوا گاہ مٹیوں سے پر اور بخور کے دھواں سے محو تھی۔ کوئی پہچان نہ سکتا تھا کہ اندر کون ہے اور کیا ہو رہا ہے۔ قدیم ارجح پرستی اور بت پرستی کے الفاظ انراج بدروح اب تک نماز کی کتاب میں ترتیب پچیسوا میں پائے جاتے ہیں۔

(۱) کیا تو چھوڑتا ہے شیطان اور اس کے سب کاموں کو... وغیرہ
(۲) کیا تو چھوڑتا ہے ڈانٹا دیوی، ملکی دیویاں۔ دودن اور تھپور کو؟
چھٹی صدی میں راہبانہ خادمان دین بنیڈ کٹانی ضابطہ کے ماتحت تھے لیکن دنیادار خادمان دین رسولوں اور عام مسیحوں کی مانند زندگی بسر کرتے تھے۔ وہ اپنے اہل عیال کے ساتھ گرجہ سے ملحقہ مکانات میں رہتے تھے۔ آئر لینڈ و برطانیہ میں طرز راہبانہ سیٹھک تھا۔ وہ تخلیہ پسند تھے، لیکن جماعتی پاکیزگی کی چنداں پرواہ نہ کرتے تھے۔ ان کے لئے فقر یا فتنہ ہونا لازمی نہ تھا۔ مقدس پٹرک راہب نے آئر لینڈ کو مرکز تبلیغ بنا کر تیسرا عالم پیدا کئے۔ مقدس کو لیا آؤنا میں پہنچ گیا، اور وہاں راہب خانہ قائم کیا جس کے انکوں دوستوں اور ضابطہ کٹھن تھا۔ ہر روز فاقہ کرو، ہر روز دعا مانگو۔ ہر روز کام کرو اور ہر روز پرھو۔ راہب کو میر راہب کے تابع رہنا لازمی ہے۔ کوئی راہب کسی وقت بھائیوں کی جماعت سے علیحدہ نہ ہو۔ وہ اپنی خواہش و مرضی سے کچھ نہ کرے۔ دُبی خوراک کھائے جو اسے دی جائے۔ وہ ان کے تابع رہے جن کو ناپسند کرتا ہے۔ وہ سونے کے لئے اتنا بے تاب و ماندہ ہو کہ راستہ میں گر پڑے۔ البتہ اٹھے جب ہر اسلوک ہو تو خاموش

رہے۔ وہ یقین رکھتے کہ جو کچھ اُسے جس میں لانے کو کہا جاتا ہے وہ بہتر ہے۔ وہ
 ہر وقت ایک دوسرے سے سبق سیکھے۔ ایک سے حلیمی، دوسرے سے سید، تیسرے
 سے غاموشی اور چوتھے سے شرافت۔ باوجودیکہ یہ نابطلہ اتنا مشکل تھا تو بھی برگزینی
 وزیرکالی امرا و نواب اپنے لواحقین کو تعلیم اور بہتر کردار کی تربیت کے لئے بھیجتے
 تھے۔ لیکن ساتویں صدی کے آغاز ہی میں بنیڈ کٹانی اصولات اٹلی کے بیرونی
 علاقوں میں اثر انداز ہوئے اور متوازی سلیطانی خاندانوں نے اس ضابطہ کو
 اپنا لیا۔ یہاں تک کہ آٹھ سے گیارہویں صدیوں کا زمانہ بنیڈ کٹانی زمانہ کہلاتا ہے۔
 مقدس بنیڈ کٹ نے ۱۷۵۷ء میں مونٹے کا سینو راہب خانہ قائم کیا۔
 چھ کدہ یہ راہب خانہ پاکیزگی اور علم و حکمت میں مشہور تھا اس لئے امرا و عوام نے
 تربیت کے لئے اپنے بچے بھیجے۔ جب مقدس بنیڈ کٹ خداوند میں سو گیا تو ایسا
 معلوم نہ ہوتا تھا کہ اُس نے کوئی نئے اصولات قائم کئے ہیں۔ لیکن عملاً ان میں امتیاز
 پایا گیا۔ وہ مبتدی شریکاء کے لئے لکھتا ہے کہ مدرسہ خدا کی خدمت گاہ ہے۔ اس لئے
 ہر راہب تابع فرمان رہے اور چین کی پاکیزگی و راست گفتاری میں بے مثال۔ وہ
 گھر کی خدمات و ذراعت آنا دانت کرتے تھے، لیکن زیادہ وقت راہب خانہ میں
 صرف کرتے تھے۔ راہب خانہ میں سوانے غریب و محتاج کے کوئی مسافر داخل نہیں
 ہو سکتا تھا۔ راہب دس میدان میں پڑھتے لکھتے اور زبور حفظ کرتے تھے۔
 دن بھر میں ایک دفعہ کھاتے اور گوشت سے پرہیز کرتے تھے۔ تقسیم اوقات یوں
 تھے۔

شب خیزی :- ۲ بجے صبح۔ ذکر و حفظ۔

نماز :- ۱۔ ۲۰۔ ۴ بجے تا ۶ بجے صبح۔

مطالعہ :- ۶۔ ۹ بجے صبح۔

دوپہر کی دعا :- ۱۲ بجے کھیت ہیں۔

زراعت :- ۳۰۔ ۵ تا ۴ بجے شام۔

شام کی نماز :- ۶ بجے۔

کھانا :- ۷ بجے۔

پاک رتائت کی نماز ہر روز اور شنبہ صبح عیدوں کے دن ہوتی تھی۔ اقرارِ گناہ
 علانیہ کیا جاتا تھا لیکن بعض خفیہ گناہ پوشیدہ طور پر میرزا بہب کو بتائے جاتے
 تھے۔

بنیادِ کٹانی اصول (BENEDICTINE RULE) پھیل گئی۔ سلسلہ
 میں سنڈائون تھے ان قواعد کو فرانس میں نافذ کر دیا۔ سلسلہ میں بونیفیس کی
 زیرِ صدارت سنڈیکل ایسٹس منعقد ہوئے جن میں ہر مرد و عورت کے لئے بنیاد
 کٹانی اصول است پر پابندی کی قرار داد منظور ہوئی۔ سو یہ ضابطہ تمام یورپ
 میں رامب تھانوں کا اصول عمل تسلیم کر لیا گیا۔ اس زمانہ میں بنیاد کٹانی رامب ہی
 دنیا دار یا راہبانہ خادمانِ دین یا اسقف ہوتے تھے لیکن رامب رامب و ندرین
 کے عہدہ پر مقرر ہوتا تھا تو وہ راہبانہ ذمہ داریوں سے آزاد ہوتا تھا۔ گریجویٹ کی عظم
 کا بھی یہ خیال تھا کہ کوئی شخص دو ذمہ داریوں، دنیا دارانہ و راہبانہ کو پورا نہیں کر
 سکتا اس لئے یہ درست نہیں کہ ایک شخص کو دو خدمات کے لائق سمجھا جائے،
 اور وہ دو عہدے بیک وقت سنبھالے۔

پہلے باب

بشارتِ صلیب بزرگ

مقدس پوپس کے یورپی ملک اور مقدس پیشک کے سر زمین میں تین گریجویٹوں
 میں قریباً چار سو سال کی دیرینہ بیعت تھی۔ ۱۲۵۵ء تک مسیحیوں کے لئے اذیت
 و آزار کش ایمان کا زمانہ تھا۔ سلسلہ میں شاہ ڈیو کیلینٹین نے مسیحیت کو تباہ و برباد
 کرنے کے لئے آخری چوٹ لگائی لیکن خرافہ نے اسی رومی حکومت کی دلی تہدق
 کر کے اپنی لوگوں کے لئے ہدایت دینا دیا۔ سلسلہ میں شاہ کا فسٹنٹین عظم

نے "فرمان میں ان" نافذ کر کے مسیحیت کو جائز و مذہب قرار دیا اور اس کی نشر و اشاعت کی حمایت کی اور بشارت پانچویں رسول کے نقش قدم پر چہر قائم ہو گئی اور طمحات پرانے چپک اٹھے۔ پٹرک آئر لینڈ میں (۴۲۲ - ۴۶۱ء) کو لیا۔ ۵۳ء سکات لینڈ میں پوینیس وائیڈن ۶۲۵ء نارمبیری۔ اگسٹس ۵۵۷ء کینٹ میں۔ پوینیس ۵۷۲ء رابینڈ و جرتی میں اور انسکار نے ۵۷۳ء میں ڈنمارک و سویڈن میں بشارت دی۔ سو صاف نماہرت کہ مقدس آگسٹس کی تبلیغی کام سے قبل بعض انکستانی عداوتوں میں مسیحی موجود تھے۔ یہی تادہ مقدس بستیاں تھیں جنہوں نے از مذہب وسطی میں بشارت کو نہ مدد کیا۔ اب ہم ان کی زندگی و مہمات پر غور کریں گے۔

پٹرک رسول آئر لینڈ

پٹرک غالباً ۳۸۶ء و مبارکون
شائر میں پیدا ہوا۔ یہ امر یقینی
ہے کہ وہ آئر لینڈ کا باشندہ نہ

(PATRICK APOSTLE OF IRELAND)

تھا۔ اس میں یہ قول "کالپورنیس" (CALPURNIUS) دیا قی کسان اور ہزار دہیر
میں جس کی رومی حثوق حاصل تھے۔ وہ ہمیشہ رومی نظام حکومت کو برتری قبول میں
یہ اثر رہتا تھا اور رومی حکومت کا ہر زاد دلدادہ مسیحی تھا۔ اس لئے اس نے اپنے
بیٹے کا نام رومی طرز میں "پٹرک" (PATRICIUS) رکھا اور مسیحی ماحول میں
اس کی پرورش کی تو مسیحی ماحول اس پر اثر انداز نہ ہوا جب تک کہ عجیب واقع
نے اس کی زندگی کو نہ تاپا تبدیل نہ کر دیا۔

واقعہ یوں ہے کہ پٹرک جب سولہ سال کا تھا تو آئر لینڈ کے وحشی قبیلہ کے بھری
ڈاکو اسے برطانیہ سے اپنے ملک میں اٹھا لے گئے اور ایک سردار کے ہاں بیچ دیا
جس نے اسے شور چرانے کے کام پر لایا۔ اسیری کے ایام میں کئی دفعہ اس کے
دل میں اٹنگ اٹھی کہ بیٹے خیر ہیں کیا گناہ سے بچیں کوئی تدبیر ہو کر نہ ہوئی۔
لیکن ایک رات چپک سے رو دیا۔ دیکھا کہ ایک جہان مند رہیں اسے اپنے وطن
کو لے جانے کے لئے تیار کھڑے ہیں۔ وہ اس انتظار میں رہا کہ کب یہ پہنچے
اور پہنچے۔ پٹرک اس رات کے تابع جہان اور دو سو میل کی مسافت طے کر کے
محل مند پر پہنچا اور جہان کو تیار پایا۔ سو یہ جہان سوار ہو کر واپس اپنے گھر

پہنچ گیا۔

والدین جوان نیچے کو واپس دیکھ کر نہایت خوش ہوئے لیکن پیٹرک کو اطمینان قابل نصیب نہ ہوا۔ آرٹ لینڈ کی یاد اسے ستانے لگی۔ ہر وقت صدائے جرس آرٹ لینڈ کو بخنے لگی جو متواتر پکارتی تھی "پیٹرک آؤ اور میں گناہ و موت کی دلدل سے نکالوں" ایک رات رویا میں بھی اُس نے دیکھا کہ چھٹی رساں نے پاس آکر ایک خط پیٹرک کو دست دیا جس میں لکھا تھا "ارے نیک جوان واپس آ جاؤ۔ جیسے پہلے رہتے تھے اب بھی رہو اور چلو پھرو" پھر خط کے آخر میں راقم الحروف کے نیچے لکھا تھا "جس نے میرے لئے جان دی" اس رویا سے اُس کے تبلیغی خیالات بخت ہو گئے۔ اسیری کے ملک میں مشنری بن کر جانے کی تیاری میں منہمک ہو گیا۔ فرانس جا کر دنیایت کے درے میں داخل ہو گیا اور روحانیت و بلند اندازی میں وہ نام پیدا کیا کہ جرمنس بشپ آف گال نے اس کا تقدس کر دیا۔

۱۳۲۲ء میں دوبارہ آرٹ لینڈ میں داخل ہوا۔ ملک کے ہر گوشہ میں خداوند کے نام مبارک کو پہنچایا۔ کوئی پہاڑ۔ کوئی دریا۔ کوئی وادی نہ تھی جو اس کے برہنہ پاؤں نے طے نہ کی ہو۔ وہ جذبہ تبلیغ کے شوق میں بیش سبیل آرٹ لینڈ پر اٹھا اور سب کو اپنی لپیٹ میں لے لیا۔ قبائلی کئے سرداروں کو مسیحی نور کی رحمت بخشی۔ لکڑی کے گرے تعمیر کئے اور دیوتا پرستی مٹا دی۔ وہ خود لکھتا ہے "آرٹ لینڈ کے لوگ جو خداوند کے علم سے محروم تھے اب خداوند کی امت اور اس کے بیٹے کہلاتے ہیں" رفقا پیٹرک نے انہیں علم و فن کی تعلیم دی اور خس و خاشاک کو اپنے علم و ادب کی بدولت زندگی بخش دی۔ شاگردوں نے محیفوں کی نقل کی راہب خانوں کو علم و ادب سے مزین کیا۔

آرٹ لینڈ کا بادشاہ لوگاریے (LOEGAIRE) بمقام تارا۔ ہٹا تھا۔ وہ پیٹرک کی جماعت بندی و عجیب تعلیم سے خائف تھا۔ اس نے اُس نے سپاہیوں کو گھات میں بٹھا دیا کہ جب بھی موقع سے پیٹرک کا کام تمام کر دیں۔ سو وہ اسی تردد میں رہتے تھے۔ اور ادھر پیٹرک کو تبلیغی جذبہ لمحہ بھر چین نہ لینے دیتا تھا۔ اس کے دل میں یہ جوش اٹھا کہ شاہ ملک کو ضرور بشارت دی جائے تاکہ مسیحی نور کی ضیا اپنی

سے موت کے سایہ میں بسنے والا شاہ مستفید ہو۔ اس شوق تبلیغ میں سب فکروں سے آزاد ہو کر اس یسین کو اپن دل میں چھپائے کہ اگر مسیح میرے ساتھ ہے۔ تو مجھے کس سے ڈر۔۔۔ وہ چل دیا اور اپنے شاگردوں کے ساتھ شاہی محل کے قریب بلا مزاحمت پہنچ گیا، اور جلوس کی شکل میں دربار شاہ میں داخل ہوتے وقت یہ گیت گایا ہے

مسیح میرے ساتھ ہے۔ مسیح میرے آگے مسیح میرے پیچھے
مسیح مجھ میں ہے۔ مسیح میرے اوپر۔ مسیح میرے پتھے
مسیح وسعت میں ہے مسیح بلندی میں مسیح پستی میں

مسیح ہر ایک دل میں ہو۔ جو اب سوچتا ہے۔

مسیح ہر ایک منہ میں ہو۔ جو اب بولتا ہے

مسیح ہر ایک آنکھ میں ہو جو اب دیکھتی ہے

مسیح ہر ایک کان میں ہو جو اب سنتا ہے

دربار شاہ میں داخل ہو کر وہ شاہ کو مسیحیت کی طرف راغب کرنے میں خاص رہا تو بھی شاہ آئر لینڈ اس کے تبلیغی جوش، سادگی و پاکیزگی کی بات سے متاثر ہو کر اس کی حفاظت کا ذمہ دار ہوا اور ملک میں تبلیغ کرنے کا سرکاری اجازت نامہ بخش دیا۔ وہ زندگی بھر جوان شیر کی مانند دلیہ ہو کر اور فاختہ کی مثل بردبار، حلیم و معصوم ہو کر آئر لینڈ کو خداوند میں نواہند کے نئے فتح کرتا رہا۔ اور آج آئر لینڈ کے مسیحی اس کی تبلیغی مساعی کے مرمون منت ہیں۔

کولمبا کا والد آئر لینڈ کے وحشی

قبائلی کا بادشاہ تھا جو مقدس

پٹرک کی مساعی تہید سے مسیحی

کولمبا مقدس آئونا

(COLUMBA, THE SAINT OF IONA)

آئونا۔ اس نے اپنے بیٹے کا نام جو ۵۲۱ء میں پیدا ہوا۔ کریمتھان (CRIMTHANN) یعنی بھیڑیا رکھا۔ چونکہ بچہ بربریت کی عادات سے بوجھنا نہ حرکات سمجھی جاتی تھیں بالکل نابالغ تھا، اس لئے فقہاء اسے "کولم" (COLUM) بمعنی فاختہ کے نام سے جانتے تھے۔ وہ کلیسیائی امور میں نامور و جہیسی لیتا تھا۔ اس لئے کلیسیائی ذمہ داروں

گولم کے ساتھ لفظ سیلے (GILLE) بمعنی کلیسیا زیادہ کر دیا۔ کو لمسلے ایام طفولیت میں بزرگ بنیان کی زیر نگرانی راہب خانہ میں رہا اور وہیں پڑھنا اور علم انکا بت سیکھا۔ یہ خوش نویس تھا اس لئے کتب مقدسہ کی کتابت کی ذمہ داری اسے تفویض ہوئی۔ زراعت سے بھی اسے الفت تھی، سو یہ راہب خانہ کے گرد و پیش مٹر و کہ زربین کو قابل کاشت بنا کر گندم و سنریات کے حاصلات سے راہب خانہ کو مستفید کرتا رہا اور یوں اس نے نو داری و خود پوری سیکھ لی۔

راہب خانہ میں خادوم الدین کے عمارہ پر نائز ہونے کے بعد اس نے تمام اُرنیہ میں گھومنا اور خداوند کی سلیبی محبت کے بارے میں معبدوں و راہب خانوں میں بشارت کرنی شروع کی۔ اور تبلیغ کے شوق میں وطن کی محبت کی مجبوریوں کو دور کرنا ہوا۔ ۱۷۵۷ء میں سکاٹ لینڈ گیا۔ اُس نے دُعا مانگی اور ایک پتے سپاہی کی مانند کہا: "اگر اب میں اپنے وطن اور رشتہ داروں کو اُس کے لئے نہ چھوڑ دوں تو میں اُس کے لائق نہ ٹھہروں گا۔ وہ بمقام ڈربی بارہ ہماہیوں کے ساتھ کہنے و شکستہ کشتی میں عوار ہو کر مشیت ایزدی کے تابع معاون ہوا کے رخ شمال کو اپنے وطن سے دور چلا گیا۔ راستہ میں جزیرہ اُورن سے (ORANSAY) میں قیام پذیر ہوئے۔ کولمبا پار کی چوٹی پر پہنچ کر ادھر ادھر دیکھنے لگا، لیکن یہ معلوم کر کے کہ اُس کے ملک کے چوٹیوں کی ملک شکاف چوٹیاں ابھی اُس کی حد نظر میں ہیں تو وہ نیچے اتر آیا اور اپنے ساتھیوں سے کہا: "آؤ ہم کہیں دور جاویں۔ اگر ہم یہاں ٹھہرے تو ہمیں وطن کی یاد ستاتی رہے گی۔ چاند دور چلیں تاکہ خداوند کی بشارت دل و زبان سے ہو و سکاٹ لینڈ کے ساحل کے ساتھ ساتھ چلے اور اپنے وطن سے دور ایک جزیرہ آونا (AONA) میں مسکن گزین ہوئے تاکہ بربری وحشی سکاٹ لینڈ کے پکٹ (PICTS) قبیلہ کو مسیحی محبت و بشارت کی ڈوروں سے خداوند کے قدموں میں لے آئیں۔

آونا میں انہوں نے گھاس بھوس سے چھ دیڑیاں تیار کیں۔ لیکن وہ سردی و آفت میں زندہ نہ رہیں۔ سردیوں کے صحیح بستہ جھونکوں نے انہیں بہت دکھ دیا۔ لیکن یہ مسنجر مقرر بشارت کو متزلزل نہ کر سکے۔ وہ جزیرہ آونا جو نفس پرند و پرند کی آواز سمندر کے شور اور وحشی درندوں کی دباڑ سے واقف تھا خداوند کی حسد و ستائش کے

نئے نغزوں کے مظلوموں کے لئے۔ کولمبیا کی بلند خوش الحان آواز سے پاٹروں کی چڑیاں
گونج اٹھیں۔ راسب خانہ آواز کی مجلس میں طرب و نشاط، علم و ادب، صداقت و پاکیزگی
ضبط و انصرام کی شہرت پھیل گئی۔ شہر درجہ فوق و درجہ اعلیٰ کے۔ کولمبیا نے اہل ملک
کے لئے مہینہ تیار کرنے میں خود تعلیم و تربیت دی اور احساس تبلیغ میں وہ دیوانہ وار
ملک کے اندرونی حصوں میں داخل ہو گئے۔ کلیسیائیں قائم کیں اور ایک ذمہ دار بزرگ
کی قیادت میں نوٹار، کلیسیاؤں کو چھوڑ کر تبلیغی مہم کی روشداد پیش کرنے کو واپس آواز
بٹانے جزیرہ آواز ان کے مستقل گھر بن گیا۔ اس لئے انہیں نہ اعانت و گھر ملو خدا
سے استاذانہ تھا۔ کولمبیا کی خوش اخلاقی ان کے افسردہ دلوں میں بشارت پیدا
پیدا کرتی رہی۔

کولمبیا نے سوچا کہ ملک میں تبلیغ کرنے کا بہترین ذریعہ یہ ہے کہ والے ملک کو
مسیحی کیا جائے۔ لیکن مسافت کی دوری اور جنگل کی وحشت مانع تھی تو بھی یہ اپنے ساتھ
دو اشخاص کو جنہیں نئی زبان پر عبور تھا بیکر لٹ و دق جنگل کی پیٹریا۔ واویلوں اور دریاؤں
کو پہچاننا اور داخل کے قریب پہنچ گیا اور سپاہیوں سے سخت کی کہ محض یہ پیمانہ کھنڈ
اُسے بادشاہ سے ملے گا شہر و منجھنیں۔ سپاہیوں نے کہا کہ "بادشاہ کا حکم ہے
کہ کوئی چوغے ملا مرد میرے احاطہ میں داخل نہ ہو نے پائے۔" یہ سنتے ہی کولمبیا نے
خداوند کے نام میں پھاٹک کو دھکا دیا اور وہ کھل گیا۔ دریاں سپاہی یہ دیکھ کر متحیر رہ
گئے، اور کولمبیا کی عجیب طاقت سے خوفزدہ ہو کر بھاگ گئے۔ کولمبیا محل میں بات خود
داخل ہو گیا اور بادشاہ ان اجنبیوں کو دیکھ کر نہایت غضبناک ہوا۔ کولمبیا کے ساتھیوں
نے کولمبیا کی سیٹھی سیٹھی باتوں کا ترجمہ کر کے کولمبیا کے مقصد کو بادشاہ وقت کے سامنے
پیش کیا۔ بادشاہ کا غصہ فرو ہوا اور اپنے مرصاحبوں کے ساتھ مسیح خداوند کو قبول
کر لیا۔

کولمبیا بتیس برس تک قید و پست میں بشارت دیتا رہا۔ وہ ایلین (ALBAN)
کی سرزمین تک جاپہنچا اور اپنی تعلیم سے بہت خداوند کی ڈوریوں سے سبب
کہ کھینچ لیا۔ زندگی کے آخری لمحات میں زبور ۲۸ — ہر وقت اس کے
ویو زبان رہا۔

اُسے یہ معلوم کر کے کہ خداوند نے سابقہ کٹھن ایام میں کیسے بڑے بڑے کام
اُس کے لئے کئے اور ہر دکھ میں کیسے اُس کا مددگار رہا، اُس نے کھٹا جھوڑ دیا اور
اپنے شاگرد و پیروں کو کہا کہ وہ اُسے مکمل کر کے اپنے شاگردوں کی طرف راغب ہوا، انہیں
یہ وصیت کی کہ بیٹو تم اطمینان کی روح میں ایک دوسرے سے محبت رکھو، سو یہ لکھ
۵۹۷ء میں وہ خداوند میں سو گیا۔

اطمینان خدا کا شل دریا ہے ! ساری مشکلات پر فتح پاتا ہے
کمال ہے پر تو بھی بڑھتا جاتا ہے لمبا۔ چوڑا۔ گہرا ہوتا جاتا ہے
قربت ہو اور بخشی ہے آرام !
ایماندار کے دل کو کمال و مقام

شاہ ایٹھلبرٹ (ETHELBERT)

کینٹ نے پیرس کی مسمیٰ فرشتائی
شہزادی برتھا سے شادی کی

مقدس اگسٹین رومی مبشر کینٹ

(ST. AUGUSTINE EVANGELIST KENT)

شہزادی اپنا سرکاری خادم الدین بیوتھ ہارڈ ساتھ لے گئی اور کنٹربری کے مشہور
قدیم گرجہ مارٹن میں عبادت کرتی رہی۔ راجہ روم میں گریجویٹ غنیم
۵۹۷ء میں اس فکر میں تھا کہ اینگلانی میں عیسوی عقائد کو ختم کر دینا
خاندانوں میں رکھے اور انہیں واپس اٹھتے ان میں تبلیغ کرنے کے لئے بھیج دے۔ گریجویٹ
کو اپنی خادمیت کے زمانہ کا رومی منڈی میں اینگلانی پھول کے فروخت کا قصہ ناہنہ
یاوتھا۔ اُس نے نو بھرت بچوں کو دیکھا کہ اُس وقت لیچ تھا کہ یہ کس قوم کے بچے ہیں؟
جواب ملا "اینجلز" (ANGLES) ہیں۔ اس پر گریجویٹ نے کہا "یہ اینجلز" (ANGELS)
ہیں کیونکہ ان کے چہرے فرشتوں کی مانند ہیں۔ پوچھا ان کے مذہب کا نام کیا ہے؟ جواب ملا "ڈیروہ"
(DEIRA) یہاں یہ ڈی ایرا ڈال (DEIRA DEI) ہیں۔ یعنی یہ خدا کے منصب سے
نیچے اور فضل میں ہائے ہوئے ہیں۔ پھر لیچ ان کے بادشاہ کا کیا نام ہے؟ جواب ملا "ہیڈ" (HEAD)
ان کے لوگوں کو سینیو یاہ کے گیت پڑھتے ہیں جب گریجویٹ نے پاپے روم بنا تو انھیں
میں بشارت کو سراخام دینا اُس نے مقدم و لا بدی امر سمجھا۔

گریجویٹ ان کے فرمان کے مطابق ۵۹۷ء میں اگسٹین راہب چالیس سال

کی جماعت ساتھ لے کر کینیٹ میں پہنچنے کے لئے چل دیا۔ لیکن جنگی علاقوں کی
 دشواریوں۔ اتفاقی صعوبتوں اور عجیب قصہ کہانیوں سے اُس کا دل بچھ گیا اور اُس
 نے واپس لوٹنے ہی میں مصحت سمجھی۔ گرگوری انہیں واپس دیکھ کر متحیر ہوا اگرچہ حالِ سنا
 تو ان کے جوصلے کو پچھتو یہ دی پناہ گسٹین راہب کو فادم الدین کا عہدہ عطا کر کے اُس کی قیادت
 میں اہلیوں کو دوبارہ بھیجا اور زارہ راہ دیکر ایک خط لکھی دیا جس میں فرانس و دیگر شہزادوں
 کو ہدایت تھی کہ وہ ہر طرح سے اگسٹین اور اُس کے بھولیوں کی مدد کریں۔ یہ گروہ کینیٹ
 میں پہنچ گیا۔ شاہ ایتھلرٹ کو اپنی آمد سے مطلع کیا اور پیغام بھیجا کہ تم روم سے آئے
 ہیں اور آپ کے لئے خوشی کا پیغام لائے ہیں جب ملکہ بریتا اور ٹیوٹھ مارڈ نے یہ
 پیغام سنا تو وہ نہایت خوش ہوئے اور بادشاہ سے عرض کیا کہ وہ ان راہبوں کو دوبار
 میں بلائے۔ بادشاہ جنگی دیوتا ٹیوٹھ (TIU) اور تھور (THOR) یعنی رعد کا پرستار تھا۔ انہی
 کے نام پر تیز رُڈے (منگھارا) اور تھرسڈے (بندھ) کے دن ہیں۔ شاہ کا خیال تھا کہ
 جنگ میں طاقت بجاے محبت و رحم کے زیادہ ضروری سفت ہے۔ اُس نے فیصلہ
 کیا کہ مقدس اگسٹین اور اُس کے بھولی جزیرہ تحقیقت میں مسکن گزیں ہیں اور ان کے
 خرد و دانش کا سرکاری بندوبست کر دیا۔ پچھ و نزل کے بعد شاہ ایتھلرٹ نے اگسٹین
 کو مدعو کیا۔ شاہ اپنے مسماہیوں و امرا کے حلقہ میں محیط دیواروں اور حیت کی قید میں
 قوتِ سحر سے خوف زدہ ہو کر باہر شاہ میدان میں جلوہ افروز ہوا۔ اُدھر اگسٹین کی قیادت
 میں اہلِ باطن جلوس لے کر گاتا اور پیسیدیاہ کا نعرہ لگانا ہوا۔ چل دیا۔ جو گایا نہ کہوں
 میں ملیوس۔ نقلی صلیب چھٹا ہوا۔ شے خداوندی یسوع کی تصویر کو سامنے رکھے اگسٹین
 جلوس کے آگے آئے۔ تھا۔ ایتھلرٹ نے راہبوں کو اجازت دی کہ وہ بیٹھ جائیں۔ تب
 اگسٹین نے بادشاہ کو اُس عجیب مشیرِ زنداے قادرِ بیور بادشاہ کی بادشاہت کی
 بشارت دی تب بادشاہ نے پیام کو سن کر کہا، آپ کے الفاظ و وعدے درست
 و باریک ہیں لیکن وہ باری نام و فرستائیں نہ اور عجیب ہیں۔ میں اور میری انگریزی قوم
 قدیم ایمان کو جو کئی گزشتہ صدیاں سے ہیں عمل ہے ترک نہیں کر سکتے۔ لیکن چونکہ تم
 دورِ دراز ملک سے آئے ایمان کو جو تمہارے درست و اچھا سمجھتے ہو تعلیم دینے کے لئے یہاں
 آئے ہو اس لئے ہم تمہیں کوئی اذیت نہیں پہنچائیں گے، بلکہ تمہاری ضرورتوں کی نگرانی ہے

ذمہ ہوگی۔ تم ہر فکر سے آزاد ہو کر ہماری قوم میں اپنے ایمان کی تبلیغ کرو اور جتنے تم اس ایمان میں جیت سکتے ہو لے لو۔ شاہ نے یہ بھی اجازت دی کہ وہ اس شاہی میں اپنا مکان بنالیں اور اس میں رہیں۔ نیز مقدس مارٹن کا رتبہ و عاونا کیلئے انکی تحویل میں کر دیا۔ پانچ برس کے بعد اس گرجہ کی توبہ کی گئی۔

بھڑکار انگریز قوم کے افراد نے مقدس اگسٹین کی تعلیم سے متاثر ہو کر خداوند یسوع مسیح کے نام میں بپتسمہ لے لیا اور جب شاہ وقت نے دیکھا کہ مبلغین بے غرضانہ زندگی میں کیسے خوش ہیں اور عوام جنگجو دیوتاؤں سے زیادہ خدائے محبت کے پرستار ہوئے جاتے ہیں تو خود بھی مسیحی ہو گیا۔ زبردستی نہیں بلکہ رضا کارانہ کیونکہ کوئی شخص جو خوت زدہ ہو کر مسیحی ہو بہت مسیحی نہیں ہو سکتا تھا۔ سو شاہ کا بپتسمہ یکم جون ۱۵۹۷ء کو سینٹ مارٹن کے گرجے میں ہوا۔ یہ پہلا انگریز بادشاہ تھا جو مسیحی ہوا۔ پاپائے روم گریگوری نے اب میٹر وپالیٹن بشپ ورجیلیس الرنڈ فرانسسیسی کو لکھا کہ وہ اسقفیت انگلستان کے لئے مقدس اگسٹین کا تقدس کرے چنانچہ ۱۵۹۷ء میں اگسٹین اسقف انگلستان بنایا گیا۔ یہ بشپ آف کنٹربری کے نام سے پکارا جانے لگا۔ اگسٹین کے سامنے انگلستان میں کلیسیائی استحکام میں تین باتیں سید راہ تھیں۔

۱۔ رسومات کلیسیا میں اختلافات۔

۲۔ غیر مذہب کے مندروں کی تقدیس۔

۳۔ عید القیامت کی تاریخ کا تعین۔

اگسٹین نے پاپائے روم گریگوری اعظم کو خط لکھا کہ وہ ان امور پر روشنی ڈالنے بند گریگوری اعظم نے لکھا براہِ روم! تم جانتے ہو اور تمہیں کلیسیائے روم کا دستور جس میں تم نے پرورش پائی خوب یاد ہے۔ میری ہمتا یہ ہے کہ تم کوئی بد دستور انگریزی یا فرانسیسی یا کسی دیگر کلیسیائی نظام سے جو خدا کی نظر میں مجاہد ہو اپنا لو اور وفاداری سے انگریزی کلیسیا کو ہر بہتر دستور کی جو تم دوسری کلیسیاؤں سے پاؤ تعلیم دو کیونکہ یہ کلیسیا ایمان میں نو آموز ہے۔ کسی جگہ کے نام کو قاعدہ سمجھ کر محبت نہ کرو کیونکہ جگہ کا نام بہتر اصولوں سے بنتا ہے اس لئے ہر کلیسیا سے مجاہدانہ حقانیت اور راستی کی باتیں چن لو، اور ان کو مستحکم کر کے انگریزی ذہن کو اس میں تعمیہ کرتے جاؤ۔ سو اس طرح

سے انگریزی کلیسیا کی بنیاد مقدس انگسٹین و گریگوری کے وسیعہ سے پڑی۔ جنوں اور مندریں کے بارے میں گریگوری اعظم نے یوں لکھا ہے "بت کدے گرائے نہ جائیں لیکن بت توڑ دینے جائیں۔ پاک پانی چھڑک کر مندر کی تقدیس کی جائے۔ پاک الطار (ALTAR) تعمیر کیا جائے۔ اور تبرکات رکھے جائیں تاکہ تو میں یہ دیکھتے ہوئے کہ ان کے مندر مسمار نہیں کئے گئے وہ سمجھتے دلی سے باز آئیں اور حقیقی خدا کی پرستش کے لئے وقف شدہ عبادت گاہوں میں اطمینان سے آیا کریں۔ مقدس انگسٹین نے ایک بہت بڑے مندر کو مقدس پانکرس کے نام میں تقدیس و تخصیص کر دیا اور شاہ ایٹھبرٹ نے احاطہ خانقاہ میں مقدس پطرس اور پال کے نام پر گرجہ بنوا کر تیدیلے انگلستان کا سنگ بنیاد رکھا۔ عید القیامت کی تاریخ کے تعین کے بارے میں انگسٹین نے ایک جلسہ کنٹریری میں منعقد کیا جس میں شاہ کینٹ۔ لندن و روچسٹر کے بشپ صاحبان حاضر تھے۔ ویلز کے کسی کسی غیر ملکی کو ترجیح بشپ تسلیم نہ کرنا چاہتے تھے اور نہ وہ عید القیامت کی تاریخ بتا سکتے تھے۔ ویلز کے مسیحی محدث تھے کیونکہ باوجودیکہ انگسٹین ملپ کا خواہشمند تھا لیکن ہندی مزاج بھی تھا۔ دوران جلسہ میں ویلز کے بشپوں نے ایک بزرگ راہب سے پوچھا کہ انہیں رومی طرز و طریق اختیار کرنا چاہیے کہ نہیں؟ اُس نے مشورہ دیا کہ تم انگسٹین آرج بشپ کنٹریری کی ملاقات کو جاؤ۔ اگر وہ اپنے آپ کو خداوند کا عاجز بندہ ظاہر کرے اور تم سے ملاقات کے لئے کھڑا ہو تو تم اسے آرج بشپ تسلیم کر لو اور اس کی تعلیم و دستور کو اپنالو۔ لیکن اگر اس کے برعکس ہو تو صاف ظاہر ہے کہ وہ تمہیں حقیر جانتا ہے۔ سو ویلز کے بشپ مناسحالہ ملاقات کے لئے گئے۔ اتفاقاً انگسٹین آرج بشپ ملاقات کے لئے کھڑے ہوئے سو وہ بغیر مصالحہ نہ گفتگو کئے اپنے ملک کو واپس لوٹ گئے، اور اس ضروری امر کا تصفیہ نہ ہو سکا۔ انگسٹین و گریگوری دونوں کے میں خداوند میں سو گئے تاہم ان کی موت سے قبل کینٹ میں مسیحی بادشاہ۔ لنڈن۔ اور روچسٹر میں بشپ موجود تھے۔ سات برس کے قلیل عرصہ میں انگسٹین نے خانقاہ سے نکل کر خداوند کے لئے بڑے بڑے کام کر کے اُس کے نام کو عزت بخشی۔

پولینیس مبلغ نارٹھمبریا

PAULINIUS

(EVANGELIST NORTHUMBRIA)

۶۲۵ء میں نارٹھمبریا کا شاہ ایڈوان
شاہشاہ انگلستان تھا۔ یہ مرتبہ علم دوست

راست گوار نشان و شوکت کا ولادہ

تھا۔ اس کے عہد سلطنت میں انصاف و تنظیم کی یہ حد تھی کہ ہر بچہ بلا خوف سفر کر
سکتا تھا۔ اس نے ایٹھمبرگشاہ ایٹھریٹ کینٹ کی بیٹی سے شادی کر لی چاہی شہزادی
کا جانی اس شادی کے معاملہ میں متفق رائے نہ تھا۔ وہ نہ چاہتا تھا کہ وینڈارسیجی لڑکی بے
دین بادشاہ کے ساتھ نامہوار جوئے میں جوت دی جانے خواہ وہ کتنا ہی باوقار و باعزت
کیوں نہ ہو۔ شاہ ایڈوان رضا مند ہو گیا کہ ملکہ اور اس کی لونڈیاں مسیحی طریق پر عبادت کریں
اور وہ خود بھی مطالعہ کے بعد مسیحی ہو جائے گا۔ موعظہ ہو گیا۔ ایٹھمبرگشاہ اپنے ہمراہ
بشپ پولینیس کو لے آئی۔ جو سنجیدہ مزاج قدآور شخص تھا اور ان پالیس راہبوں میں سے
تھا جن کو گرگوری اعظم نے انگلستان کی مدد کے لئے بھیجا تھا۔ بشپ پولینیس کے ساتھ
خادم الدین جیس بھی تھا عمر رسیدہ اور علم مومنین میں ماہر استاد تھا۔

شاہ ایڈوان نے شادی کے بعد مسیحیت کی طرف تشریف لے کر اپنے چہلچراہ ایک دن تاق
سے بچ نکلنے اور گھر میں چھوٹی بچی کے پیدا ہونے سے اس پر گہرا اثر ہوا۔ اس نے محسوس
کیا کہ دشمن سے نجات اور بچی کی پیدائش پولینیس کی دعاؤں کا نتیجہ ہے سو انہ راہ شکر
گزاری بچی کو پولینیس کی گود میں ڈال دیا اور منقسمہ کے لئے عرض کی عاقبت پولینیس میں فتنہ
پا ہوا تو یہ باغیوں کی رہ گویا کے لئے مہم پر گیا لیکن جانے سے پہلے اس نے یہ دعا کی
کہ اگر مہم میں خداوند اسے فتح بخشنے تو وہ مسیحی ہو جائیگا۔ خداوند کے رحم سے اسے فتح نصیب
ہوئی۔ ابھی تک وہ مسیحیت سے عنایت تھا، کیونکہ میرا اس کے لئے تمنا تھا کہ کیسے
جنگجو شاہ شجاعت و بہادری کو ترک کر کے مسیح مصلوب کو قبول کر لے جو آدمیوں کو
حییم صابر اور عاجز بنا دیتا ہے۔ اس نے جلد منعقد کیا جس میں امراء حکما کو بلایا تاکہ
وہ پولینیس سے اس لئے مذہب پر بحث کریں اور اگر وہ سمجھیں کہ یہ مذہب درست و
جائز ہے تو اسے قبول کر لیں۔ ایک رئیس نواب نے سوال کیا کہ:-

”شاہ! آدمی کی زندگی میری نظر میں چڑیا کی مانند ہے جو مکھان کے اندر

ہو۔ جہاں آپ صاحبوں کے ساتھ جلوہ افروز ہیں شغلہ زن آگ سے یہ کمرہ

گرم ہے۔ باہر طوفانِ برف و باراں ہے۔ گوجڑ یا ایک دروازہ سے اُڑ کر دوسرے دروازہ کی طرف جاتی ہے لیکن جب تک وہ مسکن گزیں ہے وہ طوفان سے محفوظ ہے۔ کچھ دیر بعد وہ تاریکی میں بھاگ جاتی ہے اور پھر واپس نہیں آتی۔ بعینہ اومی تھوڑے عرصہ کے لئے یہاں رہتا ہے لیکن ماقبل کیا ہوا اور مابعد کیا ہوگا نہیں جانتا۔ اگر یہ جدید مذہب بھی اس کے بارے میں کچھ بتا سکے تو ہم یقیناً اس کے پیروکار ہوں گے۔“

پوپ لینیس نے مسیحی عالمِ الاخرت پر بصیرت افروز تقریر کی اور محسوس کیا کہ عالم طاری ہو گیا بادشاہ کے شاہی خاں کوئی نے عارِ نبی مسمیٰ ہونے کا اقرار کیا جس پر شاہ ایڈون، اُمراء اُس کی پہلی بیوی کے دو بچے اُس کی بھتیجی باڈا اور کئی دیگر اشخاص ۶۲ء میں مقامِ یارک مسیحی ہو گئے۔ ایک عارضی گرو مقدس پطرس کے نام پر یارک میں تقریبِ بتسمہ کے لئے تعمیر کیا گیا۔ پوپ لینیس بشپ آف یارک کہلایا اور شہنشاہیت و اسقفیت کے لائق کیتھڈرل شاہ ایڈون نے تعمیر کروایا۔ پوپ لینیس اب نووارد نام الدین جیمس کے ساتھ تارِ تھمبیا کے قول و عرض میں بشارت دینے لگا۔ اور عوام کو ندیوں، نالوں اور جوڑوں میں بتسمہ دیتا پھرا۔ وہ سرحدی نو ہنگام شاہر تک جی پہنچا۔ لیکن میں ناظمِ اعلیٰ کو بتسمہ دیا اور گرجہ تعمیر کروایا۔ دریائے گمن کے ساتھ ساتھ چیرٹ پہاڑیوں۔ سوال۔ ڈرونٹ اور ٹرنٹ میں عوام کو مسیح خداوند کے قدموں میں لایا یوں اُس نے تمام علاقہ کو مسیحی نور سے منور کر دیا۔

شاہ ایڈون کے آخری ایامِ حسرتِ ناک تھے کیونکہ ۶۳۳ء میں شاہ پنڈامریانی اور کماڈوالشاہ وین نے متحدہ طور پر شاہ ایڈون پر حملہ کیا جس میں ایڈون جنگِ بیتھ فیلڈ میں مارا گیا۔ پوپ لینیس نے ایجنلہ بگا اور دیگر شاہی عیال کو بیکر کینیٹ بھاگ آیا لیکن نام الدین جیمس وہیں رہا اور اس کا نام۔ استبداد میں مستحیث برہمنی۔ ایڈون کا جانشین امریک مرتد ہو گیا تاکہ بے دین شاہ پنڈا نے مراعاتِ نسل کرے لیکن اُسے کچھ حاصل نہ ملا اور جنگ میں ختم ہو گیا۔

فیلیکس برگنڈیانی

FELIX BURGANDY)

ایسٹ انگلیا کی ریاست کا راجہ سچ برٹ
مدبر و عالم شخص تھا۔ فرانس کے دارالعلوم
میں اُس نے تعلیم پائی اور مسیحیت سے

واقف تھا۔ جب یہ بادشاہ ہوا تو فیلیکس برگنڈیانی اس علاقہ میں تبلیغی مہم
میں موز تھا۔ بادشاہ نے اُس کی مساعی کی قدر کرتے ہوئے اُس کو استغنیہ کے
لئے قبول کر لیا۔ سو ست و بیس تک ان دونوں نے دوستی بدوش خداوند کی خدمت کی۔
آخر کار شاہ سچ برٹ امور خدمت سے کنارہ کرنے راہب بن گیا۔ ۶۳۷ء میں
بے دین شاہ پینڈام تھیانی نے ایسٹ انگلیا پر پورش کی عوام نے سچ برٹ سے
کہا کہ وہ راہب خانہ و رہبانہ خیالات کو ترک کر کے اس مشعل میں اُن کی قیادت
کرے لیکن اُس نے ایک ہی آنر میورا بلا لیا۔ وہ رزم گاہ میں پہنچا اور وہ لکیر کسمیت
کھیت آیا۔ شاہ انا مسیحی تھا اور ہمیشہ فیلیکس کا مددگار تھا۔ فیلیکس کی رسالت
سے یہ ایسا اچھا مسیحی بنادان بن گیا کہ ان کی لڑکی ایچنڈا اریڈا ایلی کیتھڈرل کی بانی
ہوئی۔ دوسرا مرثیہ ہی مقدس فرسی تھا جو تلمیذ اشرش راہب تھا۔ اُسے رویا میں ہدایت
میل تھی کہ رشتہ جولی کی نامزد بشارت سے عام کہ انجیل سے پہنچو وہ اپنی دو جہیوں
اور ہم خیال افراد کے ہمراہ بیٹا و قرہانی کے تبارک میں پہنچا اور راہب خانہ تعمیر کر کے
گرد و پیش میں خدمت کی اور عوام کو مسیح خداوند سے قبول میں لایا۔

بیرینیس ہیش و سیکس

(BIRINUS)

بیرینیس ایسا ڈیوینڈا سے انگلستان کے کسی
ایسٹ انگلیا میں تبلیغ کے لایا جہاں پہلے کسی
نے خوشنویزی نہ سنائی تھی۔ پاپا نے روم سے اُس

کے رزم و ذوق تبلیغ سے متاثر ہو کر اُس کا تقدس استغنیہ کر لیا۔ اب یہ اُس کی
ذمہ داری تھی کہ وہ خود اپنی اپنے اہل خانہ کو بنائے۔ وہ و سیکس میں وارد ہوا اور یہ
معاذ مر کے کہ عوام تو بہر پرست و جہالت میں گرفتار ہیں وہیں ٹھہر گیا۔ شاہ علاقہ
میں انی جس خوان اریڈی اسے تنگ آچھا تھا وہ ایسے مذہب و اشولات کی تشریح
میں تھا بن سے رستہ و الین ان انجیل پر موز اس نے اکسفورڈ شہر کے معتمد
دار تپہ میں خوشی سے بار بار دعا و رخصت بندہ پیا۔ شاہ اسوان مار تھمیریالی اُس کا

دھرم باپ بنا۔ اور بیرینیس ہشپ آف ڈارچسٹر بنا۔ کئی ہزار نفوس مسیحی ہوئے اور
 گوتے تعمیر کئے گئے۔ کہیں اسی جلس کی موت کے بعد اس کا بانشین بے دین شاہ تھا۔
 شاہ پنڈا نے اسے سک بدر کر دیا تو اس نے شاہ آنا کے ہاں مسیحی دربار میں پناہ
 لی، جہاں اس کی زندگی میں نمایاں تبدیلی ہوئی اور فیکس کے ہاتھ سے بیسہ پایا تین
 برس کے بعد حبیب واپس اپنے وطن آیا تو وہ مسیحی بادشاہ تھا اور مسیحیت کو ذوق
 و شوق سے اپنے وطن میں پھیلاتا رہا۔

شاہ آسوالڈ شاہ ایرون کے بھتیجا
 مقدس ایڈان مبلغ لینڈ زفاران
 (ST AIDAN)
 فاش دمی اور ملک نارہمیر یاہیں دوبارہ

امن قائم کیا۔ شاہ آسوالڈ کی تعلیم و تربیت آؤنا کے راجہ خانہ میں ہوئی تھی سو مائنت
 پر قبضہ کرنے کے بعد آؤنا سے اس نے بیٹے طلب کیا تاکہ نارہمیر میں دوبارہ پشاور
 ہو۔ آؤنا سے کارمان راجہ بھیجا گیا۔ لیکن ٹرش رونی کے باعث اسے کامیابی نصیب
 نہ ہوئی وہ واپس چلا گیا سو اس کی روداد و مشکلات تبلیغ سننے کے لئے جلسہ کا اہم
 راجہ خانہ آؤنا میں ہوا جس میں کارمان نے کھڑے ہو کر بند آؤنا سے غصہ میں کہا۔ تم
 خوب جانتے ہو کہ شاہ نارہمیر یا اپنے لوگوں میں مسیحی ایمان کو مستحکم کرنا چاہتا ہے۔ میں
 نے وہاں بہت محنت کی ہے لیکن بے سود وہ لوگ تعلیم کو سیکھنا تو کیا سنت کو بھی
 تیار نہیں وہ مشکبہ مزاج و بابل انگریز ہیں اس لئے انہیں مسیحی بنانے اور ایمان میں مستحکم کرنے
 کی کوشش کرنا لاجمل ہے۔ کارمان کے یہ الفاظ سن کر راجہوں کے دل دکھ سے بھر
 گئے اور سوچنے لگے کہ اب کیا کیا جائے؟ ایک نوٹ سے فی موش عاجز میلک انگریز
 راجہ آتھ کھٹا امرا اور کارمان کی طرف منقلب ہو کر پوچھا کہ براہ راست مجھے معلوم ہوتا
 ہے کہ تم نے ناخواندہ لوگوں کی منہ منت کشی کی ہوگی؟ چاہیے تھے کہ ابتدا میں آسان
 و سادہ تعلیم دیتے تاکہ وہ قدم بہ قدم خداوند کے علوم کو سیکھ سکتے اور خداوند کی پیروی کے
 لائق بن جاتے۔ یہ سن کر مقدس ایڈان متا جو آئرن لینڈ کے شاہ ایڈان سے متعلق تھا۔
 چند روزہ جلسہ میں فیصلہ ہوا کہ ایڈان نارہمیر یاہیں اپنے اصولات و تجربات کے مطابق لیشات
 کے کام کو سرانجام دے۔ ایڈان انطستہن میں آگیا لیکن وہ انجیہن زبان سے نام

تھا اور مترجم کے ذریعہ اُس نے گفتگو و بشارت کی اکثر اوقات وہ شاہ آسوالڈ کے محل
 بمبوروہ میں قیام پذیر ہوتا تھا لیکن پرتگالت کھانوں سے وہ پرہیز کرتا تھا شاہی مہمانوں
 و ضیافتوں میں وہ کھوڑا سا کھانا کھانے کے بعد کنارہ کش ہو جاتا تھا۔ وہ عالم سکوت و
 تخلیہ کو دل سے چاہتا تھا۔ اس لئے شہرت سے دور رہنے کے لئے اُس نے اپنا مرکز
 یارک نہیں بلکہ ایک چھوٹا سا جزیرہ لینڈز فارن کو رہائش کے لئے منتخب کیا۔ یہاں
 اُس نے مدرسہ کھولا، تاکہ بچے خواندہ ہو کر اپنے وطن میں مہذب و مبشر بن جائیں۔ خود
 پایادہ علاقہ میں سفر کیا اور ملکی زبان میں کتب مقدسہ کے بعض حصے۔ زبور۔ ازیر۔ کہ
 لئے تھے جو راستہ و تخلیہ میں ورد زبان رہتے تھے۔ اُس کا دستور تھا کہ وہ ہر
 شخص سے جو راستہ میں ملتا تھا شخصی گفتگو کرتا تھا۔ لینڈز فارن کا جزیرہ ایڈن کی تعلیمی و
 تبلیغی مساعی کے باعث آؤتاثانی کہلانے لگا۔

شاہ آسوالڈ کی ۶۲۴ء میں شاہ پنڈا نے قتل کر دیا لیکن مقدس ایڈن کی
 تبلیغی مساعی میں کوئی فرق نہ آیا۔ وہ ۶۵۱ء ۳۱ اگست کو ابدی آرام میں داخل ہوا
 اور خود شاہ پنڈا ۶۵۵ء میں مر گیا۔ شاہ آسورے نے مسیحیت کو لغزش نہ آنے دی۔
 مقدس بڈ اور اُس کے تین بھراہی بدستور خدمت کرتے رہے۔ سڈ اسقفیت
 کے عہدہ پر ممتاز ہو کر علاقہ ایسکس میں گیا، اور مسیحیوں کو تقویت و تازگی بخشی کیونکہ
 بعض بے دین شاہ کے عہد سلطنت میں منحرف ہو چکے تھے۔ شاہ سیج بڈ مسیحی مصلوں
 کی بنا پر اپنے دورشتہ داروں کے وسیلہ سے مارا گیا جنہوں نے قتل کی وجہ یہ بیان کی کہ
 یہ اکثر اپنی دشمنوں کو چھوڑ دیتا اور ان کے تصور آسانی سے بخش دیتا تھا۔

انگلستان میں روم سکات لینڈ اور آئر لینڈ کے مبشرین
 نے آکر بشارت دی اور تمام علاقوں کے مشنری علاقہ

سند و بی

(SYNOD WHITBY)

نارقمہ یا ہیں متحدانہ خدمت کرتے رہے تو بھی دیگر
 ممالک کے مبلغ سیلک (CELTIC) مبلغوں و کلیسیا کی مذہبی رسومات کو تبدیل
 نہ کر سکے اور انہوں نے اپنے دستورات کو قائم رکھا مثلاً :-

(۱) عید القیامت کی تاریخ میں اختلاف۔

(۲) پیشانی سے کانوں تک سر کے بالوں کا کاٹنا۔

۳۔ پچیسویں ایک بار ڈیونا۔

شاہ آسویے اور اُس کی بیوی کے دستِ رات میں اختلاف تھا۔ یہ کہہ ایتھلڈوٹر شاہ ایڈن تھی۔ شاہ آسویے جس دن عید القیامت کی خوشی میں مسرور ہوتا تھا بلکہ روزہ رکھتی تھی یہ اختلاف قابلِ برداشت نہ تھا۔ اُس نے ۶۶۳ء بمقامِ ڈیونا میں جلسہ کا اہتمام کیا تاکہ بحث و مباحثہ کے بعد کوئی راہ نکل آئے۔ مباحثہ میں شریک کونن بشپ آف لینڈز، فارن اسمیٹ ہلڈا بمقابلہ رومی منائز ولفریڈ رپن کا رہنے والا تھا۔ چونکہ ولفریڈ خوش تقریر، موثر بیان اور علمِ منطق سے واقف تھا۔ سیر و سیاحت اور دیگر راہب خانوں میں پھرنے سے اُس کی معلومات و تجربہ میں اضافہ ہو چکا تھا۔ وہ متحدہ کلیسیا کے دستور، آئین اور کلیسیائی یگانگت میں خوشی کو دیکھ چکا تھا۔ اس لئے کوئی اُس کی دلائل کو کاٹ نہ سکا۔ شاہ آسویے کے بیٹے ولفریڈ نے بھی اُس کی حمایت کی سو وہ میدانِ جیت گیا اور اُس کی وساطت سے کلیسیاؤں میں رومی طرزِ دستور و عبادت اپنایا گیا۔ لیکن کونن اُس اتحاد میں راضی نہ تھا چنانچہ وہ اپنے ۴۰ راہبوں کو ساتھ لے کر لینڈز، فارن چلا گیا اور قدیم دستور کے مطابق زندگی بسر کرتا رہا۔ — اجتماعی فیصلہ کا نتیجہ یہ ہوا کہ کلیسیاؤں میں اتحاد اور یگانگت کی رُوح پیدا ہو گئی۔ دو متوازی کلیسیاؤں نے اپنی جدوجہد ختم کر دی اور رومی کلیسیا سے الحاق کر لیا جس سے علم و فنون، پاکیزگی، نظام و انصرام میں ترقی ہو گئی۔

ولفریڈ ہمیشہ سیکس

(ST WILFED)

ولفریڈ نارنمبریائی رئیس کا فرزند تھا۔ ہونہار اور خیر خواہ ہونے کے باعث ملکہ این فیڈز وجہ شاہ آسویے کا منظور نظر تھا۔ تعین و تربیت کے لئے لینڈز، فارن کے راہب خانہ میں داخل کیا گیا لیکن چونکہ یہ آزاد طبع انسان تھا۔ راہب خانہ کی قید و بند سے اُس کو دل اٹھ گیا اور وہ روم میں چلا گیا۔ روم میں اپنی کلیسیا کی سادگی کا مقابلہ کر کے متحیر ہوا اور فرانس و اٹلی میں اُس نے متحدانہ کلیسیاؤں کے طرز و طریق کو بھی دیکھا۔ یہی وجہ تھی کہ سنڈوہی میں اُس نے اتحادِ کلیسیا پر بہت زور دیا۔ ۳۰ برس کی عمر میں استقیت کے عہدہ پر ممتاز کیا گیا سو اُس نے اپنا مرکز لینڈز، فارن کی بجائے یارک کو بنالیا تاکہ سلیٹک کلیسیا سے اُس کی راہ و رسم نہ ہو جن کو یہ بدعتی اور

جھگڑا لو کلیسیا کتنا تھا۔ استقنیت کے تقدس کے لئے اسے فرانس جانا پڑا اور
 وہاں مقیم تقدیس کے بعد کئی ماہ تک فرانس ہی میں ٹھہرا۔ پانچواں کلیسیا نے بے صبر ہو کر
 ایک دیگر بشپ مقدس چاڈ کو منتخب کر لیا جو مقدس ایڈن کا شاگرد تھا۔ ویلفریڈ
 حب واپس لوٹا تو وہ نئے بشپ کو دیکھ کر حیران رہ گیا۔ سو یہ کینٹ چلا گیا اور وہاں
 قائم مقام آج بشپ کی حیثیت میں خدمت کرتا رہا۔ تین برس کے بعد مقدس چاڈ کی
 تقدیس استقنیت باطل قرار دے کر آج بشپ تھیوڈور نے اُسے برطرف کر دیا۔
 آخر ویلفریڈ دوبارہ یارک چلا گیا۔ وہاں رجب استقنی کی مرمت کی۔ شیشہ و کھڑکیاں
 لگوائیں اور ہر طرح سے گرجے کو آراستہ کیا۔ شاہ اس کی بڑھتی ہوئی عظمت کو دیکھ کر
 حسد ہو گیا۔ اور چونکہ اس نے اُس کی بیوی ایجنلڈا کو راہبہ ہونے کی ترغیب دی
 تھی بدیں وجہ بادشاہ غمازت ہو گیا۔ آج بشپ تھیوڈور چاہتا تھا، کہ علاقہ کو چھوٹی
 ڈائیوسیس میں منقسم کر کے چار بشپوں کو متعین کرے، لیکن اس تجویز میں اُس نے ویلفریڈ
 سے مشورت نہ لی اس لئے یہ ناراض ہو گیا اور روم میں پوپ کے پاس عرض کرنے
 کے لئے چلا گیا۔ راستہ میں اُسے فرانس لیڈر سے جو ہالینڈ کا حصہ ہے گزرنا تھا۔ وہاں
 عوام بے دین لیکن بادشاہ مسیحی تھا سو تمام موسم سرما ان کے ہاں رہا۔ روم میں پہنچنے
 روم نے اس کی عرض پر غور کرتے ہوئے اُسے اسقفوں کو معزول کر دیا اور فیصلہ دیا کہ
 ویلفریڈ کے زیر اہتمام ایک کونسل ہالہ جائے۔ اور تین نئے اسقف منتخب کئے جائیں
 جو کہ پاپائے روم کا اختیار اب تسلیم نہ کیا جاتا تھا، اس لئے شاد نے ویلفریڈ پر پوپ
 کو دشوت دینے کا الزام لگا کر قید کر لیا اور رہائی کے بعد وہ آج بشپ مقرر کیا گیا۔
 سمکس (SU SOX) کے لوگ ابھی غیر مسیحی تھے۔ کیونکہ یہ گوشہ الگ کوئین
 میں پڑا تھا اور گھنے جنگلات کی وجہ سے آمد و رفت و تجارت سے منقطع تھا۔ شاہ
 ایتملوک اور اس کی بیگم صاحبہ مسیحی تھے لیکن وہ جاہلانہ خیالات کو دور نہ کر سکتے تھے۔
 سو اس نے ان کی منلوک الحالی کے پیش نظر انہیں ٹھپائی کا شکار کرنا سکھایا تا کہ وہ قریب
 سال میں ٹھپوں پر گزارہ کیا کریں۔ روایت ہے کہ جب اول المذنبہ کچھ لوگ مسیحی ہوئے
 تو پھر لیتے وقت اتنی بڑی بارش ہوئی کہ تھوڑے سال قریب ابالی میں تبدیل ہو گئی۔ شاہ
 ایتملوک نے خوش ہو کر جاگہ سیسے ویلفریڈ کو بخش دی جس میں اُس نے ایک راجست

تقریر کیا اور پانچ برس تک اُس قدر خدمت انجام دیتا رہا کہ ۶۸۶ء میں تھیوڈور آج بشپ
سے تصفیہ کے بعد ملاپ ہو گیا اور شاہ الفرید کے بانشین نے اسے یارک میں واپس
بلایا سو اب یہ بشپ یارک بشپ مرثیا اور بشپ سیکسم تھا۔ ۶۸۶ء میں رابب
خانہ آوندے میں انتہائی خدمت کرنے کے بعد آوندے میں سو گیا۔

ونفرید ڈیون کی پہاڑی کے کڑی ٹیٹھن

قصہ میں سن ۶۸۶ء میں پیدا ہوا۔ اس کا

ونفرید بونیس ہول ہالینڈ و جرمنی

(WINFRID BONIFACE)

خاندان ویسکس کے شاہی خاندان سے

متعلق تھا لیکن جس گھر میں اس نے پرورش پالی وہ کڑی کا بنا تھا۔ اس میں کوئی روشندان
و وہ دشمن نہ تھا۔ کہ وہ سوال سے کالا ہو چکا تھا۔ وہ چھج اور کانٹے کے بغیر ہاتھ سے
کھانا کھاتے تھے۔ ایک روز آرمینڈ کے راببوں کا گروہ تھا کا ماندہ ان کے ہاں پہنچا
اور انہوں نے خداوند یسوع مسیح کے متعلق بتایا اور یہ بھی کہ تبلیغی مہم میں انہوں نے
سمندر پار ممالک ہالینڈ۔ جرمنی کی سیر و سیاحت کی ہے اور قبائل کو خداوند مسیح کے
قدیموں میں ماننے میں۔ ونفرید اگرچہ پانچ برس کا تھا تو بھی اُسپر بہت اثر ہوا اور اسی
واقعہ نے اُس کی زندگی کے مقصد کو تعمیر کر دیا۔ سات برس کی عمر میں ونفرید رابب خانہ
آوندے کے مدرسہ میں تعلیم و تربیت کے لئے داخل کیا گیا۔ یہ تو نہال تعلیمی نصاب میں جلد
ترقی کرتا ہوا ملک کے بہترین مدرسہ نیوسل نزد وینچسٹر میں چلا گیا اور علم العرفین۔ توارنج و
تفسیر انجیل متقدمہ سیکھ کر جید عالم بن گیا لیکن اس کا دل جرمنی میں تبلیغ و بشارت
کرنے کے لئے بیتاب تھا۔ اور اس ذوق و شوق میں دیوانہ ہو جاتا تھا جبکہ وہ اپنے مکی
شخص ولی برارڈ کے کارنامے ملک فرسیا میں سنتا تھا۔ اُس نے تین دوستوں سے
مقصد تبلیغ میں مشورہ لیا اور خود بھی اس مہم میں اُس کے ساتھ چلنے کو تیار ہو گیا۔

ساتھ میں وہ ملک فرسیا میں اپنے تین ہمراہیوں کے ساتھ ولی برارڈ کے

پاس آیا۔ اس وقت راتھیوڈ فرینکان ڈیوک چارلس مارشل سے برسرِ پیکار تھا۔ مسیحی

عبادت نامے برباد کئے گئے۔ گھر گئے گئے اور مسیحی منتشر ہو گئے تھے۔ چنانچہ

ونفرید جو برشاہ راتھیوڈ کے پاس گیا۔ شاہ سخت ناراض ہوا اور انہیں ملک سے نکال

دیا۔ وہ ناط و نفرید اپنے دوستوں کے ہمراہ واپس انگلستان آگیا۔ نیوسل آج

کاناظم راجب مسیکا تھا سو منتظر افراد نے و نفریڈ سے عرض کی کہ وہ اس نظام کو اپنے ہاتھ میں لے لیکن اس نے سات انکار کیا اور تبلیغ کے لئے پاپائے روم گرگوری دوم سے اجازت لے کر ملک جرمنی کو سلاطین میں چل دیا لیکن راستہ میں اس نے شاہ راکھوڈ کی موت کی خبر سنی۔ اس نے محسوس کیا کہ اب فرسیا میں بشارت کے لئے دروازہ کھلا ہے۔ وہ جلد یوٹرک میں پہنچ گیا اور ولی برارڈ سے جا ملا۔ کچھ عرصہ یہ دونوں خدمت کرتے رہے اور سیلی آنکھ والے فرسیائی لوگوں میں بشارت دی۔ و نفریڈ کو جرمن لوگوں میں تبلیغ کرنے کا شوق تھا جب یہ رائن لینڈ سے ملک جرمن میں جانے کے لئے گزرے تو ایک گھر میں کھانا کھانے کے بعد وہاں کے پندرہ سالہ بچہ نے دستور کے مطابق بائبل سے پڑھا۔ تب و نفریڈ نے کہا: بیٹا تم خوب پڑھتے ہو۔ لیکن کیا تم سمجھتے ہو کہ تم کیا پڑھتے ہو؟ تب بچہ نے ظاہر کیا کہ وہ سمجھتا ہے۔ و نفریڈ نے پھر کہا: ”نہیں بیٹا۔ میرا مطلب یہ نہیں ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ تم اپنی ویسی زبان میں لاطینی کا ترجمہ کرو۔“ گرگوری نے کہا کہ یہ نہیں کر سکتا۔ تب و نفریڈ نے لاطینی کا ترجمہ جرمن کی زبان میں کیا جس سے بچہ بہت خوش ہوا اور اپنی دادی سے بھند ہو کر کہا کہ میں لاطینی کا ترجمہ سمجھنے کے لئے سروران کے ساتھ جاؤں گا۔ اگر تم مجھے گھوڑا نہ دو گے تو میں پیدل چاہاؤں گا۔ سو دادی نے بچہ کا شوق دیکھتے ہوئے اسے گھوڑا اور ایک خادم دے کر و نفریڈ کے ساتھ بھیج دیا۔ و نفریڈ کی جدوجہد سے کئی ہزار سادہ جرمن کاہنیاں میں شامل ہوئے۔ جب یہ خبر روم پہنچی تو پاپائے روم نے اسے بلا کر مفتیت کے لئے اس کا تقدس کر دیا اور اس کا لاطینی نام بونیفیس رکھا۔

جب بونیفیس روم سے واپس جرمنی لوٹا تو اس نے دیکھا کہ عوام جنگل کو صاف کر کے اپنے رہائشی مکان و شریک تیار کر رہے ہیں۔ یہ وہی لوگ تھے جو ارواح پرستی کے خیالات میں متفقہ تھے۔ جنگل، دریاؤں، جھڑیوں، بڑے درختوں میں بدروحوں کی حضوری کے دھم سے بھرتے تھے۔ اور ارواح پرستی و توہمات کے خوف و ہراس سے لرزتے تھے۔ لیکن ابھی تک جنگل میں بلوط کے بڑے درخت کی تعظیم دیتا اوڈین کے نام میں کیا میچی اور کیا میچی دونوں کرتے تھے۔ بونیفیس نے مسیحوں میں شریک پیدائی کہ وہ بلوط کے درخت کاٹ ڈالیں۔ لیکن کانٹے سے سب ڈرتے

تھے۔ آخر کار بونیفیس نے نوو اُس ورخت کو کاٹ دیا اور اُس کی ٹکڑیاں سے گرجہ تعمیر کیا۔

مسیحیوں کی کشت کی وجہ سے بونیفیس نے مزید کارگزاروں کے لئے انگلستان میں مکہ جہاں سے شاہ ویسکس کی بھتیجی ٹوبا راہبہ ٹریسوں میں خدمت کے لئے اور کئی دیگر بیوگان اور کسٹرمینٹس جو کہ مذہب میں انہیں تاکہ جنگجو رہنمائی کو حلیم الہیہ استاد کے قادیوں میں لائیں اور اُس کی پرستش کرنا سکھائیں سہ چہتر برس کی عمر میں بونیفیس نے آرٹ بشپ کا لباس اتار دیا اور مادہ چونہ پہن کر بارہ شاگردوں کے ہمراہ ملک فرسیا کو چل دیا تاکہ جنگلی وحشی قبائل میں بشارت دے۔ ششستر میں انہوں نے سیانی مسیحیوں کی رسم اشکام کے لئے دریا کے کنارے خیمہ زن ہوا لیکن اتفاقاً انہوں نے ایک مسیحیوں کے جیسس پڑ سکے۔ وحشی قبائل کے لوگ ہاتھیوں، گھوڑوں سے لے کر ان پر چڑھ آئے۔ شاگرد بونیس کے گرد جمع ہو گئے تاکہ اُس کی حفاظت کریں۔ لیکن بونیفیس نے کہا: بھائیو! دیر اور ہمارے بنو۔ اُن سے نہ ڈرو جو جسم کو قتل کرنے ہیں لیکن رُوح کو جو ابدی ہے قتل نہیں کر سکتے۔ ہمدردی سے موت کی آخری چوٹ کو برداشت کرو تاکہ مسیح خداوند کی بادشاہت میں ہمیشہ سلطنت کرو۔ بے دین وحشیوں نے ہمارا امت جلد ہی ان کا کام تمام کر دیا۔ سو اس طرح سے ڈیوان کا بونیفیس جو انگریز ہمارے ساتھ تھا خداوند کے بدل کے لئے اپنی جان قربان کر گیا۔

(ANSKAR THE APOSTLE OF NORTH) بونیفیس کے وسیلہ سے

انسکار کے والدین بھی جرمنی میں مسیحی ہوئے تھے۔

انسکار رسول ڈنمارک و سوڈن

انسکار مسیحی خاندان و ماحول میں منسلک ہیں پیدا ہوا جب یہ بڑا ہوا اور وارہ نے بونیفیس مسیح کی ہمدردی کے کارنامے اُسے سنائے لیکن جب یہ پانچ سال کا ہوا تو والدہ کا سایہ مہر سے اٹھ گیا۔ باپ نے مدرسہ میں داخل کیا لیکن وہاں نہ موافق ماحول نے اُس کی زندگی کوتاہ و بالا کر دیا۔ ایک رات خواب میں انسکار نے دیکھا کہ اُس کی والدہ مفید کپڑوں میں ملبوس راہ کے کنارے کھڑی ہے اور اپنے بیٹے کو کہہ رہی ہے: بیٹا کیا تو اہل کے پاس آنا چاہتا ہے؟ انسکار نے کہا: ہاں۔ تب اہل نے کہا اگر تو میرے

پاس آنا چاہتا ہے تو بُری صحبت چھوڑ دے اور تنگ راستے پر چل۔ اس خواب کے
 وسیلہ سے اس کی زندگی تبدیل ہو گئی اور ویسٹ فالیا کے مدرسہ میں تعلیمی خدمت انجام
 دینے لگا۔ ایک دن یہ واقعہ ہوا کہ ہیرلڈ شاہ ڈنمارک مسیحی بادشاہ لیوس (جرمنی) بن
 چارلس اعظم کے پاس چار سو سپاہیوں کو ساتھ لے کر ملاقات کے لئے آیا۔ ران
 قیام مسیحیت سے مرعوب ہو کر شاہ - ملکہ اور بعض سپاہی مسیحی ہو گئے جب یہ جانے
 لگے تو شاہ لیوس نے مناسب جانا کہ ایک مشنری کو ان کے ہمراہ بھیجا جائے تاکہ
 انہیں ایمان میں مستحکم کرتا رہے لیکن سوال یہ تھا کہ اب کون جائے۔ سکندریے نیویا
 (SCANDINAVIA) کے بحری و برقی ڈاکروں نے ہر جگہ خطرہ پیدا کر دیا تھا۔ یورپ
 کا کوئی ملک ان کے دست برد سے نہ بچتا تھا۔ ہر ملک میں یہ دُعا مانگی جاتی تھی: اے
 مُنصف راستبار خدا! ہمیں شمالی لوگوں کے حملوں سے بچا۔ لوگ سفر کرنے سے خائف
 تھے۔ بادشاہ نے مجبور یوں کے پیش نظر میرا سبب دستِ فالیا کو پیغام بھیجا کہ وہ
 کسی مبلغ کو بھیج دے تب میرا سبب کما بل نے انسکار (ANSKAR) کا نام پیش
 کیا۔ بادشاہ نے اُسے بلایا تو وہ بلا حیل و حجت ملکِ ڈنمارک جانے کے لئے تیار ہو گیا۔ یہ
 سن کر تمام ششدر رہ گئے کہ یہ شخص اپنے ملک نہایت داروں اور وطن کو کیسے چھوڑ چکا
 نائب میرا سبب آؤٹ برٹ مشکلات کے پیش نظر اس کا معاون و مددگار ہونے
 کے لئے ساتھ چلا۔ یہ سب عام جہاز میں جس میں وحشی سپاہی تھے سوار ہو گئے۔ راستہ
 میں ہر طرح کا دکھ اُنہیں دیا گیا۔ لیکن جب یہ کوئون سے گزرے تو بشپ آف کوئون
 نے انہیں اپنی ایک عمارت کشتی غطا کی تاکہ بلا خوف رہیں (RINE) میں سفر کر سکیں پوشہ
 نے معاون کر کے کہ ان کی کشتی پختہ و کشادہ ہے خود بھی اُس میں سوار ہو گیا۔ سو متحدانہ رہائش
 سے ان کی رفاقت و راہ و رسم میں اتفاق ہو گیا۔ انسکار نے ڈنمارک (DENMARK)
 پہنچ کر مدرسہ قائم کیا تاکہ دینے کے بچے اس میں تعلیم و تربیت حاصل کر کے آئندہ نسروں کے
 لئے مشنری بن جائیں۔ آؤٹ برٹ بیمار ہو کر واپس لوٹ گیا۔ عوام شاہ میرلڈ کے مسیحی ہونے
 سے اُس کے جانی دشمن بن گئے اور سلطنت سے نکال دیا۔ انسکار اس اذاتگری میں
 واپس جرمنی چلا گیا۔ یہ موقع تھا جبکہ سویڈن کے بادشاہ نے شاہ لیوس جرمنی کے پاس سفر
 بھیج کر غرض کی تھی کہ ہمارے قومی تعلقات بدستور قائم رہیں اور ہم ان کے پیشِ نظر یہ

چاہتے ہیں کہ جس مذہب نے آپ کو بند کیا ہے اور اسرارِ آسمانی کو آپ پر منکشف کیا ہے۔ اُس کو اپنا لیں۔ تاکہ ہم قومی اور مذہبی طور پر متحد ہوں۔ بادشاہ نے انسکار کو میزوں سمجھا کہ وہ سویڈن پاسے راستے میں بحری ڈاکوؤں نے اُس کا مال واسباب لوٹ لیا اور اُس کے پاس کتابِ مقدس بھی نہ رہنے دی تو بھی یہ پست جو سکہ نہ ہوا۔ لقی و وق حیکل اور برتقی نکال۔ وہ ہوا کے جھونکوں کو برداشت کرتا ہوا شاہ یورن کے دربار میں پہنچ گیا۔ بادشاہ بہت خوش ہوا اور اسے اجازت دی کہ وہ ملک کے طول و عرض میں بشارت دے۔ سولہشپ آف ہیمبرگ کی حیثیت میں اس نے مسیحیت کو پھیلایا۔ شاہ ہیرلڈ ومارک کے مریدانے کے بعد شاہ ہورک ہانشین ہوا جو جیجو وحشی تھا۔ مسیحیت سے اسے پیار نہ تھا اُس نے اپنی لشکر کشی میں ہیمبرگ کو لپیٹ میں لے لیا۔ مسیحیوں کو قتل کیا۔ گرجے جلا دیے۔ سو انسکار نے مناسب سمجھا کہ وہ شاہ ہورک کے روبرو پیش ہو کر معذرت نامہ پیش کرے۔ لیکن کس طرح؟ اس تجویز کے زیر غور شاہ سویڈن نے اسے اپنا سفیر خاص بنا کر شاہی دربار میں بھیجا۔ شاہ ہورک اُس کے کردار حسن و اخلاق کا گرویدہ ہو گیا اور مسیحیت کو قبول کر لیا اور اسے ومارک میں بشارت کی اجازت مل گئی۔ اتفاقاً سویڈن کا بادشاہ ہیرابی ملک بقا ہوا تو اُس کا ہانشین شاہ اولف بھی مسیحیوں کو ستانے لگا۔ جب دروہدی کنایوں ومارک پہنچا تو اُس نے شاہ ومارک سے شاہ اولف کے نام تصدیقی دمراتی خط لیا تاکہ سویڈن پہنچ کر مسیحیوں کو تسلی دے۔ دوستوں نے منع کیا لیکن انسکار نے کہا کہ وہیں مسیح کے نام میں مرنے کو تیار ہوں۔ بادشاہ سویڈن کے دربار میں پیش ہو کر اُس نے التجا کی کہ وہ مسیحی ہونے کا اعلان کرے۔ بادشاہ نے امرانہ وزراء اور رؤسا کو اسٹھا کیا تاکہ اُن کی مشورت حاصل کرے۔ تب ایک نواب نے کہا کہ اُسے شاہ اور یہی اُمت کے بزرگوں! میری بات سنو۔ اُس خداوند مسیح کی نسبت ہم جٹ سن چکے ہیں اور یہ اُن کے لئے فائدہ مند بھی ہے جو اُن پر بھروسہ رکھتے ہیں۔ ہمیں سے جتن سے اس مذہب کے حصول کے لئے دوشہڑ تک سفر کیا اور اسے قبول کر لیا۔ اب ہم اسے کہیں قبول نہ کریں جسکے لئے ہم نے تائب و دوک ہے۔ اب یہ مذہب ہمارے قریب بلکہ ہمارے دروازوں میں ہے۔ تب سب نے اسے قبول کر لیا۔ انسکار پرتقیس برس یہاں خدمت کرنے کے بعد

۸۶۵ غریب خد اوند میں ابدی خوشی و آرام کے لئے سو گیا۔

پانچواں باب

اسلام کا عروج و غلبہ

حضرت محمد عربیؐ ۱۲۰۰ھ ماہ ربیع الاول بروز منگلوار قریش قبیلہ کے ہاشم خاندان سے شہر مکہ میں اپنے باپ عبد اللہؐ کی وفات کے بعد پیدا ہوئے۔ ان کی ماں آمنہ خاوند کی جدائی کے مدد کو نہ برداشت کرتے ہوئے ۱۲۶۰ھ میں انتقال کر گئیں۔ تب حضرت محمدؐ بن عبد اللہؐ کے چچا ابو طالب محافظ ہوئے۔ لیکن ان ایام میں ہاشمی خاندان سیاسی طور پر کمزور ہو چکا تھا اور ان کے رقیب بنی امیہ مضبوط تھے۔ سو بنی ہاشم پانی پوتے کی خدمت پر امور ہوتے۔ اور حضرت محمدؐ بخیڑ بخیڑوں کی نگہداشت کرتے تھے لیکن چونکہ ان کے چچا ابو طالب قابض تھے اس لئے ان کے ہمراہ کبھی کبھی شام۔ بصرہ اور مہینہ جات تھے۔ شام سے لوٹتا۔ موسیقیوں سے ان کی آشنائی و مراسم قائم ہو گئے۔

۱۲۸۰ھ میں حضرت محمدؐ کی شادی متوکل عورت خدیجہ خاندان قریش سے ہوئی یہ بھی تاجرہ تھی۔ اس نے حضرت محمدؐ کو ایماندار سمجھتے ہوئے شادی کر لی جس سے ان کی ازواجی زندگی خوشحال ہو گئی۔ اور حبیب تاب یہ زندہ رہیں حضرت محمدؐ نے کوئی اور شادی نہ کی۔ ازواجی خوشی اور خاندانی شادمانی کی وجہ سے حضرت محمدؐ کو کافی فرصت مل گئی جس میں وہ اپنے ماں اور قوم کی حالت پر غور کرنے لگے۔ اس اثنا میں خدیجہ کے بطن سے دو بیٹے دو بہنیاں پیدا ہوئیں لیکن صرف ایک لڑکی بنام فاطمہؑ زندگی کے عروج و کمال کو پہنچی۔ ان دنوں حضرت محمدؐ حیرت و حیرت اسود کے اتفاقہ تاسع کے مصنفہ ہیں والہین بھی کہہ دے گئے۔

محافظ بشیر بن برامہ کھا کر مر گیا۔ لیکن انہوں نے نوال چبا کر ٹھوک دیا یہودان سے
پوچھا گیا کہ تو نے یہ کیا کیا تو اس نے کہا اس امتیاز کے لئے کہ آیا تو نبی ہے یا نہیں
پہلے تو اسے معافی بخشیں پھر صحابی کی موت کی وجہ سے اسے قتل کروادیا۔ لیکن اس
واقعہ کے چار سال بعد حبیب آنحضرت پر مرض الموت نے غلبہ پایا تو آپ نے کہا کہ
”یہ مرض اسی نوالہ کا اثر ہے۔“ اس نزابت میں قیصر روم۔ ایران۔ مصر۔ حبش۔ نجاشی
اور عربی مشائخوں شاہ مین۔ خسرو پرویز کو دعوت اسلام کے لئے لکھوٹ لکھے شاہ روم کو
جو خط لکھا گیا وہ یہ تھا۔

”شروع ساتھ نام اللہ کے جو مہربان و بخشنے والا ہے۔ محمد کی طرف سے جو خدا
کا بندہ اور رسول ہے روم کے رئیس اٹھ ہر قتل کے نام جو ہدایت کا پیرو ہے اس کی
سلامتی ہو نہیں آپ کو اسلام کی طرف دعوت دیتا ہوں۔ اگر تو اسلام قبول کرے تو
سلامت رہے گا۔ اور اللہ تجھ کو دو گنا اجر دے گا ورنہ اہل ملک کا گناہ تمہارے ذمہ
ہوگا۔ اے اہل کتاب ایسی بات کی نف آؤ جو تم میں اور تم میں مساوی ہے یعنی یہ
کہ ہم اللہ کے سوا کسی کی پرستش نہ کریں اور اللہ کے سوا ہم کسی کو خدا نہ بنائیں اور اگر
تم قبول نہیں کرتے تو گوارہ کہ ہم مانتے ہیں۔“

ایسا ہی صاحب شاہ ایران کے پاس پہنچا تو اس نے پھاڑ کر پھینک دیا۔ لیکن
شاہ مصر نے بطور نذرانہ دو لونڈیاں جن میں ایک مریم مسیحی تھی اور ایک گھوڑا دل
دے کر واپس بھیج دیا۔ اس مال خالد بن ولید اور عمر بن عباس زبردست موراؤں
نے اسلام قبول کر لیا۔ لیکن دعوت اسلام کی وجہ سے شرجیل بن عمرو عیسائی بادشاہ
بصرہ نے بمقام سوتر شام، جنگ کی جس کے حامی قریش تھے سو حضرت محمد کو قریش
پر غصہ آیا اور یہ پیغام بھیجا کہ ان شرائط میں سے کوئی شرط قبول کر لو۔

”مسلمانوں کی جانوں کی قیمت دو۔“

”اپنے ساتھیوں کو جنگی مدد دینا نہ کرو۔“

”مذہب کا خاتمہ کرو۔“

قریش نے تیسری شرط منظور کی جس پر حضرت محمد شکر جہاڑے کر حمد اور ہونے

لے تالیف الصحیح جلد پنجم صفحہ ۲۰۲۔

اور مکہ والوں کو شکست فاش دی اور قبضے دشمن تھے سپرد تین گئے گئے حضرت محمدؐ اب مکہ پر واحد قابض تھے۔ کعبہ کی سب مورتیں تباہ کر دی گئیں۔ بت پرستی کے نشانات مٹا دیئے گئے۔ کعبہ کے دروازہ پر فتح کا خطبہ پڑھا گیا اور پندرہ دن قیام کے بعد واپس مدینہ لوٹ آئے۔ مدینہ مستقل رہائش گاہ و دار السلطنت قرار دیا گیا۔ چند مہینے فریقہ تلواریں فریقہ سے مجبور کئے گئے کہ وہ جزیرہ دیں اور بخران کے مسجدیں نے خراج دینا قبول کر لیا۔ سر حضرت محمدؐ سادگی لیکن تکنت و جاہ و جلال کے ساتھ سلطنت کی کارگزاری کرتے رہے۔ ملاحظہ ہو:-

۱۱۳ آئے ایماندارو! جب رسولؐ سے مصلحت کے لئے آؤ تو کچھ نذر لیت آؤ۔ سورہ مجادلہ آیت ۱۳۔

جو کچھ رسولؐ تم کو دے اُسے لے لو اور جس سے منع کرے باز رہو۔ رَحْمَةُ آیت ۱۳

۱۱۴ رسولؐ کا ہانا ایسے نہ ٹھراؤ جیسے تم آپس میں بولتے ہو۔ نور آیت ۶۳

۱۱۵ اللہ اور اُس کے رسولؐ کی تعظیم صبح و شام کر دو۔ سورہ فتح آیت ۹

۱۱۶ اللہ اور اُس کے رسولؐ سے انکے نہ بڑھو اور اُس کے لئے بلند آواز سے نہ بولو۔ رَحْمَةُ آیت ۱۳

جب حضرت حج کے لئے مکہ تشریف لائے تو انہیں زہر کی کمزوری کے باعث محسوس ہونے لگا کہ وہ اس جہانِ فانی سے کوچ کرنے والے ہیں۔ سو وہ اپنی مومنین کے لئے قرآن و آلِ رسولؐ چھوڑ کر ۶۳ برس کی عمر میں انتقال فرما گئے۔ لیکن وقتِ نزاع کسی کو جان نہیں مقرر کیا۔

اس مذہبِ اسلام کا عقیدہ مفصل یہ ہے۔ ہمیں ایمان رکھنا ہوتا ہے اللہ پر۔ اُس کے فرشتوں پر۔ اُس کی کتابوں پر۔ اُس کے رسولوں پر۔ آخری دن پر قیامت پر۔ اور اس پر کہ نیکی و بدی اُسی کی طرف سے ہے۔ اور مجبلاً ایمان یہ ہے کہ میں اللہ پر۔ اُس کے ناموں پر۔ اُس کی صفات پر ایمان رکھتا ہوں اور اُس کے تمام احکام و کتابوں پر جاذبِ طبیعت بخیرہ نیک اعمال جنت یا ذر و س ہے جس کو جنت اللہ و دار البقاہ و القراء جنت عدن جنت المدین و دار الآخرت کہا گیا ہے۔ اور نہاد۔ سے خوف و

ڈر پیدا کرنے کیلئے اس کا واجبا نتیجہ ذبح یا ہینٹنہا جسکو باویہ - نار - گرہا - اُلتا پانی و پیپ
پشیمانی اور بائیں ہاتھ ہونا بتایا گیا ہے۔ ان کے علاوہ قرآن مجید - روزہ - نماز - زکوٰۃ اور
حج مقرر کئے گئے۔

عقیدہ بالائے عوام کو ایک بنا دیا حضرت محمدؐ نے آخرت و برادری کی روح
چھوٹ کر ان کے قومی جذبہ کو تحریک دی۔ مسلم کا مسلم کے بالمقابل لڑنا محال ہو گیا۔ ذات
کی کشمکش و لایعنی تیزاٹھ گئی۔ سب مسلم مسلم ہونے کی حیثیت میں ایک تھے لیکن اس کے
علاوہ جو دیوانہ وار و لولہ جاذبیت پیدا ہوا وہ شوق و ذوق تبلیغ تھا۔ حضرت محمدؐ صاحب
سپاہ سیاسی نہ تھے اور نہ ہی بین الاقوامی اصولات کے تابع تھے کہ مذہبی سپاہ تھی اور اپنے ایمان
کی اشاعت اور اس پر ان کا شیوہ تھا۔ "تو آسمان کو وزخ کی کنجی تھی۔ کیونکہ جو
جنگ میں شہید ہوتے ان کے گناہ بخشے جاتے اور جہاد سے بھاگتے ان کا ورثہ جہنم۔
سو اس تعلیم نے عربی لوگوں کے جذبات کو مشتعل کر دیا اور وہ ترقی کرتے گئے۔

عربی لوگ سپاہ گری میں ماہر تھے اور ضبط کی کمی کو وہ اپنے جوش طبع سے پورا کرتے
تھے۔ بچپن سے وہ تلوار - نیزہ اور گمان سے آشنا تھے۔ وہ خانہ بدوش تو تھے لیکن سواہی
میں بہر اور ان کی زندگی زیادہ تر ڈاکہ زنی اور لوٹ میں بسر ہوتی تھی جب ایسی جنگ جو
اور حریت کی پرستار سپاہ حضرت محمدؐ کی قربت میں آگئی تو اس نے اور اس کے بعد خلفائے
کئی فتوحات حاصل کیں۔ ۶۲۲ء میں مسلمان سر پرقابض ہو گئے اور یہ وسلم کو بھی فتح کر
لیا۔ پھر افواج اسلام نے مصر - تیروپولی اور نصف مدی میں تمام شمالی افریقہ کو فتح کر لیا۔
مسلمانوں کے جذبہ شوق نے "کہ ہر ملک ملک ما است کہ ملک خدا است" جبرالط کو
فتح کرتے ہوئے ترقی سالانہ غنیمت کی سرزدگی میں سپین کو ۶۵۰ء میں اپنی لپیٹ میں لے لیا۔

اب تمام مغربی یورپ ان کی دسترس میں تھا۔ لیکن نور کے مقام پر دریائے نور سے کے
کنارت پارٹس مارٹل نے جو چارلس مگنم کو دوا تھا۔ سارمانی مسلم فوج کے سپہ سالار
عبدالرحمان کو شکست دے کر ہمیشہ کے لئے سیلاب کی روانی کو بند کر دیا۔ اور مسلم
فوج نے جزیری بیروں کے وسیع سے جزیرہ کریت و سسلی جی فتح کر لئے اور جنوبی اٹلی اور
ہرسٹ اور مارٹینا کے جزیرے جو ص کو فتح کر لیا۔ سلفطیہ کی حنفیم بیطنطانی سی مشرقی
سلطنت اسامہ کی چالیس سالہ شاہ و دو کے بعد ۷۵۳ء میں سلطان محمد دوم کی دو لاکھ

فوٹ کے وسیلہ سے ترکوں کے قبضہ میں آگئی۔ سینٹ صوفیا کا رُوح جس کی نظیر و مثال
 مشرقی و مغربی سلطنت میں ملنا محال تھی اور جو مشرقی سلطنت کا شاہی گربہ تھا یہیں رومی
 دولت سے بنا تھا شاہی مسجد میں تبدیل کر دیا گیا۔ سینٹ صوفیا کی تعمیری فن کاری
 اٹاوی بے چھ سال کی تک و دو اور متواتر محنت کے بعد مکمل ہوا۔ اور ۱۵۲۰ء میں
 اُس کی تقدیریں ہوئی۔ الطاف سوئے سے ملفوف اور میرے جوابدہات سے مرتع تھا۔ پر دے
 نقرائی اور منبر سنگ مرمر کا تھا۔ دروازے کھڑکیاں اور روشن دان قیمتی پتھروں اور سنگ
 مرمر کے پتے سے تھے۔ باقی عمارت عام پتھروں کی تھی جس پر مرمرین رنگ کی تنوع
 کہتی تھی۔ لیکن اندرونی دیوار و فرش کی فن کاری و جلالت کا بیان کون کرے جس میں
 کہیں تو فروگیہ کے نقرائی و گلابی پتھر برجستہ ہیں اور کہیں اوسیلیا دریا کی روان کی
 سرخ لہروں والے پتھروں کی آب و تاب ہے۔ کہیں لدا کا سرخ و تریار پتھر و
 کھنوں پیش کر رہا ہے اور کہیں فرانس کا سنگ مرمر مرمرین پاکیزگی کا دعویدار ہے کہیں
 انگلستان کا سیاہ سین سفید داغوں سے مرتع پتھر ظلمت میں مسیحیت کے پکتے ہوئے
 ستاروں کا نمائندہ ہے۔ عجیب فن کاری و مہلکاری ہے۔ قدرت نے شفاف مرتع
 و مجاہد غالیہ بچھا رکھا ہے۔ پتھروں کی برجستگی منقوش انداز میں دیکھتے ہی انسانی خیالات
 پروردگار کی لامحدود رنگارنگ و صفت کی طرف، مبدوں جو جاتے ہیں۔ کیسوی کا
 بذاتہ سماں بند جاتا ہے۔ اور اُس پروردگار عالم کو تصور و حقیقت میں دیکھتا ہے
 جو سب کا پروردگار ہے۔ لیکن مذہبی اور شر و حد بندیوں نے اُسے سب میں منتقل کر دیا۔
 لیکن تو بھی یہ سب عبادت گاہ اب تک شاید ہے کہ خدا کی بادشاہت کو رومی
 طقبات کی منہدم نہیں کر سکتیں اور عالم ارواح کے دروازے بھی سیاہ پر غالب نہیں
 آسکتے۔ تاہم گلیسیا اُس بڑھتے ہوئے اسد می سیاہ کو روکنے میں کمزور کیوں
 تھی؟ ذہنی و جسمانی حالت زمانہ متوسط میں دیگر گواہ تھی بخراب نفس کشی پیدا ہو
 چکی تھی۔ مینا پر کھڑے رہنا۔ یا خدا پاؤں کو راکت کر لینا عام شیوۃ نفس کشی تھا۔
 عوام خائف ہول میں رہتے تھے۔ تعلیم یافتہ سیاست دان راجن چوہدری مطلق تھے۔
 سیاسی جوش قومی جذبہ اور مسیحی دیوانہ ملک سے ناپید تھا۔ تبلیغ انجیل کے مراکز و مہم
 خانے تھے۔ انجیل کا ترجمہ عربی میں اب تک نہ ہوا تھا۔ لوگ غیر مستند تفسیر و کمانیاں

شوق و ذوق سے سنتے تھے۔ مذہبی شعور و اقصیت سے نابالغ تھے۔ آخرت و برادری کا کسی نیا و منتشر ہو چکا تھا۔ مشرق و مذہب کی اپنی و غیر تفریق سد رہا تھی۔ مسائل پر کشت و خون ہو رہا تھا۔ بدعتی لوگ بھاگ کر دمشق و عرب میں پناہ گزین ہو گئے اور انہوں نے عالم مسیحیت کی جاسوسی کی یہ ابتری و اذاتندی کی حالت مسئلہ فوجوں کے لئے سازگار ثابت ہوئی۔ نسطوریوں بدعتی کثیر التعداد کو برائے کر کے حدود سلطنت سے باہر نکال دیا۔ کونسل کلسیڈان میں یونیکیز کو بدعتی قرار دینے سے مذہب کھلیا۔ باغی و برگشتہ ہو گیا تھا۔ اجتماعی گرو بندی — میں مسیحیت کے افراد درست تعلیم سے واقف نہ ہونے کے باعث اور کلیسیا سے برگشتگی کی وجہ سے مسلمان ہو گئے۔ عرب میں مسکن گزین مسیحیوں کے لئے یہ قانون تھا کہ سوائے مسلمان کے کوئی دیگر عرب میں نہیں رہ سکتا تھا سوائے طرہ یہودیوں اور مسیحیوں کو جو مذہب اسلام کی قبولیت سے اجتناب کرتے تھے ملک کو چھوڑنا پڑا۔ بعض نے ہزیہ سے بچنے کے لئے اسلام قبول کر لیا۔ اور بعض مسیحیوں کو معاشرتی و اقتصادی دباؤ نے اسلام قبول کرنے پر مجبور کر دیا۔ اسلام کا ہر تاجر و گدا مبلغ تھا اور ہر مبلغ مسیحا سی۔ اگر حملہ میں متحد تھے تو نماز میں بھی یک صف تھے۔ اسلام میں نسلی امتیاز۔ قومی تفرق اور ملکی حد بندی نہیں تھی۔ اگر انڈونیشیا کے مسلمانوں کو دیکھ پتچا تھا تو عرب کیا اس سے پرے مراکش مسلمانوں کے جگر پاش پاش ہو جاتے تھے مسیحیوں کا موجودہ حال دگرگول تھا اگر اب اندازہ قعدا و صحیح ہو تو تقریباً اڑھائی ارب دنیا کی آبادی کی تقسیم اس طرح ہے۔

۳۸ کروڑ ۳۸ لاکھ ہندو کیلکھ

۱۵ کروڑ ۲ لاکھ بدھ مذہب

۳ کروڑ پارسی

۱ کروڑ پندرہ لاکھ یہودی

۳۰ کروڑ ۳ لاکھ کنفیوشسٹ

۷۸ کروڑ ۶۳ لاکھ مسیحی

۳۵ کروڑ وحشی

۳۱ کروڑ ۵۷ لاکھ مسلمان

اگر با تیز و تفریق دیکھا جائے تو مسلمان ہے۔

۱۰ کروڑ ہندو پاکستان

۲ کروڑ ۶۰ لاکھ مصر اور سوڈان

۵ کروڑ چین

۱ ۱/۲ کروڑ ایران

۳۵ لاکھ یمن

۲ کروڑ صحرائے عظیم

۷ لاکھ امریکہ

۱ کروڑ ۷۰ لاکھ عرب و عراق

۲ کروڑ ترکستان

۱۱ لاکھ بلغاریہ

۱۲ لاکھ حبش

۶ کروڑ انڈونیشیا

۳۵ لاکھ یسٹ انیشیا

۳۷ لاکھ سب گال و فرانس

دو کروڑ ۸۲ لاکھ الجیریا، ناٹجیریا

۲۶ لاکھ مالٹا فرینچ کنٹی

۲۵ لاکھ یوگوسلاویہ، پرتگال

۳ کروڑ تنیت

۸۵ لاکھ عرب

۱ کروڑ ۵ لاکھ کابل و قندھار

اس سے دس سال قبل مسلمانوں کی تعداد دنیا میں تقریباً ۲۳ کروڑ تھی لیکن اب

۳۲ کروڑ ہے یعنی سابقہ مردم شماری سے ۹ کروڑ کا اضافہ ہے۔ یوں مسلمانوں کی تعداد دن

بدن ترقی پر ہے۔

اب یہ دیکھیں کہ ہمارے لئے مسیحی بشارت و تبلیغ کا میدان کتنا وسیع ہے اور
کتنی غیر مسیحی آبادی ہے جس کے لئے ربنا ایسے نے جان وکے اور خزانہ بھاریا دنا ہے کہ
وہ دن جلد آئے جبکہ تمام دنیا اس میں مبد اور وہی دنیا کا بادشاہ ہو۔

چھٹا باب

(THE REFORMS OF CHARLES MAGNE)

چارلس اعظم کی اصلاحات و تغیرات مانہ

مغربی سلطنت تقریباً تین سو برس تک نا اتفاق و جدوجہد سے منقسم ہو کر
آپس میں برسرِ پیکار رہی۔ مرکزی عذاب حکومت اُٹھ چکی تھی۔ سب امرائے مگام و
سرکش جو گتھے تھے۔ تفریق و انحطاط سلطنت کو گرستے ہیں و تحلیل رہا تھا۔ مشرقی
بیزنٹائن سلطنت کے شاہ قسطنطنیہ کا سبب و اثر مذہب میں قبول نہ کیا جاتا تھا۔ اس
جے بسی میں مسلمانانِ سارسانی کے متحدہ ہمد کا غرور و استغیاء تھا جو سلطنتوں کو لقمہ ہلیمہ
بھی رہا تھا۔ ان حالات میں ملک ایسے مرو کی تلاش میں تھا جو سب کو یک دل و
یک جان کرے اور ابتری میں جات رہا ہو۔ سو شاخستہ میں شاہ یسین جو چارلس اعظم
کہلاتا تھا اور پاپا کا فرزند چارلس مارتول کہلاتا ہونے کی وجہ سے بلند ہمت و
مذہبی غیرت سے مہر شخص تھا۔ کار سلطنت میں نمایاں رفعت حاصل کر گیا وہ فرانکس
جو وہاں فرزندِ خدا مبارک کی سلطنت پر تکیہ کیا اور شکستہ ہیں ریاست یکسانی
کو سلطنت میں متحد کر دیا۔ پاپا سے روم یو سوم نے شکستہ ہیں سے شاہ روم تسلیم
کر لیا۔ مقدس پطرس کے مزار کی چابی اور رومی جوینڈہ۔ بیا و ہرنی کے ہمد شہر روم
کو اپنی تشریف آوری سے زینت بخشے تاکہ نصف وقت واری شہان جائے۔ شہر میں

عید ولادت کے دن مقدس پطرس کے گرجے میں جسے کانستانتین اعظم نے تعمیر
کیا تھا پاک رفاقت کی نمازیں وہ شریک ہوا۔ بشپ مند نشین تھا لیکن خداوند
دین بالمقابل نیم دائرہ میں کھڑے تھے۔ شہزادوں۔ امراؤں۔ پوپ حکمرانوں۔ مشرقی
راہبوں اور مغربی جنگجو سوریوں سے گرجہ کھچا کھچ بھرا تھا۔ پاک رفاقت کی نماز کے بعد
چارلس اعظم اٹھا اور اپنے دو فرزندوں کو ساتھ لیا اور رومی شہریت کو اپنا یا رومی
شرفا کا لباس پہنتے ہوئے مقدس پطرس کے مرقدی مذبح کے سامنے دو زانو ہو کر
لیو ششم نے قیصر روم کا شاہی تاج اُس کے سر پر رکھ دیا اور کہا "تاج پارس
اگستس کو خداوند کی طرف سے پہنایا جاتا ہے۔ سو صلح جو عظیم ترین شہنشاہ کی عمر دراز ہو
اور فتوحات ہمیشہ حاصل ہو اس الحاق میں رومی سلطنت کی سیاسی و مذہبی بنیاد دوبارہ
مستحکم ہو گئی۔ چارلس اعظم نے ضروری سمجھا کہ سلطنت قسطنطنیہ سے بھی دوستانہ تعلقات
قائم کئے جائیں اور قسطنطنیہ میں ملکہ آئرینی حکمران تھی جس نے اپنے بیٹے کو فسٹنس ششم
کو معزول کر کے اندھا کر دیا تھا۔ اور پاپائے روم نے اُس کی حکومت کو تسلیم نہ
کیا تھا۔ تسپ بھی تجویز پیش ہوئی کہ چارلس اعظم ملکہ آئرینی سے عقد کر کے سلطنت
بیزنطینا کو اپنی خویش میں لے لے لیکن امرا کی ریشہ و دانیوں کی وجہ سے آئرینی کو
۸۰۲ء میں معزول کر دیا گیا۔ اس سدمہ کے بعد وہ تین ماہ تک ہی زندہ رہ سکی سو ملاپ
نہ ہو سکا لیکن اتحادی مصالحانہ کوشش متواتر دس سال تک جاری رہی اور آخر کار
۸۱۲ء میں مشرقی شاہ میکائیل نے چارلس اعظم کو مغرب کا شہنشاہ تسلیم کر لیا۔ سواب
چارلس مشرق و مغرب کا شہنشاہ اعظم تھا۔

چارلس اعظم سے قبل چارلس مارتول کے زمانہ میں کلیسیا میں تحریک "جٹ شکنی"
پیدا ہوئی۔ کیونکہ مسلمان سپاہیوں کی طعن یہ تھی کہ مسیحی بت پرست ہو۔ جدید علوم کے
مسیحیوں کو یہ طعنے بڑے معلوم ہوئے اور ان کے دل چھد گئے۔ کلیسیا نے صورت
یا صورت بنانے کے متعلق یہودی جماعت کے نقطہ خیال کی پیروی نہ کی تھی۔ بلکہ
بت پرست رومیوں کی۔ جنہوں نے رومیوں ۱۱۱-۱۱۲ء کے مقابل حق کو مارا۔ استی
سے دبائے۔ کہا تھا کیونکہ جو کچھ خدا کی نسبت معلوم ہو سکتا تھا وہ ان کے باطن میں
ظاہر تھا۔ اس لئے کہ خدا نے اُس کو ان پر ظاہر کر دیا، کیونکہ ان کی اندکی صفاتیں



پوپ ایو قیصر چار اس اعظم کے سر پر تاج شاعی رکھ رہے ہیں



یعنی اُس کی اذلی قدرت اور اُلوہیت دنیا کی پیدائش کے وقت سے بنائی ہوئی چیزوں کے ذریعہ سے معلوم ہو کر صامت نظر آتی ہے، یہاں تک کہ اُن کو کچھ غمہ باقی نہیں۔ اُس لئے اگرچہ انہوں نے خدا کو بیان تو لیا مگر اُس کی خدائی کے لائق تعجب اور شکر گزری نہ کی بلکہ باطل خیالات میں پڑ گئے۔ اور اُن کے بے سمجھ دلوں پر اندھیرا چھا گیا وہ اپنے آپ کو دانائے تمام اور بیوقوف بن گئے۔ اور غیر فانی خدا کے جہاں کو فانی انسان اور پرندوں اور چوپایوں اور کیڑے مکوڑوں کی صورت میں بدل ڈالا تھا۔ وہ دیوتا اپنا تو کے ساتھ بھیڑ کا بت بنا کر کہتے تھے یہ اچھا چرواہا ہے۔ نہ خانوں میں قبروں اور مزاروں کو بھی بتوں سے راستہ کیا۔ گرجوں میں روم کے مقدسین کے مجسمے کھڑے کئے۔ کوئل گھر، کوئل گرجہ کوئل قبر مجسمہ سے نمائی نہ تھی۔ کیسیا شے روم کے رومی صورت پرستی سے شادی کر لی تھی۔ موجبت شکن مسلم کے طعن سے تحریک بہت شکست پیدا ہو گئی۔ جب غیر اقوام کیسیا میں شامل ہونے لگیں تو بہت یا تصویر کا آمد ثابت ہو گیا مگر تعظیم نے تو اس بات پرستی کو رائج کر دیا جس کی وجہ سے حق شناسی مفقود ہو گئی۔ تو بھی پاپائے روم نے روم نتائج سے قطع نظر کرتے ہوئے مقدس پطرس اور پولوس کے تبرکات و دیگر مقدسین کی مورتیوں کی حرمت کے پیش نظر بہت کی تعظیم کی زبردست حمایت کی اور بتان خداوند و مقدسین کو اپنی جان سے عزیز ترین سمجھا۔ اگرچہ اس طریقہ میں خدا کی سچائی جھوٹ میں تبدیل ہوتی تھی اور مخلوقات کی پرستش عبادت خدائے محمود سے زیادہ ہوتی تھی، تو بھی پوپ نے پرواہ نہ کی اور اصول بہت پرستی پر کار بند رہا۔ قیصر روم کو تعظیم بت ناگوار گزری اُس نے رسی میں پاپائے روم کی جاگیر ضبط کر لی اور آخر کار قیصر ایوڈ کے بیٹے کانستنس نے ۳۲۵ء میں کونسل منعقد کی جس میں بتوں کو نماز میں استعمال کرنا ممنوع قرار دیا گیا تو بھی یہ بہت پوجا پرست کے کمال و زوال کے ساتھ ساتھ ترقی و تنزل پر رہی۔

چارلس اعظم نے بہر اقتدار آتے ہی ملک میں ابتری و انتشار کو دور کرنے کی ٹھانی۔ نظم حکومت کی عنان اپنے ہاتھ میں لی۔ باٹ۔ ناپ اور سیکوں میں ترمیمات کیں جرمن حیات و معاشرت کے بوسیدہ قوانین میں مسیحی اصول و قوانین کے نئے ہر دیئے۔ دریاؤں پر پل تعمیر کئے۔ نہروں کا بندوبست کیا۔ دریائے رائن اور ڈینیوب کو ملا

دیا تاکہ مفید ہو سکے۔ رشوت و نا انصافی دور کر دی اور لوگوں میں فیاضانہ خیرات کے مراکز کھول دیئے۔ گو چارلس اٹھ راہب تو نہ تھا تو پھر اُس کا دماغ مذہبی اصداغ سے نہالی نہ کرتا۔ اُس نے لائق تجربہ کار روحانی راہبوں کو اُستقنیت کے عہدے کے لئے منتخب کیا۔ اور خود اُن کی تسلیم و تربیت کی۔ اُس نے نادرمان دین کو مجرور رہنمائی کی اور اُن کا شکار کھیلتا یا مسیحی ہونا ممنوع قرار دیا۔ سب سے بڑی عبادت کی تائید اور قبول مشاغل سے پرہیز کی ہدایت کی عوام سب سے بڑی شہر اک، سکت یا مڑوہ دفن کر سکتے تھے۔ فوجی سامان کی نقل و حرکت منع نہ تھی۔ بٹھپوں کو جاگیریں دیں تاکہ اُن کا گزارہ ہو اور تیسری سب سے نامہ جاگیر شمالی اٹلی کی پاپا سے روم کے حق میں تجدید کر دی جس سے بڑھت ہوئی اختیار ہو گیا۔

۵۴ء میں قیصر روم بننے سے قبل چارلس اٹھ نے مقام فریڈبرگ اپنی زیر مہارت کونسل کا انعقاد کیا، تاکہ کلیسیائی خرابیاں دور ہوں۔ اس کونسل کے نتیجہ پر مندرجہ ذیل احکام نافذ ہوئے۔
 ۱۔ بتوں کی تعمیر و پرستش کرنا بند کر دیا جائے۔
 ۲۔ وہ یکی دینا فرض ٹھہرا۔

۳۔ پاس بان اپنے مملکتوں میں مسکین گزیریں۔
 ۴۔ ہر زبان میں جو کوئی سمجھتا ہو نماز ادا کی جائے سنی ہے۔ اس کے لئے کوئی خاص زبان معین نہیں۔

متذکرہ بالا امور سے ظاہر ہے کہ شکست کے زمانہ میں بھی اُس کا دماغ صدقہ نور سے منور تھا۔ وہ خود تو تعلیم یافتہ نہ تھا تو بھی کتب کا مٹا دینا نہ دیکھتا۔ جاری رکھتا تھا۔ اُس کی دلچسپی کتاب مقدس، افسانوں کی کتاب "خداوند کا شہر" تھی۔ اُس کے دربار میں علماء، فقہاء، جراح، عیال، طبیب، فلسفہ، علم الکائنات، اشیاء و پیمپوں کو ذوق و شوق۔ اُس کے ساتھ علم الکائنات کا ماہر استاد و تعلیمی امور میں عموماً رکھتا تھا۔ افسانہ گو کہ وہ شاہی مدرسہ میں بادشاہ کے دربار میں و لو احشائیں کو تعلیم دیتا تھا۔ وہ بزرگ مشیہ بھی اُس کے شاگرد تھے۔ شاہ چارلس خود جماعت میں نہ ہو کر تعلیم حاصل کرتا تھا۔ اکتوبر کی تصانیف نامہ تو ہیں۔ وہ ان کی تصانیف

غزلیات اور خطوط پر مشتمل جو اس کی تعلیمی بلندی کی طرف نشانی کی آیت تھیں۔ جہاں کہیں وہ بار بار ملت
کے لئے فارسی طوطہ پر منتقل ہوتا تھا شاہی مدرسہ بھی ساتھ ساتھ جاتا تھا۔ وہ ہر عمر کے
مرد و زن کو پڑھاتا تھا اس کا تعلیمی طریقہ بجز گنگوینی سوال و جواب جیسا تھا چارلس اعظم
نے عوام کے لئے بھی مدرسے کھول دیے۔ ۱۶۹۶ء میں اکیبن (Aicuin) شاہی
دربار کی مشروفیات سے معذرت چاہتے ہوئے ٹورن کے راہب بنانے میں خواہم الدین
ن کر عزت گزیر ہو گیا۔ چارلس اعظم سیاسی، مذہبی و تعلیمی اصلاحات کے لئے مشہور ہو گیا
اور آخر کار سلطنت میں عالم بقا میں پہنچ گیا۔

چارلس اعظم کی موت کے بعد کوئیس پائس تخت نشین ہوا۔ وہ خدا ترس اور
استیلاز مرد تھا لیکن اچھا حکمران نہ تھا۔ سلطنت اس کے عہد میں پھوٹے چھوٹے
حصوں میں بٹ کر رہ گئی۔ اور جس شہزادہ کو چارلس اعظم نے سمیٹا تھا وہ پھر منتشر ہو گیا۔
فارسیوں نے جو شاہی عیار قوم تھی اس پر ہمدردی نہ رہی تھی نہ ہی فکاہی گرجے
و راہب خانے پر ہونے والے گئے سپرین کے بشپ صاحب کو گرجہ میں الطاف کے
سامنے قتل کیا۔ عوام و خادمان دین نے موت کو بیک لہا۔ شہر میں ڈینز نے
عمدین کو جلا دیا۔ جنوب میں آئی و فرانس میں سارسانی مسلمانوں نے شاہی بچا بھی قتل اور
سلطنت میں لاندہب مائیکل نے دیات و نکاح کے کناروں سے اٹھ کر یورپ کو ترو
بالا کر۔ تروکاری کی آگ عالم سعیت کو سب طرف سے زک پہنچا رہی تھی آخر خداوند
کی روت کی توفیق ملی راستہ شاہ و لیر شاہ ہنر ٹوڑنے ملے۔ وروں کو دھکیل کر
مہمدوں سے نکال دیا اور ملک میں امن پیدا کیا۔ ان آزمائش کی کٹھن گھڑیاں بھی
مبتدین جان تھیلی پر رکھا و دشمنوں کے ممالک میں بشارت دیتے رہے۔ یوحنا نے
والیت و جیہنی میں اور انکار نے ڈنمارک و سویڈن میں بے مثال بشارتی خدمت انجام دی۔
ڈینز نے انگلینڈ و سکاٹ لینڈ اور آئر لینڈ پر بھی حملے کئے اور لینڈز فارن جبار و
آئرلینڈ کینڈا کا سما اور بینکر کے مشہور راہب خانوں کو لوٹ کر جلا دیا۔ ۱۶۹۲ء
میں ایڈن و کیتھبرٹ کے راہب خانوں اور چارٹریڈ اور ولفہڈ کے مدرسوں پر
حملہ کیا گیا۔ گرجے جلائے گئے اور جبراؤگ زندہ ہیں آگئے انہیں اسیر کر کے ڈنمارک میں
لے گئے۔ مسیحی پراندرہ ہو گئے۔ ساحل سمندر کے لوگوں کے لئے ڈینز ہمیشہ کے

لئے خطرہ بن گئے۔ ۱۸۵۷ء میں ڈیونر نے موسم سرما انگلستان میں کاٹا۔ تب انہوں نے مستقل رہائش اختیار کر لی اور مرثیہ و مشرقی انگلیا کو فتح کر لیا۔ ویسکس میں مہار بادشاہ الفریڈ اعظم حکمران تھا۔ کینٹ۔ ویسکس۔ کارنوال۔ مرثیہ۔ تھمبریا کا اطلاق سلطنت الفریڈ سے تھا۔ اس لئے الفریڈ اعظم انگلستان کا سپہ سالار۔ اعظم ہو کر ڈیونر کے مقابلہ میں نکلا۔ اور ان کی یورشوں کو تمام کر شمالی سرحدوں میں انہیں ٹھکانے لگا دیا ڈیونر نے الفریڈ اعظم سے صلح کر لی اور ان کا شاہ کو تختہ انتیس سپہ سالاروں کے ہمراہ مسیحی ہو گیا۔ لیکن الفریڈ اعظم کی پیرانہ سال میں ڈیونر کے شاہ نے دوبارہ اعلان جنگ کر دیا۔ تب الفریڈ اعظم کے مشیروں اٹھارہ سٹن۔ ایڈرڈ و ایڈگر نے ڈیونر کے مقبوضات کو بھی اپنی عملداری میں لے لیا۔ گیارہویں صدی میں پھر ڈیونر کے شاہ سوین اور شہزادہ کینیوٹ نے اٹھارہ پر یورش کی جس سے شاہ نے تمام انگلستان پر ڈیونر کا تسلط قائم ہو گیا۔

شاہ کینیوٹ ڈنمارک میں مسیحی ہو چکا تھا۔ وحشیانہ طور و طریق اس میں ناپید تھے۔ وہ عادل۔ مہربان اور جوشیلہ مسیحی تھا۔ وہ اجنبی و بدیشی کی حیثیت میں ملک انگلستان پر حکومت نہ کرنا چاہتا تھا، بلکہ جب وطن رکھتے ہوئے۔ اس نے انگریزوں کو بہترین مراعات عطا کئے۔ پاپائے روم کی ملاقات کے لئے جب روم پہنچا تو قیام روم کے دوران میں اس نے رعیت انگلستان کو لکھا۔ میں روم آیا ہوں تاکہ اپنے گناہوں کی معافی اور اپنی سلطنت انگلستان کی یہودی کے لئے خدائے بزرگ و برتر سے دعا مانگوں۔ میں نے عہد کیا ہے کہ میں انصاف۔ راستی اور حلیم سے حکومت کروں گا۔ میں خدائے کی مدد سے جوانی کے ایام کی تمام خود غرضیوں۔ بے پرواہیوں اور دیگر برائیوں کو ترک کرنے کو تیار ہوں۔ سو اس جوش مسیتیت میں اس نے انگلستان کے لئے بہت کچھ کیا۔ ڈنمارک میں انگلستانی بشارت بھیجے۔ بت پرستی و توہم پرستی کو حکماً بند کر دیا۔ گرجے و راہب خانے تعمیر کئے گئے۔ اور حکم دیا کہ عوام عقیدہ۔ و عارفانی امور احکام سیکھیں اور سال میں کم از کم تین دفعہ ضرور پاک رفاقت کی نماز میں شریک ہوں۔

ڈیونر کی یورش کے زمانے میں تین مخصوص مقدس مسلمانوں نے بشارت کے چراغ کو اپنی زندگی کی خدمت کے قیل سے بجھنے نہ دیا۔

مقدس ایڈمنڈ شاہ ایڈمنڈ نے ڈینش شاہ انگلہ کے

مقدس ایڈمنڈ

(ST. EDMUND)

تابع فرمان ہونے اور جزیہ دینے سے اس لئے

انکار کر دیا کہ لاندیہ بادشاہ کی تابعداری میں

مسیحیت کی بشارت و توسیع نہ ہو سکیگی۔ اس دلیرانہ انکار کی وجہ سے وہ حراست میں لے لیا گیا اور درخت سے باندھ کر تیروں سے چھید دیا گیا۔ مسیحیت کا دلیرانہ اقرار اور ذوق و جذبہ بشارت میں تصدیق و مقبولیت کو برداشت کرنے کی وجہ سے مقدس کا درجہ پایا اور ڈینز نے بھی اُسے مقدس سمجھا۔ اُس کا جسم "ایڈمنڈ برو" یعنی بری ایڈمنڈ "یعنی ایڈمنڈ کو دفن کر دیا اور وہیں مدفون ہے اور یہاں کا رابرٹ شاہ انجمنستان میں مشہور رابرٹ شاہ ہے۔

مقدس ایڈمنڈ سے ڈیڑھ صدی بعد ہم اٹھارہ بیڑ کے دھکے

بھرے زمانہ میں داخل ہوتے ہیں۔ سالانہ میں مقدس ایفج

آرچ بشپ آف کنٹربری تھے۔ ڈینز کے چار سو سالہ

مقدس ایفج

(ST. ALPHEGE)

تھاکریل نے کیمنٹرل کا معاصرہ کیا اور آرچ بشپ کو پیغام بھیجا کہ وہ معبد چھوڑ کر جاک جائے لیکن آرچ بشپ نے کہا کہ جہاں میرے لوگ ہیں وہیں میں رہوں گا اُس نے جہانگتہ سے صاف انکار کر دیا۔ پاسبانی ملاقات و پاک رفاقت کی نماز کو بدستور دفاعی افواج میں ادا کرتا رہا۔ آخر کار شہر فتح ہو گیا اور بہادر آرچ بشپ بھی اسیروں میں گرفتار ہو کر لندن لایا گیا لیکن وہ جیل خانہ کی تنگ چار دیواری میں مسرت نہ بیٹھا۔ وہ ڈینشن سپاہیوں میں طبی خدمت کرتا رہا جس کا یہ نتیجہ ہوا کہ ایک ڈینز تارک قید خانہ میں مسیحی ہو گیا۔

ڈینز آرچ بشپ ایفج کے فدیہ میں کثیر رقم طلب کرتے تھے۔ لوگ رنہا مند بھی تھے کہ مطلوبہ زر کثیر محبوب آسج بشپ کے عوض میں دیکر اُسے اپنی سلامتیوں سے آزاد کرالیا جائے لیکن ایفج نے اپنے لوگوں کی غربت کو مد نظر رکھتے ہوئے تاکید کی کہ اُس کا فدیہ نہ دیا جائے کیونکہ اگر مطلوبہ زر کثیر جمع کیا گیا تو عوام غربت فاقہ اور بیماری میں مبتلا ہو جائیں گے اس لئے چاہیے کہ ایک مر جائے تاکہ قوم کے افراد سسک سسک کر دم نہ توڑیں۔ سالانہ میں جب ڈینز سالانہ عید میں ساحل سمندر

پر رنگ رلیاں سنار ہے تھے تو بعض متوالے سپاہی اسی لشکر کو چیل نہ سہے باہر آئے اور عوام میں کھڑا کر کے نہ یہ کام تھا لہذا انھیں اپنے فدیہ دینے سے انکار کیا تو متوالے سپاہی جبر وں اور بیگانوں سے انھیں پر لوٹ پھرتے اور ان کی آن ہیں اُس کے جسم کا ستیاناس کر دیا۔ دیکھ دو رو بہ داشت سے باہر تھا۔ اس لئے اُس کے اپنے شاگرد و تلمیذ نے کھارشی سے سرکات کر دو دیکھ کو ہمیشہ کے لئے مناویا۔ دوسرے دن سپہ سالار تھاکیل نے فوج کو لندن کے لوگوں کو دے دیا۔ جنہوں نے نہایت تعظیم و تکریم سے مقدس پاں کے گرجہ میں دفن کیا۔ انھیں نے مسیحی کروار پر بیان دے دی اُس سے وہ کرنے کو کہا گیا تھا بس میں اپنی خود مختاری و زندگی کے لئے عوام کی تابو اور بددی مشہور تھی۔ اُس نے اُس تو ازان میں موت کو مہانت پر تہنیت دی۔

ڈنسٹن شاہ الفہ بدعظم کی موت کے بعد پیدا ہوا۔ یہ کنڈا برہمن کی مومستیاں میں سے ایک ہے جنہوں نے کنڈا برہمن کے علاقہ کو اپنے علم و عرفان سے رونق د

مقدس ڈنسٹن

(ST. DUNSTAN)

عزت بخشی۔ یہ عالم علم موسیقی میں بہرہ و مست جہیری۔ نولادی انیا کی بناوٹ سے واقف اور فن طبع میں دسترس رہا تھا۔ زیرک و تیز فہم جو نے کی وجہ سے یہ تین بادشاہوں ایڈمنڈ ایڈرڈ اور ایڈگر اسٹینسٹن مشیر رہا۔ یہ مشیر بھی تھا۔ اس کی بڑائی ہوئی تصویر جس میں وہ اپنے آپ کو خداوند کے فرادوں میں گرا ہوا دکھاتا ہے۔ کتابت۔ مخزن ہے۔ باوجود درباری انتظامی اوصاف کے وہ مادہ مزاج تھا۔ اُس کی زندگی سچے نہ رویت سے معمور زندگی تھی۔ اُس کی زندگی کا عمل دعا و دعایان تھا۔

ایام طفولیت میں شاہ ایڈمنڈ کا سپہ سالار اُس کا رفیق تھا۔ اُس نے بادشاہ کی ورو بھری ہیبت ناک موت کی رشتہ منائی جس سے اسے بادشاہ کے خاندان سے محبت ہو گئی۔ بچپن میں سب یہ سر رہا تھا۔ تو رہا میں اُس نے ایک بزرگ کو دیکھا جو چمکدار پوشاک میں ملبوس تھا۔ وہ لڑکے سے کہا گیا تھا کہ اگر تیرے پاس جو کچھ اسٹن برہمن کے راجہ بنانے کی ترویج کرے گا۔ دوران تعمیر میں یہ شاہ ایڈمنڈ کی موت کے بعد شاہ ایڈمنڈ کا مشیر ہوا تو کچھ مہینے بری راجہ بنانے کی نظامت اس کے سپرد ہوئی۔ تب اس کی رویت پوری ہوئی اور اسید برآئی۔ اس شاہ راجہ بنانے کی ترویج

کا خیال دامنگیر ہوا کیونکہ اسب خانے اخلاقی پستی میں کرنا مارے سے بڑی راہب، شاہی
شدہ تھے اور اسب سستی و پیش پستی میں اپنی زنا کاریوں پر یاد کر رہے تھے۔ ان حالات
کے پیش نظر بلا سٹن بری کے راہب خانہ میں نماز پڑھنے کا ارادہ کیا۔ جسے دیکھ کر
اس کے شاگرد ایٹھوالڈ نے ایٹھڈن راہب خانہ میں اصرار کیا۔

۹۴۴ء میں شاہ ایڈمنڈ نے اپنی اڈرڈ ٹنٹ نشین ہوا یہ عمارت بنا رہا تھا۔
اس لئے ڈنٹن نے اسے سلطنت کو منہ کالا ایڈوسہ نے ایڈرڈ کو کہہ کر روٹھیف سمجھ کر اسے
بدر کر دیا اور خود سلطنت پر متمکن ہو گیا لیکن توہنی مقدس ڈنٹن کا اقتدار ان دونوں پر حا
می گیا۔ وہ ورست کے بعد خدانے بپٹا اور اس نے اسے بپٹا بن گیا۔
بن گیا جس سے شاہ ایڈگر کو بہت فائدہ ہوا۔

آرچ بپٹ کی حیثیت میں اس نے ایڈرڈ اور خاوران دین کی مذہبی و تعلیمی حالت
کو سدھارا۔ حکم دیا کہ کوئی راہب یا ناہر اس میں شہرہ تشریف یا جواز نہیں ہے۔ ہر
اتوار کو وعظ کرے اور کسی نہ کسی فن و ہنر میں مہارت حاصل کرے۔ ہر مذہب بنا کر مذہبی
کمانے کا اہل بنا دے۔

کہا جاتا ہے کہ جب ایڈگر باؤنس، براؤنس، کوک، یچ، پو، نیو، راہب خانہ میں ہوا
بری اور اینگڈن تھے۔ ڈنٹن کا شاگرد ریکٹور ایڈوینڈ بپٹ تھا۔ ان دونوں
نے راہب خانوں میں نمایاں تبدیلیاں پیدا کر دیں۔ شاہی شدہ مذہبوں کو درست جگہ
پر نامور کیا گیا۔ کیونکہ کشتی تک وچپتر کی کونسی سے قبل دیہات میں شاہی شدہ مذہب
دین کے تعین پر کوئی اتنا سی پا بندی غائب نہ تھا۔ اب وہ راہب خانوں میں رہ سکتے
تھے۔ انہیں مجبوراً نکال پڑا۔ اس سے راہب خانہ پر راہبوں اور مذہب کے لئے بنائے گئے
اور سینٹرل فیضا کے کوڑا کیا۔ ان سیاسی غارتوں و قبلا کی وجہ سے، کسے بہت
میں ڈنٹن نے کیا لیکن ان کے مروجہ عقائد و پستی کے اثر کی تیز رقابت
وہاں اور فکری عامہ کی ذہنی سکھ اس پر فوٹو کیا۔ اور مقدس کا لقب دیا۔

ساتواں باب

مشرقی و مغربی کلیسیا میں تفریق

کلیسیا کو خداوند کی بادشاہت - مسیح کا بدن - خداوند کی بیگل - دامن - بیل اور انگور
 کہا گیا ہے۔ لیکن ایک ہی بادشاہت - ایک ہی بدن - ایک ہی بیگل - ایک ہی دامن اور ایک
 ہی بیل ہے۔ یہ یگانگت یسوع مسیح کے وسیلہ سے ہے جو بادشاہت کا بادشاہ - بدن کا شاہ
 بیگل کا معمار اور دو کہا ہے۔ یہ وہ جماعت ہے جو خداوند یسوع نے قائم کی۔ مقدس یوحنا
 ایشیا میں سات کلیسیاؤں کا ذکر کرتا ہے۔ لیکن وہ کلیسیا میں ماسد و امتفرق کلیسیا میں
 نہ تھیں وہ اس عالمگیر کلیسیا کا حصہ تھیں جس کو متی ۱۶: ۱۸ میں خداوند نے اپنی کلیسیا کہا
 اور خط انیسویں میں پولوس رومیل ملتزم کرتا ہے کہ اسی کوشش میں ربو کہ روح کی یگانگی
 صلح کے بند سے بندھی رہے۔ ایک ہی بدن ہے اور ایک ہی روح۔ چنانچہ نہیں جو بنانے
 گئے تھے اپنے بکائے جانے سے امید بھی ایک ہی ہے۔ ایک ہی خداوند ہے۔ ایک ہی ایمان
 ایک ہی بپتسمہ اور سب کا خدا اور باپ ایک ہی ہے جو سب کے اوپر اور سب کے
 درمیان اور سب کے اندر ہے۔

مقدس سپرین بتاتا ہے کہ کلیسیائی اتحاد بپتسمہ کے نظام، خدا بپتسمہ و سا کرمنٹ
 کی ادائیگی سے قائم رہتا ہے۔ استغفیت غیر منقسم جماعت کو ظاہر کرتی ہے۔ اور
 بپتسمہ و خادمان دین خداوند سے بالواسطہ رشتہ قائم رکھتے ہیں۔ یہ کلیسیائی زندگی ہے
 کلیسیائی افراد کی کلیسیا سے علیحدگی موت کے وسیلہ سے بھی نہیں ہو سکتی۔ اگرچہ کلیسیا
 کا زیادہ حصہ دنیا میں اب موجود نہیں ہے وہ دوسری دنیا میں چلے گئے ہیں تو بھی وہ
 کلیسیا میں شراکت رکھتے ہیں۔ وہ خداوند مسیح میں قائم ہیں جو کمال اتحاد کا مرکز ہے۔
 ان حالت میں کلیسیا میں فرقہ پرستی اور جھگڑے کا مطلب کیا ہے؟ کیا مسیح

خداوند یہ پاتا ہے کہ اُس کی کلیسیا یعنی بدن جدائی کے زخموں سے نڈھال ہو کر غم و شرم کا ہشت ہو؛ تاہم فرقہ بندی پر کیا فرشتگان آہ و نالہ نہیں کر رہے اور شیاطین بدمیں نہیں بجاتے؛ گویا ابتدائی کلیسیا سے تفرقہ بندی چلتی آئی لیکن تھوڑے عرصہ کے بعد پھر کائنات پیدا ہو گئی۔ اب تفرقہ بندی میں صدیاں گزر چکی ہیں خلیج اتفاق بڑھتی ہی جاتی ہے۔ اول الذکر مشرق و مغرب کی کلیسیا کی تفریق ہے جو بارہویں صدی سے جاری ہے۔ اور ثلث الذکر وہ فرقہ بندی ہے جس نے کلیسیائے روم کو انگلستان جرمنی اور دیگر یورپی ممالک کی کلیسیاؤں میں بانٹ دیا ہے۔ اس تفرقہ بندی کو چار سو برس گزر چکے ہیں۔ ہر حقہ کلیسیا اپنے آپ کو کامل خود مختار ایمان کا محافظہ مسائل کا پاسدار اور لفظ سمجھتا ہے ہر ایک کا وہاں سے ہے کہ سمجھتا ہو دیکھتے نیست، لیکن یہ شدید غلطی ہے۔ کیونکہ عقیدہ یہ ہے کہ ہمیں ایمان رکھنا ہوں، ایک عالمگیر رسول کلیسیا پر نہ مشرق پر نہ مغرب پر نہ روم آئر لینڈ و جرمنی پر نہ امریکہ انگلستان و یونان پر۔ سو آئیں اب ہم مشرقی و مغربی کلیسیا میں تفریق کی وجوہات پر غور کریں:-

متفرق زبانیں:- مشرق میں دینی زبان یونانی تھی جبکہ مغرب میں لاطینی جب جدید بدعات پیدا ہوئیں تو مساس کی تشریح و توضیح کے لئے نئی اصطلاحات بنانی پڑیں۔ یہ سمجھنا مشکل نہیں ہے کہ جب کسی بدعت کی تردید میں ایک معین لفظ ایک زبان میں منتخب کیا جائے تو دوسری زبان میں ترجمہ کرنے سے شاید کچھ اور معنی بھی اس لفظ سے وابستہ ہو جائیں۔ علمائے مسیحیت کے لئے علم الہیات کی اصطلاحات قائم کرنا اوق کام تھا۔ نہ صرف لفظ کی برجستگی و تشریح ضروری تھی بلکہ مختلف درجوں و روایات کو مد نظر رکھتے ہوئے لاطینی۔ یونانی اور سوریانی زبان میں میانہ روی کی ضرورت تھی تاکہ سب متفق ہو جائیں اور انسانی عقل تسلیم کر لے۔ غلطی ہو اور فریقین میں مصالحت ہو۔

مشرق و مغرب میں دوسری وجہ جدائی فلاؤس کے جملہ تھا جو نکایاہ کے عقیدہ میں نہیں تھا۔ یہ عقیدہ ۳۲۵ء میں نکایاہ میں بنا جس میں ۳۱۸ بپت شریک مجلس تھے۔ عقیدہ میں دوسرے حصہ کے الفاظ یوں لکھے ہیں ایمان رکھتا ہوں پاک روح پر، چونکہ پاک روح کی اُومیت کے بارے میں بدعت پیدا ہوئی اس لئے ۳۸۱ء میں

قسطنطنیہ کے مقام پر ملکیہ کو فسل کا انعقاد ہوا جس میں ۱۵۱۱ء کی شپ جمع ہوئے اور عقیدہ نکایا کی تشریح و تفسیر میں ضرورت ہوئی۔ یہو قطعی آخری شہادہ کے بعد عقیدہ یوں دیتا ہوا کہ ایمان رکھنا ہوں یا نہ ہوں پر جو نئے اوند اور نئی کشتی والا ہے۔ وہ باپ سے جدا اور بیٹے سے جدا اور بیٹے کے مانند اس کی پرستش و تعلیم ہوتی ہے۔ وہ نبیوں کی نہانی بولا اور یہ ایمان رکھنا ہوں ایک نامائیر رٹولی کلیسیا پر۔ میں گنہگاروں کی معافی کے لئے ایک پتھر نکالا اور کرتا ہوں اور مردوں کی قیامت اور آئندہ جہان کی حیات کا امیدوار ہوں۔

یہ صاف معلوم ہوتا ہے کہ "اور بیٹے سے۔" لاطینی میں "فلاؤ کے" جملہ جس کے ہم الشراوی ہیں عقیدہ میں نہیں ہے۔ یعنی "باپ اور بیٹے سے جدا ہے۔" قسطنطنیہ کی مجلس میں یہی سب عقیدہ کی توفیق ہوئی تو یہ جملہ درج نہ تھا۔ یہ بعد پہلی مرتبہ پوشیلے میں کے وہیلہ سے جو ایہ ہیں بدعت کا مخالفت تھا سپان میں استعمال ہوا۔ تب یہ فرانسس وائی میں مشہور ہوا کیا امداد آخر کار رومی کلیسیا نے پارساں غلطی کے زمانہ میں اسے منسوخ کر کے قبول کر لیا۔

یہ حقیقت ہے کہ اس جملہ میں عقیدہ کا اختلاف جو ان تفریق نہ تھا بلکہ عقیدہ یہی ہے کہ زیادہ کیا غیر مستند قرار دے کہ مشرقی کلیسیا علیحدہ ہوئی کیونکہ انہوں نے کہا کہ بیزنٹین کو فسل کے ذریعہ ایسا کیا گئی با اختیار۔ ملکیہ کو فسل رو بدلتا کر کے ترمیم و تفسیح کر سکتی ہے۔ لیکن کلیسیا روم کو یہ اختیار نہیں ہم سمجھتے ہیں کہ مشرقی کلیسیا اس بجانب ہے۔ پاپائے روم اس غیر مستند ترمیم کی حمايت کرتا رہا ہے اور مشرقی کلیسیا میں متواتر اس پر اعتراض کرتی رہی ہیں۔ اگر اب تک ایسا ہی ہے لیکن تاہو کسی ملکیہ کو فسل میں کوئی مستند و کامل فیصلہ نہیں ہوا۔

مشرق اور مغرب میں روم و جہادائی کا باعث ذیل کا سبب بھی تھا۔

اقتدار و عظمت کلیسیا

روم ارتدوکیہ کے پتری یارک میں جہاد ارتدوکیہ اور وہ معلوم کرنا چاہتے تھے کہ ان میں کیا فرق ہے۔ ملکیہ کو فسل نے پانچ پتری یارک کلیسیاؤں میں مقرر کئے۔

حق بزرگیت بخشا لیکن اس بزرگی کا سلب عورت تھا نہ کہ اختیار۔ راہ نامی تھی نہ کہ حکومت
 یہ اختیار صدارت تھا کیونکہ پاپائے روم پر انیس ہزار سال۔ برابر ہی میں مقدم سمجھا
 جاتا تھا لیکن اس کو ہم پیشہ استغاثہ جانیوں پر حکومت کرنے کا اختیار نہ تھا لیکن پاپائے
 روم نے ناجائز طور پر اپنی عظمت و برتری کا دعویٰ قسطنطنیہ کے متعلق بہت ہی پیش کیا۔ دونوں
 طرف محبت و انکساری کی روئے نہ تھی لیکن یہ حقیقت ہے کہ اس جدائی و نفرت کا زیادہ
 سبب پاپائے روم تھا۔

جنہوں نے نئے دعویٰ پیش کئے بد مذہب ہیں :

۱۱۔ کلیسیائے روم کا دعویٰ ہے کہ وہ تمام کلیسیاؤں کی ماں اور ان کی نگہ ہے۔
 یہ دعویٰ پوپ نے قسطنطنیہ کی کونسل منعقدہ ۳۲۵ء کے موقع پر بذریعہ
 خط کیا لیکن آریستیس نے یہ دعوئی کی نسبت یہ دعویٰ پیش کیا کہ وہ نئے
 عہد نامہ کے باشندوں کے دارالسلطنت یا منبر لہاں ہے۔ نکایاد کی کونسل
 منعقدہ ۳۲۵ء سے پیشتر روم کے بشپ کا درجہ اعلیٰ کیا اور سکندریہ کے
 پترنیک یاروں سے کہ رکن الحکیم ۴۵۱ء بشپوں کے فیصلہ سے قانون نمبر ۶
 کے مطابق گوما بشپ ہم درجہ اور ہم پایہ بنایا گیا۔ ۳۲۵ء عہد شاہ
 گریشین اور شاہ شاہ وینشین سوم نے روم کے بشپوں کو مغربی
 کلیسیا پر انتہائی پیش رو کیا۔ کلیسیائے روم کا اختیار انتظام
 انہی کے مطابق نہیں بلکہ انکی سادہ شاہ اور دنیوی کوششوں کے تحت ہے۔

۱۲۔ کلیسیائے روم کا دعویٰ ہے کہ وہ مقدس پطرس کی متروکہ ہے۔
 اس دعویٰ کا ثبوت یہی تواریخ ثابت نہیں کرتا کیونکہ مقدس پطرس کے
 شہر روما میں پہلی مرتبہ بننے سے پیشتر ۳۵۰ء میں وہاں مسیحی مقیم تھے۔
 اور مقدس پطرس نے روم ۱۲۱۱ء میں روم کے ان کے دور میں
 خط لکھا کہ مقدس پطرس کو چھ ذکر نہیں کرتا۔ لہذا ممکن نہیں کہ اس نے
 وہاں کسی کلیسیا کی بنیاد رکھی ہو۔ ہاں ممکن ہو سکتا ہے کہ پطرس نے دوران
 قیام مقدس پطرس کو وہاں آئے ہی دعوت دی ہو تاکہ ان کے روم کلیسیا
 کو منظم کرنے میں اس کی مدد کرے۔

۳۔ کلیسیائے روم کا دعویٰ ہے کہ مقدس پطرس پچیس سال تک روم کا بپشپ رہا۔

یہ دعویٰ بدعتی ناشک کی کتاب کلیمنٹائن ہومیلز اینڈ ریگنیشنز (CLEMENTINE HOMILES AND REGONITIONS) سے ماخوذ ہے۔ دیگر غیر مستند کتب میں بھی بیان ہے۔ مثلاً۔ پطرس اور پولوس کے اعمال۔ انجیل جو پطرس کی معرفت لکھی گئی۔ پطرس کی بشارت پطرس کا مکاشفہ، مقدس لوسیسس چوتھی صدی میں ان کتب کے متعلق رقمطراز ہے کہ ہم ان کتب کو قدیم کی تصدیق کتب میں شامل نہیں کرتے۔ پوپ کلیمنٹس ۲۹۱-۲۹۶ء ان کو باطل و فریضی تحریرات کہتا ہے۔

۴۔ کلیسیائے روم کا یہ دعویٰ ہے کہ ہمارے خداوند نے مقدس پطرس کو اپنے دیگر حواریوں پر کمال اختیار عطا فرمایا تھا اور اپنی کلیسیا کو کلیتہً اُس کے ماتحت و تابع کر دیا تھا۔

اس دعویٰ کے ثبوت میں وہ متی ۱۶: ۱۸-۱۹، لوقا ۲۲: ۳۱-۳۲ یوحنا ۲۲: ۱۵-۱۷ پیش کرتے ہیں۔ لیکن متی ۱۸: ۱۸ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ الفاظ باقی تمام رسولوں سے بھی کہے گئے۔ اور قدیم مسنفین مذکورہ بالا دعویٰ میں اختلاف رکھتے ہیں۔

۵۔ پوپوں کا دعویٰ ہے کہ وہ الہی شریعت یا قوانین کے منسوخ کرنے کی بھی طاقت اختیار رکھتے ہیں۔

یہ کلیسیائے روم کے مشنریوں نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ پوپ کو اختیار ہے کہ وہ قانون قدرت کے خلاف پوپوں رسول کے خلاف اور عہد نامہ جدید کے خلاف عمل کرے اور اگر چاہے تو عہد نامہ عتیق اور عہد نامہ جدید کے سب سے احکام کو منسوخ بھی کر دے۔ مثلاً ۱۹۶۷ء میں کارڈینل زامبرا نے پوپوں کو خدا سے بھی برتر بنا دیا۔

۶۔ پوپوں کا دعویٰ ہے کہ وہ کلیسیا میں افضل ترین ہستی ہیں بلکہ کلیسیا کی تمام کونسلوں

پر اختیار مطلق رکھتے ہیں۔

۱۷۸۰ء واقعہ، یکجا جہاٹے تو کونسلوں نے کئی پوپوں کو ان کے عہدہ سے برطرف کیا اور کلیسیا سے خارج کر کے معزول کر دیا۔

کونسل سٹنٹینہ نے ۱۷۸۵ء میں پوپ وینچنٹس کو قسطنطنیہ کی چھٹی کونسل نے ۱۷۸۰-۱۷۸۱ء میں ریس اول کی تحریکات کو بدعتی ٹھہرایا۔ کونسل پیزنے ۱۷۰۵ء بنیڈکٹ سیزوہم اور گرےگریو دو وزوہم کو برطرف کیا کونسل کانسٹنس ۱۴۱۴-۱۴۱۸ء میں پوپوں کو معزول کیا اور باسل کی کونسل نے ۱۵۳۶ء پوپ یوینٹس پر فتوے لگا کر برطرف کر دیا۔

مختصات کلیسیائے روم کے چند دعاوی کلین میس

۱۸۸۶ء میں فریٹس قسطنطنیہ کے پاپائی سے جو عالم اور علم دینیات کا ماہر استاد تھا روم کے دعاوی کی مخالفت کی جس سے براہینتہ ہو کر کونسل روم نے اسے خارج کر دیا چونکہ اسے شاہ کی تاجدار کی پاس تھا اس لئے یہ صدمہ برداشت کرنا پڑا۔ ۱۸۸۷ء میں یہ مسودہ قوانین زیر تدارع تھا جس میں مرقوم ہے کہ پوپ کلیسیا میں ناظم اعلیٰ اور دستور ساز ہے۔ لیکن اس مسودہ میں وہ قوانین درج نہیں، جنکو کلیسیائی کونسلوں نے نافذ کیا تھا بلکہ وہ ہیں جو پاپائے روم نے خود لگائے تھے نافذ کئے۔ ان احکام کی ابتدا پوپوں کے خطوط کے ایک مجموعہ سے ہوئی جو کہ ڈاؤنٹس نے چھٹی صدی کے شروع میں شائع کئے تھے۔ یہ خطوط چوتھی صدی کے آخر سے شروع ہوتے ہیں اس کے تقریباً سو سال بعد اسوڈورس نے جنرل کونسلوں کے حکم نامے شائع کئے اور نویں صدی میں متعدد ایسی مجموعہ احکام نمودار ہوا اور ان کا شمار جعلی حکم نامے "شائع ہوئے" بن کر مرتب کرنے والا اسوڈورس پکا ٹوڑ تھا۔ لہذا ان کو "اسوڈورین احکام نامہ" کہا جاتا ہے یہ مجموعہ تین حصوں پر مشتمل ہے۔

۱، روملی قوانین کلینٹ روم سے ۳۱۳ء تک پاپائے روم کے

۲، ۱۶۴۷ء احکام۔

۳، جہ کہانٹنائن

۳، نکایاہ ۳۲۶ء تا کونسل سیول ۶۱۶ء کونسلوں کے فیصلہ بات۔

۴۲۔ پوپ سلور ستر سے پوپ گریگوری دوم تک۔ پاپائے روم کے احکام۔
 اس مجموعہ میں صرف نمبر ۳ مستند ہے باقی جلی و باطل ہیں۔ ۸۵۳۔ ۸۵۷ء
 میں مختلف کونسلوں میں ان کے جوابات پیش کئے گئے۔ لیکن معذرتاً بتایا کہ کونسل
 اول نے انہیں اپنے حقوق یا عہدہ کا اقتدار بڑھانے کے لئے کبھی استعمال نہ کیا تھا۔
 جن خادمان وین کی ترغیب سے احکام وجود میں آئے وہ کوو ایلیس پارکے رہنے لگے
 تھے۔ ان کا مقصد تھا کہ پوپ کے عہدہ کو فضیلت دینے سے وہ مقامی ماکروں کے
 تشدد سے محفوظ رہیں گے۔ ان حکم ناموں سے صاف ظاہر ہے کہ پاپائے روم کے
 عہدہ کو قابل احترام و تعظیم بنانے کی انہیں زبردست خواہش تھی۔ کونسل اول کے بعد
 تمام پوپوں نے ان جلی حکم ناموں کو اپنے اختیار و اقتدار کے لئے استعمال کیا لیکن
 پندرہویں صدی میں ان کے جعلی و باطل ہونے کے بت پر شہادت مل گئے۔ سویر و ۱۵۰۰
 مشرق و مغرب میں تفریق کا باعث ہوئے۔

مشرق و مغرب میں تیسری وجہ تبدیلی حسب ذیل ہے۔

مختلف دستورات عقاید

- ۱۔ ہفتہ کو روزہ رکھنا۔
- ۲۔ روزہ میں دو دو۔ اور پانی کا کھانا پینا۔
- ۳۔ خادمان دین کا لازمی تحرد۔
- ۴۔ خادمان دین کا بلا ریش ہونا۔
- ۵۔ خادمہ کی براہ راست استغیث کے لئے اتحاد نہیں۔
- ۶۔ ماننا کہ روح القدس باپ اور بیٹے سے صادر ہے۔
- ۷۔ یسوعی دستور کے مطابق بردگی نقد پس کرنا۔
- ۸۔ نیکو محظوظانا اور مانتے بال نہ رکھنا۔
- ۹۔ عشاء ربانی میں بے خمیر روٹی کا استعمال۔
- ۱۰۔ مورت کا رکھنا اور پوجنا۔ (۱۱) صلیب کی تعظیم۔
- ۱۲۔ وحدت محضہ کا مسئلہ۔

۱۵۲ء میں سرواٹیس (CERULARIUS) مشرقی پتری یارک نے پوپ

لیونہم سے پاک عثمانی خمیری یہ تیرہویں کے استعمان پر پتری پتری کی جس
کے جواب میں لیونہم نے تین فائدوں کو معذرتی خطوط دے کر بھجوا اور سیٹا میل سرواٹیس
کو تنبیہ کی کہ کیوں وہ انصافیہ و سکندریہ کے پتری یارکوں کو ماتحت پتری یارک سمجھتا
ہے سرواٹیس نے پوپ کو تسلی بخش جواب نہ دیا۔ جون ۱۶ء ۱۵۵۱ء مقدسہ صوفیا
کے کرب کے اظہار پر نمائندگان روم سرواٹیس کے کلیسیائی اخراج کا فتویٰ رکھ کر
چلے گئے اور بار بار یہ الفاظ دہراتے تھے ”خداوند دیکھئے اور انصاف کرے۔“
سرواٹیس نے جواب فتویٰ نامہ روم نمائندگان روم کو کلیسیا سے خارج کر دیا جس
کا نتیجہ اب تک یہ ہے کہ مشرق اور مغرب کے باب میں ہزاروں بار کوشش کی
گئی ہے لیکن کامیابی نصیب نہیں ہوئی۔ اس اتفاق نے صلیبی حملات میں مسیحی طاقت
کو توڑ دیا۔ قسطنطنیہ کی مسیحی کلیسیا بھی ترک کر کے قسطنطنیہ میں آگئی تو جس پر دو کلیسیا اپنی صفہ
پر قائم ہیں۔

مشرق اور غربی کلیسیا میں تفریق مقدس پاپوس کے الفاظ ”مسیح برپا کیا۔“
آخری ۱۲:۱ کے مشاہدہ ہے۔ یہ تفریق بدن میں نہ گھاؤ ہیں۔ یہ بھائیوں ہیں
ناراضی اور جنگ ہے لیکن خاندان ایک ہی ہے۔ اگرچہ بھائی آپس میں ناراض ہیں تو بھی
وہ بھائی ہیں۔ اگر کوئی وجہ ہماری تفریق کی غلطی کے پارٹ کو پس کر سکتی ہے تو وہ وہ
ساکرامنٹ اور نظام ہے۔ خداوند کے مقرر کردہ ساکرامنٹ وفاق کی خافتے لیکن اپنی تک
کلیسیا کے مشرق و مغرب ساکرامنٹ اور نظام میں ایک ہیں۔ مزید یہ کہ
کلیسیا ہے۔ اور وہ کلیسیا جو صحیح عقائد ساکرامنٹ اور نظام میں انتہیت کو پاتی
ہے۔ وہ عالمگیر کلیسیا میں شامل ہے۔ اگرچہ وہ اب تمیز تفریق میں نظر آتی ہے لیکن
وہ مرکز اتحاد مسیح خداوند سے ملحق ہے تو بھی یہ بیرونی تفریق شرم اور مذمت کا سبب
ہے۔ خداوند نے پاک عثمانی سفارشی دعائیں یوں فرمایا ہے۔

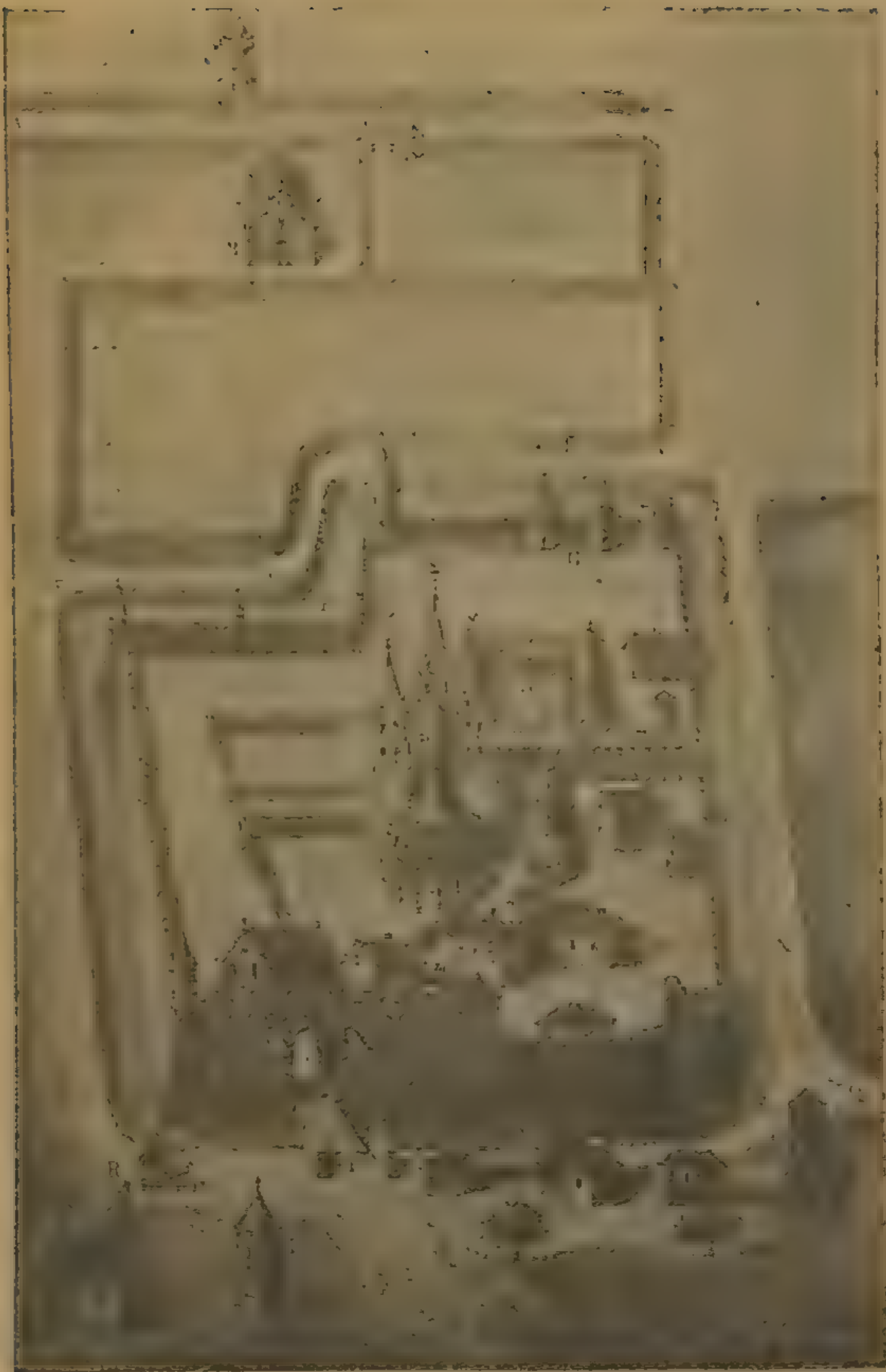
”وہ سب ایک ہوا یعنی جس طرح است باپ۔ تو پتھر ہیں جسے اور
پتھر میں ہوا وہ بھی ہم میں ہوا اور دنیا ایمان لائے کہ تو ہی نے مجھے
اور وہ بھال جو تو نے مجھے دیا ہے میں نے انہیں دیا ہے تاکہ وہ ایک

ہوں جیسے ہم ایک ہیں۔ میں اُن میں اور تُو مجھ میں تاکہ وہ کامل ہو کر ایک ہو جائیں اور دُنیا جانے کہ تُو ہی نے مجھے بھیجا۔ آمین

اٹھواں باب

کلیسیائی بحالی کی تدابیر

کلیسیائی انفصال کی کشمکش کے انتہائی دور میں کلیسیائی بحالی کی تدابیر شروع ہوئیں، کیونکہ خلافت کا اندھال کیا جانا مستحکم تھا۔ بربری شمالی حملہ آوروں نے ملک کو دہم برہم کر دیا تھا لیکن کلیسیا بھی وہ انجمن و جماعت تھی جس نے ہر قیمت پر ملک میں علم، تہذیب اور مذہب کو قائم رکھا اور بربری انہودہ سے ادھام و اسالیب پرستی کو دفع کر کے انہیں مسیح خداوند کے قدموں میں لاتی جن کی اجتماعی آمد اور لاعلمی نے کلیسیا میں جہالت، لالچ اور اخلاقی پستی پیدا کر دی۔ یسعیاہ ۴۰:۱-۲۱، ۹-۲۳ کے الفاظ صادق آتے تھے۔ ”آؤ خطا کار گروہ۔ بد کرداری سے لدی ہوئی قوم۔ بد کرداروں کی نسل۔ مکار اولاد جنہوں نے خداوند کو ترک کیا۔ اسرائیل کے قدوس کو حقیر جانا اور گناہ و برگشتہ ہو گئے۔ تم کیوں زیادہ بغادت کر کے اور مار کھاؤ گے۔ تمام ہر تیار ہے اور دل بالکل سست ہے۔ تلوے سے لے کر چاندی تک اُس میں کہیں صحت نہیں فقط زہم اور چوٹ اور سڑے ہوئے گھاؤ ہی ہیں جو نہ دبائے گئے نہ باندھے گئے نہ تیل سے نرم کئے گئے۔ تمہارا ملک اُجاڑ ہے۔ تمہاری بستیاں جل گئیں۔ پر دیسی تمہاری زمین کو تمہارے سامنے نکلتے ہیں وہ ویران ہے گویا اُسے اجنبی لوگوں نے اُجاڑا ہے اگر رب الامواج ہمارا حضور اما بقیہ باقی نہ چھوڑتا تو ہم سدوم کی مثل اور عمورہ کی مانند ہو جاتے۔ وقادار پستی کیسی بدکار ہو گئی۔ وہ تو انصاف سے معمور تھی اور راستبازی



ایک راعب خانے کا منظر

اُس میں بستی تھی لیکن اب کوئی رہتے ہیں تیری چاندی میں ہو گئی تیری مے میں پانی مل گیا۔ تیرے سردار۔ گردن کش اور چوروں کے ساتھی ہیں۔ اُن میں ہر ایک رشوت دوست اور انہم کا طالب ہے۔ وہ یتیموں کا انصاف نہیں کرتے اور بیواؤں کی فریاد اُن تک نہیں پہنچتی۔ اس اندوہناک حالت کو دور کرنے کی تدابیر۔

راہب خانہ کلونی۔ ڈنسٹن۔ لین فرینک۔ تعمیرات۔ مسقفی کیتھیڈرل۔ مصلح پوپ لیونہم۔ نکلیس دوم۔ بٹری براندہ گریوری۔ بختتم۔ قصبہ دخل بابی۔ انیسلم۔ ہیڈ ریاں چارم اور سٹریسین نے کیں۔

ڈیوک ولیم اکیڈمی میں نے ہتھوڑی راہب سے مشورہ کر کے شاہی میں کلونی کی شکار گاہ میں راہب

راہب خانہ کلونی

(MONASTRY OF CLUNY)

خانہ تعمیر کیا۔ یہ جگہ اُس راہ پر تھی جس سے زائرین روما کو جاتے تھے اور شمالی بربری سرد آوروں کے دست برد سے محفوظ تھی۔ ڈیوک نے اقرار نامہ لکھ دیا تھا کہ وہ راہب خانہ کے امور میں دخل انداز نہ ہوگا۔ راہب بالرشاد و رغبت اپنا میرا راہب چن سکتے ہیں۔ اگر راہب مقررہ نذر پاپائے روم کو بھیج دیں تو وہ مقامی بٹشپ کے اختیار سے آزاد ہوں گے اور پاپائے روم اُن کی حفاظت و سرپرستی کا ذمہ دار ہوگا۔

راہب خانہ کا پہلا میرا راہب برنوتھا جس کے ساتھ چھ راہب خانے متصل تھے جو راہب خانہ کلونی کو اپنا سرکاری راہب خانہ سمجھتے تھے۔ دوسرا میرا راہب اودو تھا۔ جو نوی عقل اور ہوشمند مصلح تھا۔ ایام طفلی میں یہ مقدس مارٹن کی تابعداری میں تربیت کے لئے سوئے دیا گیا۔ مقدس مارٹن نے سر میں زخم لگا لگا کر بال اڑا دیئے تاکہ اس کا ننھا پن اُس کے مخصوص خادم ہونے کا نشان ہو۔ باپ نے بیٹے پر زخم کاری کی سخت تربیت کو گوارہ نہ کرتے ہوئے فوراً میں محتر بنا دیا۔ لیکن اودو کو یہ زندگی پسند نہ تھی سو وہ دور جنگ ویرانہ میں جاگ گیا اور ایک غار میں مسکن گزین ہو کر ریاضت و عیسوی میں مشغول ہو گیا۔ آخر کار اُسے علم ہوا کہ بیٹیڈ کٹانی ضابطہ بمقام پوپ میں زیر عیس ہے۔ سو یہ وہاں داخل ہو گیا۔ ۹۲۷ء میں کلونی کے راہبوں نے اسے اپنا میرا راہب منتخب کیا جو میرا راہب ہوتے ہی راہب خانہ کلونی کی عمارات کی تعمیر

تو سب کی متعلقہ خانقاہوں میں ضبط نظام و اصلاح کو شروع کیا اور نگہبانی اپنی ذمہ داری میں لے لی۔ راجب خانہ غازی بہار سرقہ سس بینڈ کٹ کی بڑیوں کوٹ کا سینو سے منتقل کی گئی تھیں، راجب اودو نے اس کی بھی اصلاح وغیرہ کی، اگرچہ وہ کلونی سے محض نہ تھا۔ پاپائے روم نے میر راجب اودو میں بے پناہ جوشِ اصلاح کو جھانپتے ہوئے اسے قتل کرنے کی کھانی اور قتل راجبوں کو بھیجا کہ وہ اسے قتل کر دیں۔ لیکن جب راجب اودو ان کے بالمقابل کھڑا ہوا تو وہ اس کی ریاضت کے آثار و عجز و انکساری و یکسر اس کے پاؤں میں گر پڑے اور واپس لوٹنے کی بجائے اودو کی رذقت کے لئے راجب خانہ میں داخل ہو گئے۔ تیسرا میر راجب اودو پوچھا جس نے کلونی میں چراغِ حیات کرتے۔ جھارو دینے اور پتھروں کی نگرانی کرنے کے طور پر زندگی شروع کی تھی۔ ۹۹۴ھ میں وہ میر راجب منتخب ہوا اور اس نے راجب خانہ کی آزادی و انانیت کو پیپ کی جہت سے برقرار رکھا اور اس کو علم و ادب اور عبادت و ریاضت کا گھر بنا دیا۔ دہشتی زندگی کو ترک کر کے راجبوں کو موت و یا کر وہ زیادہ وقت دعا کرتے اور مذہبی کتب لکھنے میں صرف کیا کریں۔ عبادت خانہ کی عبادت کی جو دور کیا اور تجرو کو۔ مذہبِ مر سے تفریق کیا۔ راجب جنگل میں وہ سنگ مرمر کی عمارت کو دیکھتا تو اپنا مقابلاً تیسرا کستور سے کرتا تھا۔ آخر یہ راجب خانہ ہر پائو میں مرکزِ اصلاح ہوا۔ اور یہاں کے میر راجب باغ و تہ و منزلت بشپ سے دوسرے درجہ میں سمجھے جاتے تھے۔ جنہاں میر راجب نہ موسیقی و جدید طرزِ سناٹ اور ادب و ضبط کی وجہ سے ترم یورپ میں مشہور ہو گیا۔ اور کلیسیائی بحالی میں مدد و معاون رہا۔

کلونی کا اثر و نفوذ یورپی ممالک میں بڑھتا نکلتا تھا۔ یہ بھی دیکھنا
دکھنا اور اچھلاو اللہ اور اچھلاو اللہ کی وسائیات سے راجبوں اور خادموں پر
 اثر انداز ہوئے بغیر نہ رہ سکا۔ تین تین افریقہ افریقہ

راجب ان کی سلطنت پر پڑنے لگا۔ دیا اللہ کی اور راجب خانوں کو یاد کیا تو علم و ادب
 ملک سے ناپید ہوئے۔ اس نے کھاتے و فرقت۔ گرم بالڈ۔ جان اور سہروردیوں کا
 کہ وہ علم و ادب کی شمع کو روشن کریں۔ نشانیں در سرقہ کہیں تاکہ بالغ و نابالغ پڑھیں و لکھیں
 قوانین تیار کیا جس میں حدود ۲۰-۲۳۔ راجب پتھرت سے مسیحی عہد کا آغاز اور سب

کے ابتدائی قوانین تھے۔ شاوالفریڈ نے خادمانِ دین کے تعلیمی ذوق کے لئے تواریخ
کھلیا اور بیڈے عالمگیر تواریخ اور آراستیس اور پاسپانی خدمت از گریوری اعظم
کا ترجمہ کیا تاکہ سکسبرہلو سے ترقی رہے۔

انگلستان میں بینڈ کٹانی ضابطہ کا اجرا اودا کے وقت سے جب کہ وہ
۹۲۲ء میں کنٹریری کا آرچ بشپ بنا۔ اس نے راسب نماز فوری میں علم وادب
حاصل کیا تھا اور پھر اپنے بھتیجے آسوالڈ کو بھی تربیت کے لئے وہاں بھیجا یا ایف
تی بشپ وغیرہ ۹۳۴-۹۵۱ء کے دل میں راہبوں کی عزت تھی۔ اس لئے اس نے
اپنے جوان رشتہ دار ڈنسن کو راہبانہ زندگی کی رغبت دی۔ ڈنسن ۹۷۳ء
میں کلاسن بری کا میرا رہب بن گیا اور اپنے بھائیوں خصوصاً ایٹوالڈ کی مدد سے
ضابطہ کے ماتحت تربیت کی سو وہ ۹۵۵ء میں آنگڈن کا میرا رہب بن گیا۔ اور کلاسن
طرز کو انگلستان میں مشترک کیا۔ شادی شدہ پاسپانوں کی جگہ مجرور راہبوں کو متعین کیا ڈنیز
کے متبرضہ علاقہ کے بر راہب نماز مثلاً ایلی۔ میڈیم منڈ اور تھارنی میں تحریک اصلاح
پیدا کی بینڈ کٹانی ضابطہ کا ترجمہ انگریزی میں کیا اور بتایا کہ یہ ضابطہ بینڈ کٹ نے
جو اٹلیسی اس کے مورخانہ ان سے ۱۰۰۰ء میں نرسیا میں پیدا ہوا تھا۔ اسے
یورپ کی انسانی و نسبی بے پرواہی کے پیش نظر تیار کیا تھا۔ وہ مونٹ کامینو میں
۱۴۰۰ء میں ایک خدمت کرتا رہا۔ وہ زمین کی کاشتکاری کرتا۔ غریبوں کی پرورش کرتا۔
بیادوں پر شفا بخشا۔ اس پاس کے رہنے والوں کو سادی سنا تھا۔ اگرچہ وہ جاہل
عالم اور ناخواند تھا تو بھی اس کا ذہن قانون ساز تھا۔ وہ گوشہ نشین ضوابط کے
بانیوں کے درمیان اول درجہ رکھتا تھا۔ یہ ضابطہ تھراپاب پر مشتمل ہے جس میں
اخلاقی سماجی۔ عبادتی اور مذاک قوانین پائے جاتے ہیں۔ سادگی کو ہیئت۔ سخی
کو نرمی اور حلیمی کو دلیری کے ساتھ بیان کیا ہے۔ ضابطہ قوانین کی نعت کا اندازہ اس کے
دورانہ سے مندرجہ ذیل ہموں سے جو راہبانہ یہ ستواں پر مشتمل ہیں کیا جا سکتا ہے۔ کیا ہم
دور شکر کا ایف سے بچیں گے۔ اور ابدی زندگی کو حاصل کریں گے جیسا کہ ابھی وقت
ہے اور جیسا کہ ابھی تک اس فانی جسم میں ہیں۔ جبکہ اس زندگی کی روشنی اسی مقصد
کے لئے ہم کو عطا کی گئی ہے۔ تو اوسم وہ ہیں اور ایسی کوشش کریں تاکہ ایک ایسی

اجر حاصل کریں۔ تو پھر یہی الٹی خدمت کے لئے ایک مدرسہ بنانا چاہیے جس میں ہم کو یقین ہو کہ کوئی حصہ زیادہ بھاری اور سخت قانون قائم نہ کیا جائے گا۔ لیکن اگر ہم درستی اور انصاف کی موافقت کے ساتھ بدیوں کی اصلاح یا محبت کی محافظت کے لئے دوسری سختی کو کام میں لاتے ہیں تو ہم کو اس نجات کے راستے سے دہشت کے باعث بھاگنے سے پرہیز کرنا چاہیے، جس کا شروع سوائے سختی کے نہیں ہو سکتا جب کوئی شخص کچھ مدت تک فرمانبرداری اور ایمان کی راہ میں چلتا رہے تو اس کا دل کشادہ ہو جائے گا اور وہ خدا کے محبت کے بے بیان شریک شریک سے حظ اٹھائے گا، جب تو آسوز ایک سال تک آزمائشی حالت میں رہتا تھا تو اس سے یہ عہد لیا جاتا تھا:-
۱، گوشہ نشین طریق میں دائمی استقلال۔

- ۲، اخلاق کی تربیتی۔ رضامندی۔ غریبی اور پاکدامنی۔
۳، میرا سب کا کلیہ فرمانبرداری بطور خدا اور مسیح کے قائم مقام کے۔
۴، کھیتوں میں دستی محنت۔

سو کلونی کے راہب خانہ کا چشمہ قاعدہ بیئڈ کٹالی تھا۔ ایٹھوالڈ کا مقصد یہ تھا کہ راہب خانوں میں ریاضت۔ پاکیزگی۔ فرمانبرداری اور اتحاد ہو۔ آسوالڈ حبیب ویسٹ کا بشپ بنا تو اس نے ایٹھوالڈ کے طریق پر ڈسٹ بری میں راہب خانے قائم کیا تاکہ رمزے کے راہب خانہ کی اصلاح کرے اور رمزے سے راہب بھیجے جائیں کہ وہ ونچ کوئٹ کی اصلاح کریں اور راہبوں کو کیتھڈرل کے مقننوں کے ساتھ ساتھ رکھا جائے تاکہ وہ شادی شدہ مقننوں کی اصلاح کرتے رہیں۔ ڈنسٹن ۹۶۰-۱۸۸۰ء میں کنٹریری کا رچ بشپ تھا گو اس نے شادی شدہ خادمان دین کو خدمت سے علیحدہ نہ کیا تاہم ایٹھوالڈ اور آسوالڈ کی اصلاحات کو نافذ کر دیا اور اپنے خطوط اور کونسل کی دھمکیوں سے شراب، زہری اور بد اخلاقی پر طاعت کرتا رہا۔ خادمان دین کو بدایت کی کہ وہ کوئی بہن سیکھیں اور اپنے علاقہ میں کلیسیا کو سکھائیں۔ اصلاح کے زمانہ کا آغاز ہو رہا تھا۔ اناجیل اربعہ کا اینگو سیکسن زبان میں ترجمہ ہوا اس سے قبل مختلف تراجم موجود تھے جیسا کہ اینڈر فائن کا قدیم نار تھمبریائی ترجمہ۔ ریشور تھ کامریڈز نے ان کے علاوہ پہلے پچاس زبورول پر ترجمہ۔ ڈنسٹن کے زمانہ ایفرک

نے دست سکسن زبان میں اناجیل کا ترجمہ کیا اور ایفرک ٹانی نے عہد عتیق پر دریا چ
لکھا اور مقررہ اتواری انجیلی اور اود کا ترجمہ کر کے وعظ لکھے تاکہ پاک رفاقت کی نماز
میں لاطینی زبان کے بعد ماوری زبان میں ورد پڑھا جائے۔
ترکیب کلونی کا یسایا پر چار پتوں سے اثر انداز ہوا۔

۱۔ دینی دنیوی اختیار سے مسیہ راہب کی زندگی کا اثر بیٹھ گٹانی راہبوں
اور بپتیل پر ہوا۔

۲۔ کلونی کے راہب بپتیل بنے جو صوبوں کی پاسپنی و حکمرانی کرتے تھے۔

۳۔ کلونی راہب کونسلوں اور سنڈول میں شامل ہو کر اصلاحات جدید اور تجربہ
پاسپنی پر زور دیتے تھے۔

۴۔ کلونی کے راہبوں نے جنگ کے خطرات کو دور کرنے کی کوشش کی اور
امن عام کو پیش کیا جس سے ترکیب اصلاح میں ترقی ہوئی۔

۱۶۹۹ء میں برگنڈینیائی کونسل نے اُن تمام لوگوں کے لئے کلیسیا سے اخراج کیا
حکم صادر کر دیا جو بپتیل۔ پریسٹوں۔ ڈیکنوں پر حملہ آور ہیں جبکہ وہ گھر میں ہوں
یا سفر میں۔ وہ جو گرت کو گوتیں یا وہ جو غریب کے مویشیوں کی چورن کریں۔ فرانس میں بھی
ایسی مجلسیں ہوئیں۔ امن و انصاف رکھنے کے لئے عہد و پیمان لئے گئے سو "امن خدا"
کے تابع خادموں۔ زائرین۔ عورتوں۔ بچوں مزدوروں۔ آلات مزدوری۔ راہب نالوں اور
قبرستانوں کو حفاظت میں لیا گیا۔ خدا سے صلح کے عہد میں شہزادوں اور نوابوں
نے قسم اٹھائی کہ وہ ہفتہ کی دوپہر سے لے کر سہوار کی صبح تک خانہ جنگی سے پرہیز کریں
گئے تاکہ مقدس دان کی جانب تعظیم ہو۔ وہ جو "خدا سے صلح" کے سہر کو توڑتے تھے وہ
پاک بکرامنٹ اور کلیسیائی شرکت سے خارج کئے جاتے تھے۔ اور ان کے لئے کوئی
نزدوم الدین نماز جنازہ نہ پڑھتا اور نہ اُن کی روح کے لئے دعا مانگتا تھا اور جو اس عہد
میں قتل و رقت تھے انہیں گناہوں کی مغفرت۔ مقدس مریم۔ مقدس کنواریوں۔ میکائیل
و فرشتگان۔ مقدس پطرس اور تمام مقدسین کی دعاؤں اور ثواب کا
یقین دیا جاتا تھا۔ کلونی کا راہب نماز ان تمام امور میں نہ بدست محرک تھا۔

شاہ ولیم فاتح

(WILLIAM THE CONQUEROR)

شاہ ولیم فاتح جب تخت نشین ہوا تو وہ بھی
انگلستان میں کلیسیائی اصلاحات پر غور کر رہا تھا۔

گو وہ لاطینی حاسد اور بے پروا تھا۔ وہ ملک
کو جنگل بنا کر قد آور بن دیکھنے کا مشتاق تھا لیکن تو بھی وہ اپنے ناظم انصاف پسند
اور بیٹرویک راہب ہونے کے باعث وہ اصلاح پسند بھی تھا۔ انگلستان میں جیفری
وامن اس نے قائم کیا وہ فراموش نہیں کیا جاسکتا۔ تخت پر متمکن ہوتے ہی کلیسیائی
امور کو اپنے ہاتھ میں لے لیا۔ اس کی حکمت عملی پوپیت کے بارے میں کامل اتفاق و
صلح تھی۔ اس کا عقیدہ تھا کہ روحانی امور میں پوپ کی مشورت ضروری ہے۔ لیکن ریاست
کے معاملات میں دخل اندازی کو برداشت نہ کرتا تھا۔ اس نے سلطنت انگلستان کا پوپ کی
محمول دینے سے انکار کیا اور حکم نافذ کیا کہ کوئی پوپ انگلستان میں شاہ ملک کی منظوری کے
بغیر تسلیم نہ کیا جائے گا۔ اس نے اصلاح کا کام سترہویں صدی میں شروع کر دیا جب اس نے
سٹیک گینڈ آرچ بشپ بیرلڈ کو معزول کیا۔ اگرچہ وہ رابرٹ جریمز سے قبل تھا تو بھی تعلیمی
نقطہ نظر سے زمانہ اصلاح کے لائق نہ تھا۔ جب الوطنی کے باعث وہ نارمنوں میں
پسندیدہ نہ تھا مزید برآں پوپ نے بھی اس کی اُسقفیت کو اب تک قبول نہ کیا
تھا اس لئے معزولی واجب تھی۔

لین فرینک

(LANFRANC)

ولیم فاتح نے نارمنڈی کے راہب لین فرینک کو بلایا تاکہ
وہ جدید اصطلاحات میں مدد و معاون ہو۔ لین فرینک
سترہویں صدی میں مقام پاویہ پیدا ہوا۔ اس نے مدرسوں کی

شد ضرورت کے پیش نظر علم التالون سیکھا اور نارمنڈی میں آورا پنجر سکول کی بنیاد
رکھی۔ اس کی فصاحت و بلاغت کے سبب راج تھے لیکن اتفاقاً وہ مدرسہ کی
فلسفہ مت چھوڑ کر ایک چھوٹے سے راہب خانہ بنیک میں داخل ہو گیا اور نئی فلسفہ
کے تابع وہ عبادت و ریاضت کرنے لگا۔ لین فرینک کا استاد میراہب ہرلڈ
تھا جو نواب ہونے کی وجہ سے درباری رہ چکا تھا۔ لیکن نا۔ من دیار کی بدادلتوں سے
تنگ آکر اپنی روح کی نجات کے لئے راہب بن گیا تھا۔ وہ راہب خانوں میں گیا لیکن
کہیں لی۔ تشفی و المینان نہ پاتے ہوئے ایک نری کے کنارے اپنا راہب خانہ بنا دیا۔

اس کی مال راہبوں کے لئے کھانا پکاتی اور بھاتی کاشت کرتے تھے۔ بریلیوں ریاضت کش اور عیسائی تھا لیکن زمانہ کے لحاظ سے بے علم تھا۔ وہ اپنے ضابطہ کی کتاب کی تدوین نہ کر سکتا تھا۔ لیکن لین فرینک اس کی سرگرمی۔ جوش اور ریاضت کا مداح تھا۔ ولیم ڈیوک آف نارمنڈی نے چاہا کہ اپنی چچا زاد بہن سے شادی کرے۔ لین فرینک نے اعتراض کیا جس کی بنا پر اسے ملک بدر کیا گیا۔ ایک دن یوں ہوا کہ لین فرینک اپنے گھوڑے پر سوار بیگ کے راہب خانہ سے جبار ہاتھا کہ راستہ میں اس کی ملاقات ولیم اور اس کی بیوی سے ہوئی تب لین فرینک نے اسے کہا: اگر میرے پاس پھر تیرا گھوڑا ہوتا تو میں کب کب تیرے راستہ سے دوڑ نکل گیا ہوتا۔ ڈیوک ولیم اس کے سنجیدہ مذاق سے بہت خوش ہوا اور اسے واپس بلا کر ساتھ چلنے کو کہا۔ تب سے لین فرینک اس کا دوست اور مشیر بن گیا۔

ولیم فاتح اور لین فرینک نے پوپیت کو تسلیم کرتے ہوئے انگلستان کی اصلاح کا کام شروع کیا۔ سٹیگ لینڈ کے علاوہ کئی دیگر بلیشپ و راہب شمعونی و دیگر جرائم میں معزول کر دیئے گئے اور ان کی جگہ نارمن لوگ لگائے گئے۔ لین فرینک کو نسلا اعلیٰ ہی تھا مگر مذہبی تربیت میں وہ نارمنوں کو پیار کرتا تھا۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ انگریزوں کی جگہ نارمنوں کو لگانے میں وہ حاسر اور وطن پرست تھا اور اگر استی سے دیکھا جائے تو معلوم ہوگا کہ انگریز مقابلہ ناخندانہ تھے اور نارمن علم، تہذیب اور پاکیزگی میں ترقی کر چکے تھے جو نارمن بلیشپ لگائے گئے وہ بااخلاق تھے لیکن بعض ایسے بھی تھے جو انگریزی ذہنیت کے قدروان نہ تھے، جیسا کہ تھامسن کھٹسٹن بری کے ممبر راہب نے کیا۔ ایک دفعہ نیائیٹ سمیٹنے کے موقع پر اس میں اور راہبوں میں کشیدگی پیدا ہوئی لین فرینک تھامسن نے حکومت کے نمبر میں سپاہیوں کو بلا کر سب کو کول سے ختم کر دیا۔

آرچ بلیشپ لین فرینک کی تقدیس، مستقیفیت کی تین سالہ خدمت میں صرف ایک انگریز سکسن ولفستان ورسٹر ناخواندہ بلیشپ رہ گیا کیونکہ لوگ اس کی بہت تعظیم کرتے تھے۔ لین فرینک نے کلیسیا پر پورا اختیار حاصل کر کے تلقین کی کہ کیتھڈرل کے مستندوں کا جبر و ہونا لازمی ہے۔ دیہاتی پادریوں کو شادی کرنے سے منع کیا اور

بشپوں کو بدایت ہوئی کہ وہ کسی شادی شدہ کا تقرر نہ کریں لیکن جو پاسبان شادی شدہ ہیں وہ اپنی بیویوں کو اپنے پاس رکھ سکتے ہیں۔ آرج بشپ نے دیہات سے بشپوں کے مراکز بٹے گاؤں یا شہروں میں منتقل کر دیئے۔ الہم کو پہلے تھٹ فورڈ اور بعد میں ناروچ میں۔ شربورن کو سیرم میں اور ڈورچسٹر کو لنکن میں تبدیل کیا۔ آرج بشپ نے بشپوں کی مجالس کو جاری کیا تاکہ اُن کے ملاپ سے اصلاحات ہوں۔ آرج بشپ لین فرینک یہ معلوم کر کے نہایت رنجیدہ ہوا کہ خادمانِ دین مقدمہ بازی اور دیگر دنیوی امور میں زیادہ شوق لیتے ہیں اور عام سرکاری کچریوں میں پادریوں پر مقدمہ کیا جاتا ہے۔ اس کا علاج اُس نے "کلیسیائی تادیبی و تعزیری عدالت" نکالا تاکہ اگر پادری تصور وار ہو تو اُس کا فیصلہ کلیسیائی عدالت میں کیا جائے۔ سولین فرینک اور شاہ ولیم فاتح کی کلیسیائی اصلاحات کو مختصر لپل بیان کیا جاسکتا ہے۔

۱۔ کلیسیا میں تعلیم، پاکیزگی اور ریاضت کا پیدا کرنا۔

۲۔ کلیسیائی تعزیری عدالت کا قیام جس سے کلیسیا اور سرکار میں حد فاصل قائم ہوئی۔

۳۔ کلیسیا انگلستان کی آزادی اور دیگر ممالک و کلیسیا دُوم سے الحاق۔

کیتھڈرل اسقفی گرجہ

اسقفی گرجے راجب خانے۔ محلات وہ بے بیاں

اور شہ جو مسیحی دنیا کو ملے۔ انگلستان میں چارل

طرح خوبصورت پختہ عمارت۔ کمری بیگنیں۔ گول محراب۔ موٹی دیواریں۔ مضبوط ستون اور زیبائش اُن کی خصوصیات تھیں۔ کنٹربری کا اسقفی گرجہ لین فرینک کے ایام میں سات برس میں تعمیر ہوا۔ ریگیس کا حسین تر اور مضبوط ترین گرجہ لنکن میں تعمیر ہوا۔ ولیم دوم کے زمانہ میں ہربرٹ۔ ڈی۔ لوزنگھام نے تھٹ فورڈ سے اپنا مرکز ناروچ میں تبدیل کیا اور چونکہ اُس نے بادشاہ کو ایک ہزار نو سو پندرہ گرجے بشپ کا عہدہ حاصل کیا تھا۔ اس لئے اُس نے شہر کی گناہ کی توبہ میں ناروچ میں کیتھڈرل تعمیر کیا جس میں داخل ہوتے وقت اُس نے "اے نہیں نے اس عہدہ کو بے شری سے حاصل

کیا لیکن خدا کے فضل سے اچھے انعام کے ساتھ نکلونگا۔ درجہ کا اسقفی گرجہ اپنی مثل آپ سے وہ مضبوط چٹان پر استوار ہے۔ دریا تین طرف حلقہ زن ہے۔ اس کے مضبوط ستون اور خوبصورتی و رطوبت حیرت میں ڈال دیتے ہیں۔ یہ کیتھیڈرل شمالی انگلستان کے مشہور مقدس کیتھیڈرل کی بڑیاں کے تبرک کو محفوظ رکھنے کے لئے بنایا گیا تھا۔ ۱۰۹۳ء میں بشپ کارلیف کے وقت یہ عمارت شروع کی گئی تھی۔ اس گرجہ میں معزز بیڈ سے تواریخ دان کا جسم بھی سوتا ہے۔ ایٹھوا لڈ کا سکسٹی اسقفی گرجہ ونچسٹر میں نارمن کو پسند نہ آیا سو ۱۱۴۹ء میں گرا کر موجودہ گرجہ تعمیر کیا۔ جس میں قدیم پتھر اب تک جی نظر آتے ہیں۔ اس کے گنبد کے نیچے ولیم روس دفن کیا گیا۔ لیکن ۱۱۹۱ء میں موت کے ایک ہی سال بعد بگنبد گر پڑا تو عوام نے سمجھا کہ یہ شاہ کی بدنامی کا نتیجہ ہے۔ علاوہ ازیں اسقفی قابل دید گرجہ ایلی۔ ہیڈبرو۔ سوٹھ ویل۔ چیچسٹر اور روچیٹر میں ہیں۔ ٹاور آف لندن میں مقدس جان کا گرجہ اور سمتھ فیلڈ میں مقدس برتھلیو کا گرجہ اور کئی چھوٹے دیہات میں معبد موجود ہیں جو نارمن تعمیرات کی یاد اب تک تازہ کر رہے ہیں۔ اور کلیسیائی عبادت گاہوں کی سادگی سے خوبصورتی و مضبوطی میں بدل دینے کی اعلیٰ مثال ہیں۔

رومانیوں نے اصلاح کی ٹھانی لیکن پوپ کی رسد کشتی میں آئیں کچھ بن نہ پڑتا تھا۔ سر

مصلح پوپ لیونہم

(REFORMING POPE LEO IX)

۱۰۵۶ء میں تین حاسد پوپوں کو شاہ ہنری سوم نے موزول کر دیا اور ان کی جگہ جرمن شخص کلیمنٹ دوم کو مقرر کیا۔ اس کے دو سال بعد ڈایسٹس دوم ۱۰۵۸ء میں پوپ بنائیں اسی سال ۱۰۵۸ء میں ایک جرمن شخص جو فصاحت و بلاغت۔ تقویٰ و پرہیزگاری، ریاضت و اخلاعات میں مشہور تھا فقیرانہ بھیس میں رومان میں داخل ہوا۔ وہ ریمونم تھا جو خادم الخدام تھا۔ اس نے پاپائے روم کی مسند پر بیوہ افزہ ہوتے ہی کلیسیا میں اصلاحات شروع کیں۔ اس کا خادم و مشیر بڈی براد تھا جو گریجوی مہتمم کے نام سے مشہور ہو گیا۔ ان دونوں کے پیش نظر مندرجہ ذیل اصلاحی مقاصد تھے:-

۱۔ کلیسیا میں شہنشاہت یا مہم۔ روپیہ یا تحائف۔ تعظیم یا ناجائز اعانت سے مقدس عہدے حاصل کئے جاتے تھے لیکن اب مقصد یہ تھا کہ خدام و بپاں۔ پوپوں اور

جاگیرداروں کی گرفت سے آزاد ہوں۔ اصولاً تو استغنی کا عمدہ انتخاب پر منحصر تھا،
لیکن درحقیقت انتخاب میں پوری آزادی نہ تھی۔ لیونہم نے روم اور دیگر کی مجلس
بین شمعونیت کی مخالفت کی۔

۲۔ منگو سہ خادم الدین کا مسئلہ:-

(۱) شادی شدہ خادم مجرّد پر سیٹ سے زیادہ سر پرست و مرتبی کا مطیع و خادم
بن جاتا ہے۔

(۲) شادی شدہ خادم میں رہبانہ تاثرات کا فقدان ہے۔ اس لئے وہ واجب الغلط
نہیں سمجھا جاتا۔

(۳) عام خیال تھا کہ رسولوں کے زمانہ سے مجرّد پرستیوں کا رواج پیدا آتا ہے لیکن
ہر دو حالتوں میں فطری تقاضا کے ماتحت بد اخلاقی عام تھی۔

لیونہم نے حکم دیا کہ شمعونیت اور شادی شدہ خادموں کا دستور یکساں رہے۔ شادی شدہ
شادی شدہ قسینس کے ماتم سے ساکرامنٹ کی ادائیگی نسخ سمجھی جائے۔ لیونہم نے بدی
براہم کو اقتصاد کی معاملات کی بحالی کے لئے جرمن بھیجا۔ اس نے سرکش جینوں کی تسلیم و
رضا حاصل کر لی۔ نارسوں نے جب اٹلی پر حملہ کیا تو قیصر روم نے خوف زدہ ہو کر مینوٹو شہ
نارمن کو دے دیا۔ لیونہم کو یہ طرز پسند نہ آیا اور وہ اپنا لشکر لے کر شہر پر قبضہ کرنے کو
بڑھا لیکن شکست کھائی۔ مشورہ ہے کہ نارمن فاتح افواج جب پوپ کے مقابل آئے تو
وہ دونوں ہو کر آداب بجا نہیں اور پاؤں میں گر پڑیں لیکن اس شکست سے پوپ بیوقوف
شکستہ ہو کر ایک سال بعد مر گیا۔ اس کے جانشین نکولس دوم نے شانہ میں صبح کر دی۔
اور پوپیت کا محافظ بن گیا۔

اس زمانہ میں نارمن پاک شہر است شروع ہوا عام لوگ ان الفاظ کو کہ یہ میرا بدن
ہے یہ میرا خون ہے۔ کہنے لگے۔ تاہم اس وقت فلسفہ علم الہیات کے ساتھ توجس
ہو رہا تھا۔ اس نے فلسفیانہ اعتقادات وضع ہوئیں۔ مثلاً اقنوم۔ ذات اور جوہر وغیرہ۔
چوتھی صدی میں آباء کلیسیا نے دو اعتقادات جاری کی تھیں۔ نسخ مادہ۔ نسخ ذات۔
عنصر۔ سو مقدس ایبرونہ اور آگسٹین کی تعلیم کی بنا پر دو آراء وجود میں آئیں۔ مقدس ایبرونہ
اشیا یا عناصر میں معجزانہ تبدیلی کو مانتا تھا۔ لیکن آگسٹین مومن کے ایمان کو تسلیم کرتا تھا۔

تتبع میں شروع ہوا جبکہ ایک اہمب نے مسئلہ پاک شراکت پر مکالمہ شائع کیا۔ جس میں مذبح پر خداوند کی تصویری فحش مادی صورت میں پیش کی گئی تھی۔ یہ مباحثہ کچھ عرصہ کے بعد خود بخود ختم ہو گیا۔ لیکن کیا یہی سدی میں برتنجر نے اس تتبع و بحث کو از سر نو شروع کیا۔ یہ فرانس میں ٹور کے مقام میں ڈکین تھا۔ وہ اشیائے شراکت میں جوہر کی جسمانی و روحانی تبدیلی کو دیکھ کر گمان تصور کرتا تھا۔ اس دہم پرستی کی تقلید میں عقل کے برعکس تعلیم دینی شروع کر دی۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ وہ مسیح خداوند کی جسمانی و روحانی صفوی کا بالکل منکر ہے۔ وہ سائنس کو محض یاد رکھتا تھا۔ فرانس کی کلیسیا نے اسے ملحد قرار دانا اور آخر کار ہڈی برانڈ کو یہ مسئلہ سلجھانے کے لئے فرانس جانا پڑا۔ تب ہڈی برانڈ نے برتنجر کو اپنی پناہ میں لے لیا اور خود پاک شراکت کے متعلق رومی اعتقادات کی تبیین کی۔

پاپا دوم نے مسئلہ میں لیزٹن کی کونسل منعقد کی جس میں مندرجہ ذیل قرار دادیں پاس ہوئیں :-

۱۔ کہ عہدہ بشپ کے انتخاب میں جو جاگیرداروں اور شاہ وقت کو مسترد درجہ نبی ہے اسے دور کر کے اب بشپ اور کارڈنیل امیدوار بشپ کو بنا کریں اور جہاں تک ممکن ہو وہ رومی ہو۔ اور انتخاب کی آخری منظوری پاپا سے دوم دست۔ ہڈی برانڈ کا مقصد یہ تھا کہ رومیوں کو اپنا پوپ منتخب کرنے کا دوبارہ حق حاصل ہو اور کلیسیا روم افضل سمجھی جائے۔

۲۔ شادی شدہ خدوان دین کے خلاف بہت ہو۔ یہ جہد شہر میدان میں ہوا جو کسی وقت دارالخلافہ تھا اور بشپ ایسٹرون کے وسیع مشہور تھا۔ یہاں کے بشپ کلیسیائے روم کی نافرمانی کرنا اپنا موروثی حق سمجھتے تھے۔ اس زمانہ میں آرج بشپ ہر برت مستعد نشین تھا۔ وہ خود شادی شدہ تھا اور میدان میں اکثر خدوان دین شادی شدہ تھے۔ وہ دعویٰ کرتے تھے کہ مقدس امپرورنے انہیں نکاح کرنے کی اجازت دی ہے۔ غنیمت نکاح نہیں بلکہ جھگڑے اور جہیز کے ساتھ ہر نکاح کرتے تھے۔ اس پر طرہ یہ کہ یہ شادی شدہ خدام دین اپنے کام میں محنت کش اور قابل تعریف تھے۔ تمام تعلیم یوں ان کی شہرت چسپاں ہو چکی تھی۔ ان اساتذہ کے زیر اثر ہڈی برانڈ اور اس کے سمریکی نہایت غضبناک ہوئے اور میدان کے خدام کو باقی شادی شدہ

خادموں کی مانند گنہگار ہی نہیں بلکہ بدعتی قرار دیا۔ آرج بشپ ہربرٹ و مقلدین مانی کو ایک بہت بڑی چتا پر نکولس نے جلا دیا اور ہربرٹ کی موت کے بعد پیٹر ڈیمیان کی مدد سے نکاح کی حامی جماعت کو بھی مغلوب کر لیا گیا۔

نکولس دوم کے جانشین پوپ الگزیڈر دوم کا انتخاب ۱۸۹۴ء میں سابقہ دستاورد انتخاب کے مطابق چونکہ قیصر کی رضا و مشورت سے نہ ہوا اس لئے قیصر کی بدانت سے ناظم اعلیٰ نے اٹلی میں انجمن کلیسیائی فراہم کر کے مخالف پوپ کو چن لیا لیکن الگزیڈر کے حامی۔ ہڈی برانڈ۔ پیٹر ڈیمیان اور نارمن لوگ تھے۔ اس کشمکش نے سیاسی صورت لے لی۔ نارمن لوں کا عروج جرمن حکومت کے لئے خالی از خطرہ نہ تھا۔ نارمن پوپ کے مددگار تھے۔ سولیم فاتح نے شاہ ہیرلڈ انگلستان پر الزامات لگائے۔ پوپ الگزیڈر نے ولیم فاتح کو برکت دے کر شاہ ہیرلڈ کی سرکوبی کے لئے انگلستان پر چڑھائی کرنے کو بھیجا۔ ولیم فتیاب ہوا اور نارمنوں کے انگلستان میں مقیم ہونے اور اینگلو سکسن سے مخلوط ہونے کے باعث ایک زبردست قوم وجود میں آئی۔

اٹلی میں سرب نارمن ہی جرمنی قیصر مقیم انگلستان کے دشمن نہ تھے بلکہ خاندان لورین اور سبانی جرمنوں کے پشتیں دشمن تھے۔ جب یہ دونوں خاندان رشتہ و نااطہ داری میں متحد ہو گئے تو انہوں نے متحدہ ریاست مائڈا کی بنیاد لی جس کا دار الخلافہ کانوسا تھا۔ اس سیاسی جمہور و کشمکش کے زمانہ میں عالم و مدبر پوپ ہڈی برانڈ ۱۸۷۳ء پوپ گرگوری ہفتم کے نام سے مسند نشین ہوا۔

گرگوری اعظم گرگوری ہفتم پاپائے سوم کے ساتھ مختلف خدمات کرنے کی وجہ سے **گرگوری اعظم** تجربہ کار مدبر تھا یہ دیہاتی نجار کا نازک مزاج فرزند تھا اور موماً بیمار رہتا تھا تاہم وہ ایک روشن دماغ آدمی تھا۔ اس کی روح ہوش و غیرت سے معمور تھی اس کا مقولہ تھا کہ "راستبازی کو بھول جانا روح کے جہانہ کو غرق آب کر دینے کے مترادف ہے" وہ حقانیت کے لئے ہشیوں اور شہزادوں کی پروا نہ کرتا تھا۔ اس نے پوپیت کو خاک سے اٹھا کر رفعت اعلیٰ پر پہنچایا۔ اس نے زندگی کے کچھ ایام راہب خانہ کلونی میں بسر کئے سو وہ خدام کی اپنی مانند فاقہ کش۔ پابند ضبط و محنت کش دیکھنے کا مستحق تھا۔ وہ خدام دین کی شاد مکی۔ بیرون از علاقہ ممکن گزینی۔ بدعات

شمعونیت اور کلیسیائی بدعنوانیوں کے خلاف جہاد کرنا رہے۔ وہ کلیسیا کی نا اتفاقی کو ایک
آنکھ نہ دیکھ سکتا تھا۔ سو صاف ظاہر ہے کہ اس کی زندگی میں تین مقاصد کی تکمیل تھی کہ:-

۱۔ پوپ کی ممتازیت کو تسلیم کیا جاوے۔

۲۔ کلیسیا کو سلطنت سے افضل سمجھا جائے۔

۳۔ کلیسیا میں امن قائم ہو۔

پوپیت کی فضیلت میں اس کا یہ مقصد مضمر تھا کہ امن عام و یگانگت کلیسیا میں
محبوب ہو رہے ہو رہ سکتی ہے کہ اگر سر ملک کی کلیسیا ایک واحد سر کو جو دنیا میں مسیح خداوند
کا خلیفہ ہے مان لے اور تسلیم کر لے۔ یوں رومی کلیسیا کے روحانی تاہم دنیوی حاکموں کی
ہدایت کر سکیں گے۔ اور وہ ان کو تابع فرمان ہوں گے۔ سو اس طرح کلیسیا سلطنت
سے بار تر ہوگی اور پوپ کلیسیا سے۔ یہ تیار ہوا جس غلظ اور لیتہ موم کے متعصبانہ
تھا۔ ان کا مقصد تو یہ تھا کہ سلطنت و کلیسیا دونوں دنیاں و متوازن ہی ہیں۔ دونوں
اچھے ہیں لیکن اگر گویا ہفتم اپنے عہد میں پوپ کی ممتازیت اور کلیسیا کی فضیلت کی
دمن میں لگتا تھا، گرچہ اس کی اپنی شان و شکوہ مطلوب نہ تھی۔ وہ جمہوریت پسند اور
منظوموں کا درست تھا تو بھی پوپ کو مطلق العنان۔ مختار کل دیکھنے کا خواہش مند تھا۔
کیونکہ وہ سمجھتا تھا کہ سپین۔ اسکندریہ۔ روم۔ انگلستان اور دیگر ممالک مقدس بطرس کو
وراثت میں بخش دیئے گئے ہیں۔ عوام اس کے ساتھ تھے، کیونکہ وہ خاصانہ حاکموں
سے چھٹکارا پا رہا تھا۔ عوام کی تائید حاصل کرنے اور انہیں دامن گیر بنانے کے
لئے اس نے رومی سند میں تمام الدین کے نکاح کے خلاف قوانین بنائے اور ان کو نافذ
کرنے کے لئے ایک وفد برسی بھیجا۔ شاوی شدہ خادمان دین اور ان کے حمایتی سرکاری
افسروں نے مخالفت کی۔ لیکن پوپ نے تو اسے سب کو دبا دیا اور شاوی شدہ کو
معزول کر دیا۔ مینا غتوں کو زندام کے خلاف بنادت کی ترغیب دی جنہوں نے ان کی
منگو سے ہویاں چھین لیں۔ اور طرح طرح سے ایذا پہنچائیں۔ شمعونیت کے خلاف قانون
و ضوابط کے اور نادیم دین کا حاکم دار کی تنظیم کرنا۔ منظوری یا رسم و نسل بدل لینا منع کیا
گیا۔

رسم دخل یابی

(INVESTITURE)

رسم دخل یابی عہدہ پر متعین کرنے کے حق و اختیارات کو مستحق
بلڈی برانڈ گریگوری مفتقم نے کسی غیر مفتقمہ یافتہ سے مفتقمہ
عہدہ حاصل کرنے کی مخالفت کی جس سے گریگوری مفتقمہ اور

بہتری چہارم میں جھگڑا برپا ہوا اور یہی قضیہ کیا رہویں صدی میں امرتسر سے روہتک
یہ تھا کہ متوسط زمانہ کا بادشاہ لسی نواب سے حبیب خٹک و فاداری دینا تھا تو خود ایک
جھنڈا اسے پیش کرتا تھا جہاں اس بات کا نشان تھا کہ شاہ غمہ اس پر ویر کیر کا تھا
اس وقت جرمنی میں کلیسیا کی بہت جگہ تھی اور حبیب برکاتیں پیش کر رہا تھا
بن گئے تو یہ لازمی سمجھا گیا کہ وہ بادشاہ کے ساتھ خٹک و فاداری دینا نہیں اور بادشاہ
اس کے عوض میں انگوٹھی اور عصا لیں۔

مرجوری کو یہ پسند نہ آیا۔ اس نے سمجھ
کہ اس طرح سے یہ جگہ کو
کو کلیسیا ہے۔

یہ کہہ سکتا ہے دنیوی طاقتوں سے کر لینے کا یہ نتیجہ ہوا کہ دنیوی حاکم ریکوٹا نے نامہ
اعلیٰ نے صدر استغف کی ترغیب سے پاپا سے روم کو گرفتار کیا اور قید خانہ میں لے
دیا۔ لوگوں میں غم و غصہ کی آگ بجڑ اٹھی۔ انہوں نے پوپ کو رہا کیا اور پوپ کو خلیفہ
نواہ سزا دی۔ ادھر بہتری چہارم نے ورمز پر سنڈ منقذ کی اور گریگوری مفتقمہ کی معزولی
کا حکم جاری کر دیا۔ پوپ نے قیصر بہتری چہارم کو کلیسیا سے خارج کر دیا۔ یہ نہر جہاں
کی طرح تمام ممالک میں پھیل گئی۔ امیر وزیر خارجہ شدہ قیصر سے پہلے ہی کرنے لگے۔ پوپ
نے تمام رعایا کے خلاف بغاوت اور اس کی سرکوبی کی اجازت دے دی۔ عدنان کیا
کہ وہ آئندہ سال آگزیٹک میں اپنی عدالت مرتب کر کے قیصر کو یہ بھی طور پر معزول کر دیجے۔
بہتری چہارم ترساں و لڑاں ہوا۔ اس نے پوپ سے معافی کی تھانی سو کوہ الپس کو عبور
کر کے ماہ جنوری میں مقام کاتھ سا پہنچا۔ جہاں پوپ عارضی طور پر سکونت پذیر تھا۔
قیصر بہتری چہارم تین دن تک خوف و ہراس۔ بھوک و پیاس اور برف باری میں زندگی
اور موت کی کشمکش میں تین دن تک محسوس کئے۔ دناہ پر نہایت پوپ کا دل نرم ہوا۔ خائن
نامہ مفسوخ کیا گیا اور عارضی صلح کا عہد و پیمان لیا گیا۔ چند ماہ کے بعد جرمنی سرکاری
انتہی یہ مجلس نے قیصر روڈلف کو چن لیا کہ وہ قیصر بہتری چہارم کی جگہ بادشاہ ہو پوپ

دو سال چپ ساو سے بغیر جانبدار رہا لیکن تیسرے سال قطعی فیصلہ دے دیا کہ ہنری چہارم کو
خارج سمجھا جائے اور روڈلف کو قید تسلیم کر لیا جائے۔ ہنری چہارم نے مخالفت کلیمنٹ
سوم سے لے کر متز کر لیا اور روڈلف کو شکست دے کر روم کو اپنے محاصرہ
میں لے لیا۔ رابرٹ نے رومی محاصرہ توڑا لیکن شہر روم میں ٹوٹ مچ گئی۔ فوج میں زیادہ
تعداد مسلم مہمیانوں کی تھی جنہیں مسیحیت سے بالکل آنکھ نہ تھا۔ شہر روم تاراج کیا گیا۔
مکھن گرا دیئے گئے۔ پوپ رابرٹ کے ہمراہ شہر روم سے بھاگ گیا اور ملک بدری کی
حالت میں ۱۰۸۶ء میں مر گیا۔ جلد وطن میں عموماً وہ کتا تھا۔ میں نے راستی سے
محبت اور بدری سے نفرت کی اس لئے میں جلد وطن میں مڑا ہوں۔ رسم دخل یابی کا
آخری فیصلہ ۱۱۲۲ء میں ورمر کے مقام پر ہوا جب ہنری پنجم نے پوپ کا ایکسٹرس دوم
سے اس شرط پر صلح کر لی کہ وہ ہشپوں کو انگوٹھی نہیں دیں گے۔ کیونکہ وہ روحانی عہدہ کے
وقت رہیں بلکہ محض عصا پیش کریں گے۔ اس بنا پر کہ وہ جاگیر دار ہیں۔

انگلستان کے ایسٹم آرج بشپ

مقدس ایسٹم آرج بشپ کنٹربری

(ST ANSELM)

کنٹربری، شاہ ولیم روس اور ہنری

اول کے ایام میں تنازع دخل یابی

زیر بحث تھا۔ ایسٹم مبارک تھا جو ایشیا میں پیدا ہوا اور لین فرنیٹ کے بعد آرج
بشپ کے ممتاز عہدہ پر متعین ہوا۔ یہ انگلستان میں مشہور و معروف بستی تھا کیونکہ
بابب خانوں کی صلاح کے سلسلہ میں کثرت انگلستان آتا رہتا تھا۔ ایسٹم آرج
بشپ کی مسند کو خالی پڑے تین سال گزے تھے۔ شاہ ولیم روس عہدہ پوری سے
بہتر کرتا تھا کیونکہ نوبہ کامیابی آمدنی ثنای عزائم میں آ رہی تھی۔ اتفاقاً ولیم روس
مکھوسٹر ہیں بیمار پڑ گیا اور حالتہ نزع میں اعتراف سننے اور امداد منسرت کے
لئے مقدس ایسٹم آرج کی چار پائی کے پاس کھڑا تھا۔ ولیم روس نے ایسٹم کی
طرف متوجہ ہو کر کہا کہ میں تمہیں مقدس شخص سمجھ کر آرج بشپ کے عہدہ کا عصا دیتا
ہوں۔ ایسٹم نے پس و پیش کے بعد عصا کو یہ کہتے ہوئے دیا کہ "میرے مانع بھیر کو نہ
سدھائے جوٹ ہیں کے ساتھ جو تابت چاہیے کہ دونوں مسیوہ پیل ہوں۔ ایسٹم کی
زندگی کے امن پسندانہ ایام ختم ہو گئے۔ کامیابی آزادی کی قوم ایسٹم نے پھر شروع

کردی۔ مقابلہ زبردست بادشاہ سے تھا۔ ولیم رؤف صحت یاب ہو چکا تھا۔ اُس کا رویہ
مطلق العنان تھا۔ ایسلم یہ سوچتا تھا کہ ولیم رؤف لاغرونا تو ال بھیڑے مگر وہ غلطی میں
مبتلا تھا۔ کیونکہ ایسلم نے جب درباری بدعنوانیوں اور بد اخلاقیوں کو شاہ ولیم پر ظہر
کیا تو اُس نے ناک بھوں چڑھالیں اور ہر تدبیر اصلاح کی مخالفت شروع کر دی۔ کونسل
کے انعقاد کی اجازت نہ دی اور نہ ہی آرچ بشپ کے عرض و حال کو سننے کی رحمت
گوارا کی۔ وجہ صرف یہ تھی کہ جب کوئی بشپی عہدہ خالی ہوتا تھا تو سوبہ و بایر کی آمدنی
بادشاہی خزانہ میں جاتی تھی۔ وہ چاہتا تھا کہ بشپ مرے اور میرا پیٹ بھرے اور بشپ
یہ چاہتے تھے کہ بادشاہ ختم ہو اور ہمارا دامن حرص و رازہ ہو سو معاملہ سیاسی جوڈ کے
باعث جوں کا توں رہ گیا۔

چنانچہ روم کی مسند پوپیت پر دو حریف و حاسد پوپ و عویدار ہوئے۔ اربن دوم
جو ہڈی برانڈ گریوری مقنم کا جانشین تھا اور دوسرا ولبرٹ رپونا کا آرچ بشپ جس
کو قیصر ہنری چہارم نے ہڈی برانڈ کے مقابلہ میں کھڑا کیا تھا۔ یہ اپنے آپ کو کلیمینٹ سوم
کہتا تھا۔ اس تنازعہ کا اثر انگلستان پر بھی ہوا کیونکہ ایسلم نے اربن دوم کی حمایت کی اور
شاہ ولیم رؤف نے اس پر زور دیا کہ یہ بادشاہ پر منحصر ہے کہ وہ رعیت کو بتائے کہ کس
پوپ کو قبول کیا جائے۔ آخر کار وہ خود تو پوپ اربن دوم کے حق میں ہو گیا لیکن اس امر میں
بضد ہاکہ جو دعویٰ حق قیولیت پوپیت اُس کے والد نے پیش کیا تھا وہ بدستور قائم رہیگا۔
۱۱۵۶ء میں ایسلم روم گیا کیونکہ انگلستان میں وہ پریشان خاطر رہتا تھا۔ پوپ
اربن دوم نے اسے بخوشی قبول کیا۔ اور عزت و فرائض میں یوں کہا کہ دوسری دنیا کا پوپ
ہے۔ روم میں تسلی بخش انتظام و قیام کے وسیلہ وہ صلا لہ کتب میں مشغول ہو گیا اور یہ
کتاب تصنیف کی جس کا نام ان کیوں خدا انسان بنا اس کے قیام روم کے دوران میں
ولیم رؤف جنگل میں اتفاقی شکاری کے تیر سے مر گیا۔ شاہ ہنری اول نے ایسلم کو واپس
کنٹربری بلا لیا اور عیسائی میں قضیہ دخل یابی کا فیصلہ ورمز کے قضیہ کے مطابق ہو گیا۔
شاہ ہنری اول نے منظور کیا کہ کوئی غیر تقرر یافتہ شخص بشپ یا ناوم الدین کو عطا یا
انگوٹھی پیش نہ کرے گا اور آرچ بشپ مقدس ایسلم نے قبول کیا کہ وہ اپنی بجائے کے
سلسلہ میں بادشاہ کی فوجی امداد میں تابع فرمان ہو گا اور وقت آنے پر ہر طرح سے

بادشاہ ملک اور قوم کی سیاسی خدمت کرے گا۔ دو برس کے بعد انیسلم خداوند میں سو گیا، اور کنٹریری کیتھڈرل میں دفن کیا گیا۔ لیکن اس کی کلیسیائی عزت و ناموس میں جدوجہد کے وجہ سے یہ مسئلہ مشہور ہو گیا کہ "یڈوات اینٹلیگم" میں ایمان رکھتا ہوں اس پر جس کو نہیں سمجھتا ہوں۔"

۱۵۵۷ء یہ انگلستان کے غریب خاندان میں پیدا ہوا اور اسے سب بن رفرانس اور اٹلی کے علاقوں میں گھومتا رہا۔ اس کی (NICOLAS BRAKESPEARE)

زبانت و جوش تبینہ دیکھ کر کارڈنیل بنایا گیا اور ناروے و سویڈن کی کلیسیاؤں کو منظم کرنے کے لئے بھیجا گیا جہاں اس کی محنت و کاوش پھلدار ثابت ہوئی۔ ۱۵۵۷ء میں پاپائے روم کے لئے منتخب کیا گیا اور رسم تقدس پر اس نے اپنا نام بیڈریان چھوڑ رکھا۔ یہ صرف واحد انگریز ہے جو کبھی روم میں عہدہ پوپیت پر سرفراز ہوا۔ یہ جید عالم۔ با ارادہ۔ راست باز اور زبردست ناظم تھا۔ ہڈے برانڈ کی تمام خوبیاں اس میں پائی باقی تھیں لیکن اس کا مخالف زبردست برادری شاہ فریڈرک اول تھا جو اپنی سرکش وارٹھی کے باعث دوبارہ بروسا کہلاتا تھا۔ یہ بھی بہادر و سوسا۔ بہر دل عزیز۔ مہذب و متذوق اور مصلحتی ہم میں حتمہ لینے والوں میں پیش پیش تھا۔ ایک دفعہ کہا کہ جسے کہ شاہ اوسپو۔ جسک ملاقات کسی راہ پر اتفاقاً ہوئی۔ پوپ بیڈریان اپنے گھوڑے سے اتر پڑا اور ایسے ہی بادشاہ نے بھی کیا لیکن بادشاہ۔ سابقہ دستور کے مطابق پوپ کے گھوڑے کی نگام پکڑ کر کھڑا نہ ہوا۔ یہ معمولی بات تو تھی تو بھی بار بروسا نے اس میں پوپ کی اخصیت کو دیکھا۔ اس عجیب حرکت کو جہانپتے ہوئے پوپ نے شاہ کو آداب عرض کیا کہ بوسہ لینے سے منع کیا۔ سو عزت و توقیر کا منازعہ شروع ہو گیا اور دونوں ذمہ دار ہتھیاں اپنے آپ کو سلطنت روم کے ناظم اعلیٰ سمجھتے تھے۔ یہ تنازعہ پوپ بیڈریان کی موت کے ساتھ ۱۵۵۹ء میں سپرد گور ہو کر ختم ہوا۔

انگلستان میں بارہویں صدی کا مشہور مصلح اور کلیسیائی عالیاں کا دور رکھنے والا شخص تھا ماس (THOMAS A BECKET)

تھا۔ وہ لندن میں ۱۱۱۱ء میں گلیٹ بیکٹ مہتمم ہوا تاجر کے ہاں پیدا ہوا۔ لندن و
پیرس میں تعلیم حاصل کرنے کے بعد نوشتہ حیات کی مشاغل کی آسائی پر مامور ہوا جس
کی وجہ سے اس کا تعارف آرتھ بشپ تھیو بالڈ سے ہوا جس نے اسے تعلیم یافتہ اور
خوبصورت جوان سمجھتے ہوئے اپنے علاقائی دورہ میں ساتھ رکھا۔ یہ تھیو بالڈ کے ساتھ
دوم اور پورٹو بھی گیا۔ وہاں مسائل و ضابطہ کلیسیا سیکھ کر ۱۱۵۵ء میں خادم کے
درجہ کے لئے اس کا تقررہ ہوا اور واپسی پر آرتھ ڈیکن کنٹربری بنایا گیا۔ ۳۷ برس کی
عمر میں وہ انگلستان کا چانسلر بنا۔ شاہ ہنری دوم اسے دل سے چاہتا تھا عموماً کہا
جاتا تھا کہ شاہ اور بیکٹ کا ایک دل اور ایک ہی دماغ تھا۔ یہ اب بادشاہ کا
نائب اور کلیسیا و سلطنت کی تحریات کا محافظ تھا۔ بادشاہ اس سے چودہ برس چھوٹا
تھا اس لئے بادشاہ امور سلطنت میں اس سے مشورہ لیا کرتا تھا۔ ۱۱۵۹ء میں
جب ہنری دوم نے ٹوٹوزی کا محاصرہ کیا تو یہ اس کے ساتھ جنگ میں شریک تھا۔
سفیر انگلستان کی حیثیت میں اسے ہنری اول کے بڑے بیٹے کی منگنی لوئیس ہفتم کی
بیٹی کے ساتھ تعین کرنے کے سلسلہ میں فرانس جانا پڑا لیکن جس شان و شکوہ سے
یہ فرانس پہنچا۔ وہاں کے اُمراء عوام و رطلہ حیرت میں پڑ گئے اور ہر طرف سے یہ صدا
آتی تھی کہ اگر انگریز پانسلر کی یہ شان ہے تو بادشاہ کیسا ہوگا؟ بیکٹ شان و شکوہ
کو پسند کرنا تھا۔ جب ۱۱۶۲ء میں شاہ ہنری کو خوش کرنے کی غرض سے انگریز بشپوں
نے تھیو بالڈ کی جگہ بیکٹ کا نام پیش کیا تو یہ اس ہو گیا کیونکہ یہ نہ چاہتا تھا کہ شاہ
شکوہ کے ساتھ وہ اس خداداد مقدس عہدہ کی صحیح تر جانی کر سکے گا۔ وہ یہ بھی سمجھتا تھا کہ
آرتھ بشپ کی حیثیت میں اسے کلیسیائی حکمت عملی میں شاہ ہنری اول کے خلاف نہ
ہونا پڑے گا، اس لئے اس نے شاہ کو افسوس ناک لہجہ میں کہا میں تمہیں پیشتر جتا دیتا
ہوں کہ اگر یہ خیال وقوع پذیر ہوا تو ہماری دوستی بلند نصرت میں بدل جائے گی۔ عیدِ نزول
کے بعد پہلے انوار کو تھا اس بیکٹ آرتھ بشپ بنا۔ اس نے آرتھ بشپ ہوتے
ہی لندن کیا کہ عیدِ نزول کے دن بعد مقدس ثلاث کا میلہ ہو چنانچہ آج تک انجیلانی
کلیسیا کے لوگ یہ عید مناتے ہیں۔

بیکٹ میں نبیانا روح تھی وہ آرتھ بشپ ہوتے ہی اس نے اپنی طرزِ رہائش

پوشاک و خوراک میں اہم تبدیلی کر دی۔ وہ ریاست کش زائد بن گیا اور امیرانہ لباس کے نیچے بس ہالبا وہ پہن لیا تاکہ اسے دکھایا جاسکے۔ عموماً وہ روزہ رکھتا اور تمام پیش واپس لے کے دستور و اس کو چھوڑ دیا۔ وہ کلیسیائی بد اخلاقی، غربت اور بیماروں کی فکر میں ہر وقت مستغرق رہنے لگا۔ اس نے پانسوی کو خیر باد کہہ دیا یہ سوچتے ہوئے کہ پانسوی اور بشپ کی خدمت ساتھ ساتھ نہیں ہو سکتی۔ ہنری دوم کو یہ طرز عمل ناگوار گزرا اور ایک سال نہ گزرنے پایا تھا کہ دونوں ایک دوسرے کے محنت منہ بنت ہو گئے۔ شاہ ہنری دوم نے چاہا کہ کلیسیا کے خادمان دین میں راست بازی و انصاف ہو، کیونکہ دین فرینک کی وسالت سے کلیسیائی تعزیری انجمنیں بن چکی تھیں لیکن اب وہ دیکھ و تباحث کا باعث تھیں۔ بشپ و پوری اگر قصور وار ہوتے تو وہ محض کلیسیائی تعزیری انجمن کے روبرو پیش ہو سکتے تھے۔ اور خادمان دین بے متعین نہ کر۔ گورکن اور اسب بھی اسی زمرہ میں شمار ہوتے تھے۔ سو خادوم اور نوکر عموماً کلیسیائی منرا سے نذر و نیاز کے باعث متوجہ جاتے تھے۔ اس کا نتیجہ یہ تھا کہ کئی خادوم الدین نوکر اور اسب ڈاکو بن چکے تھے جن سے اس میں شدید خطرہ محسوس کیا جا رہا تھا۔

آرچ بشپ بیکٹ اپنے خادمان دین کی حمایت میں ڈنول پینہ تھا کہ یہ سرکاری عدالت میں جواب دہ نہیں ہو سکتے اور کوئی میر سے محسوس کو یا تھ نہیں لگا سکتا بادشاہ نے ۱۱۶۴ء میں کوئل کلیر بیان منقہ کر کے مندرجہ ذیل قراء وادیں منظور کیں۔

- ۱۔ ہر مذہب الدین منہ بہ کار و عدالت میں پیش ہو۔
- ۲۔ کلیسیائی تعزیری انجمن اس کی عدالت نہ کرے۔
- ۳۔ بشپ بادشاہ کی اجازت بغیر کسی دوسرے ملک میں نہ جائے۔
- ۴۔ کلیسیا کے خالی صوبہ یا علاقہ کی آمدنی شاہی خزانہ میں جاتے۔
- ۵۔ انتخاب کے بعد خالی جگہ پر کسی کہ سے پیش کر دہ شخص کی منظوری بادشاہ سے لی جائے۔

۶۔ متعین شخص بادشاہ کی واجب تعظیم کرے۔

آرچ بشپ نے ان باتوں کو قبول نہ کیا اور کہا کہ یہ کلیسیا کی آزادی پر حملہ ہے۔ سو تنازعہ توقیر و حرص نے ۱۱۶۵ء تک طول پکڑا۔ مقدس بیکٹ ڈانس چلا گیا

اور عبادت گنہگاروں میں پھرتا رہا۔ پوپ نے اس معاملہ کو اپنے ہاتھ میں لے لیا اور شہ
 و آرج بشپ ہیں دوستانہ مصالحت پیدا کر دی۔ بیکٹ اس شہر پر واپس
 انگلستان جانے کو رضامند ہو گیا کہ ہر دو فریق اپنے اپنے انوار پر دستار قائم رہیں گے۔
 لیکن بیکٹ کی آمد سے قبل شاہ ہنری ایک اور غلطی کر بیٹھا۔ وہ یہ بتا کہ اس نے مین حیوت
 ہیں چاہا کہ اس کے بیٹے کی رسم تاج پوشی ۱۴ جون سن ۱۵۵۱ء کو ہو جو اس نے راجہ رچ
 بشپ یارک۔ سلسبری اور لنڈن کے بشپ، صاحبان کو اس رسم تاج پوشی کی تقریب میں مدعو
 کیا۔ شہزادہ بیکٹ کا شاگرد تھا اور اس تقریب خاص میں کنٹرول کے آرج بشپ کے
 حقدار پائال ہو رہے تھے۔ مقدس بیکٹ نے یہ معاملہ پاپائے روم کے روبرو ہائے
 غور و خوض پیش کیا جس نے حقوق کنٹرولی کے پیش نظر راجہ رچ بشپ کنٹرول ورنڈ
 دو بشپوں کا اخراج نامہ بدست مقدس بیکٹ بھیج دیا۔

اُمرا بیکٹ کو نفرت کی نگاہ سے دیکھتے تھے لیکن عواموں سے چاہتے تھے جب
 بیکٹ کا قدم انگلستان کے شہر کنٹرولی میں پڑا تو عوام نے ان کے لگائے۔ ندام اور
 عوام کے نعروں سے گلی و کوچہ میں عمارت اور محل کے در و دیوار گرجا گھر سے یہی صدا
 طرف سے سنائی دیتی تھی۔ "مبارک ہو وہ جو خداوند کے نام میں آتا ہے" لیکن اس
 شور و غل میں مقدس بیکٹ جانتا تھا کہ انگلستان میں قید و مصیبت بکا موت سے کیسے
 تیار ہے۔ کچھ دن قیام کے بعد اس نے کامیسیائی اخراج نامہ تینوں بشپوں کے ہاں بھیج
 دیا۔ وہ اخراج نامہ کو دیکھتے ہی آگ بولہ ہو گئے اور بادشاہ کے ہاں پہنچے جو بیکٹ کی
 شکر گاہ میں بڑا دن منارہا تھا۔ انہوں نے تمام واقع بیان کیا تو بادشاہ تمہارا اور غم
 میں کہ سب تک تھا اس بیکٹ زندہ ہے، نہ تم کو بیکٹ دان دیکھتے نصیب ہوں گے
 نہ مضبوط سلطنت نہ سلطان زندگی میں نے اپنی دربار میں بے شرم ڈروں لوگ پال گئے
 ہیں۔ کوئی ان میں سے اس ستون مزاج شخص کی رہ کوئی نہیں کر سکتا۔ یہ سوتے ہیں پیر
 بہادر۔ بھینڈ فیئر۔ ولیم ڈی ٹائی۔ ہف ڈی مور و کے اور رچرڈ جون سرحدوں
 کو عبور کرتے دو ہی دن کے بعد آرج بشپ کے ہاں پہنچ گئے اور اسے کہہ دیا کہ
 بشپوں کے لئے مغفرت نہ جاری کرے۔ مقدس بیکٹ نے کہا کہ میں نے رانہ خراج
 نہیں کیا تم پوپ کے پاس جاؤ۔ وہ نہایت برا بھلا ہو گئے۔ مقدس بیکٹ کو علم

تہ کہ یہ اُس کی جان کے درجے ہیں۔ آرج بشپ دوپہر کی عبادت کے لئے کیتھڈرل
 میں گیا تو نہادوس۔ نے بڑے دروازہ کو قفل لگانا چاہا۔ لیکن مقدس بیکٹ نے کہا کہ وہ
 اُس خدا کے گھر کو قلعہ نہیں بنانا چاہتا۔ سو ان چار براہ کچھتہ مردوں نے الطار کے سامنے
 ٹراونڈوں پر نمودی میں اس مرد خدا کو تلواروں سے ختم کر دیا۔ راہب ایڈورڈ گرتھم جو
 آرج بشپ کو بچاتا تھا زخمی ہوا۔ اُس نے مقدس بیکٹ کے آخری الفاظ سن کر وہ
 یہ کہہ کر ٹراونڈے سے گریں اور کلیسیا کی حفاظت و آزادی کے لئے میں مرنے
 کو خوش ہوں۔ راہب وہ مرد دیکن گیا کہ اُس کی قیمتی پوشاک کے پیچے کبلی کا لباس
 ہے۔ اُس کی سادگی و راستبازی اُس کی موت کے وسیع سے بیک اٹھی اور کلیسیا
 کے مقدس مانا۔ ۱۱۷۱ء میں مرنے والے کو میٹع ہونا پڑا اور اُس نے روز رکھ کر اور
 قسور کر ریاست کی تاکہ مقدس بیکٹ کے تئیں سے وہ پاک ہو۔ مقدس بیکٹ
 کی موت کے بعد میں کو نسل کلیرٹن کی تمام قرار داد منسوخ کر دی گئیں۔ لیکن فرینک
 کی قرار داد قائم رہی اور کلیسیا کی قرار مزید ترقی کر گیا۔

راہب خانوں کی اصلاح کیا ہوئی اور بارہویں
 صدی میں پھر کی گئی۔ مقدس کار تھو سبیس

سٹرٹین ضابطہ

(THE CISTERCIAN ORDER)

نے ۱۱۱۳ء میں جدید ضابطہ قائم کیا جس
 میں راہب اپنی کوٹھی میں خاموش پڑا رہتا تھا۔ وہ کھانا کھاتا اور کام کرتا تھا۔ فوٹو رالت
 کا ضابطہ تئیں کے لئے تھا اور پرلیان سٹرٹین کو مقدس نابرتھ نے ۱۱۱۶ء
 میں قائم کیا۔ ان کے علاوہ مقدسوں کی جماعتیں تھیں جن میں بعض تو راہب خانوں میں
 قیام پذیر تھے اور بعض پورے دار کھتے تھے وہ کیتھڈرل کے نزدیک رہتے تھے۔
 وہ راہبانہ قسم سے بے نیاز تھے اور ڈین وچٹر کہلاتے تھے۔ وہاں نماز کی باقاعدگی
 اور مشغولگی۔ ۱۱۱۷ء میں گورنر اوسپیٹریکم نے جو لشکر شاعر کے نواب کا فرزند
 تھا۔ کلیرٹن ضابطہ تیار کیا۔ یہی ضابطہ ہے جس کی بنیاد انگلستان میں پڑی
 جس میں دو وزن ہیں جن کی مانند رہتے تھے۔ اور اپنی ریاست عبادت پاکیزگی
 و اخلاق کے بحث تئیں تعلیم سمجھ جاتے تھے۔

نویں صدی میں بھی تھے جن سے نیم پ جیانا و رہبانہ زندگی بسر ہوتی تھی۔ ان کی

ابتدا کا سبب صلیبی مہمات تھیں۔ راہی فورج کا نشان سفید چوہہ پر سرخ صلیب تھا۔ وہ
یروشلم کی مقدس قبر کے پاس تھے لیکن طیارہ نما رابطہ مقدس یوحنا پر شلیبی کا ٹرید
تھا جن کا نشان کاٹ چوہہ پر سفید صلیب تھا۔ مقدس قبر کے زائرین کی راہ میں حفاظت
کرنے والوں کی زندگی کا اولین مقصد تھا، درجہ زائر بیمار ہوتا تھا اسکی بیمار پرسی کرتا اور اوپر
کی ہم رسانی اور ہر ممکن مدد دینا ان کا فرض تھا۔

نما رابطہ سائیکس کی شہرت باعث ایک اور انگریز سٹیشن ہارڈنگ تھا جو مقدس
بیمینڈ کاٹ کے رابطہ کی ساؤگی کو معنی سے اپنا نے کا خراہندہ تھا۔ اس نما رابطہ کا
بانی رابرٹ رابب نماز نوڑے دیے دی مولیسٹم کا رابب تھا۔ وہ مولیسٹم کی
قباحت و بد عنوانیوں سے دل برداشتہ ہو گیا اور ۱۹۰۹ء میں بین الراببول کے
بہرہ ویران دلدلی علاقہ سائیکس میں جالزیں ہوا۔ ان ساتھیوں میں مفرزہ سٹیشن
ہارڈنگ بھی تھے۔ ۱۹۰۹ء میں پوپ ارین دوم نے رابرٹ کو حکم دیا کہ وہ مولیسٹم واپس
پہنچائے اس کے جانے کے بعد یہ رابب الیبرک بنا اور پھر ۱۹۰۹ء میں سٹیشن ہارڈنگ
مقرر کیا گیا۔

یہ نما رابطہ ستریسٹین کہاتا تھا کیونکہ دلدلوں کی وجہ سے وہ جلد سائیکس
دلدل لہاتی تھے۔ اور یہ لوگ اپنی بولی میں اسے ستریسٹین یعنی کندے جو ہڑتے
تھے چنانچہ ان کی زبان کے مطابق اس نما رابطہ کا نام پڑ گیا۔ اس کا مٹو عمل ساؤگی۔
خریبہ نشین اور عبادت تھا۔ سر دیوں میں، سوار اتوار سے وہ محض ایک دفعہ
ہی دن میں کھاتے تھے اور گرمیوں میں کامر کی کثرت کے باعث، سوا بدھ اور جمعہ
کے وہ دن میں دو دفعہ کھانا کھاتے تھے۔ لیکن انچلی۔ گشت اور اندے سے باہر
پرہیز کرتے تھے۔

نما رابطہ کو فی سنے دستکاری دفن کاری سے ابتنا کرتے ہوئے زیادہ وقت
وہاں وہمیاں میں صرف کیا لیکن سائیکس یا ستریسٹین براور بیمینڈ کٹائی دستور کے
مطابق چرھتے ونا ونا ونا صرف کرنے کے بعد نام میں مشغول ہوجاتے تھے خدا بہ
کے توان و مسائل و انہ پر ان کا کام نہ تھا۔ وہ کھیت میں نشت و شقت لگا کر
اپنی پرورش کرتے تھے۔ ایضاً انہیں وادست مند زبندار بن گئے اور ان کے وسیع

سے نہایت اعلیٰ شرف میں تانی تبدیلیاں ہوئیں اور ایسے ہی تیرہویں صدی میں یہ
ان کی تجارت میں بہت سی ترقی ہوئی تھی۔

یہ بارہویں صدی کے بیوٹین بھائی خالصہ جی تھے۔ کلونی بے سافان ان کی
عمر میں بڑا سا وہ تین نقش و نگار سے مزین اشیاء ان کی پسند سے نہ تھیں۔ وہ ہیرے
بہرہ رات کی مڑتے میسوں کو نہ دیکھ چاہتے تھے۔ ان کی اپنی صلیب سونے و چاندی
کی نہیں بلکہ عام لکڑی کی ہوتی تھی۔ یہ بھائی پر غور کرتے تھے جو انہیں بینڈ لٹائی
نما بطور سے نمیز کرتا تھا۔ مقدس برنارڈ کلیر واں نے ان کی منہ سے یہ نقش و نگار خواہش
کرتے ہیں جو انسان کو خدا سے دور کر دیتے ہیں اور کمزور ایمان والے کو دنیا و مافیہا
کے پرستار میں روحانی زندگی کو پیدا کرنے میں مفید ثابت نہیں ہوتے۔ بعض اس
خواہش رتی میں عیسویوں کو عبادت کر سکتے ہیں۔ لیکن یہ یاد رہے اکثر لوگ کمزور ایمان والے
ہیں اس لئے سادگی و عزم و محنت کی زیادہ ضرورت ہے۔

خشک خالصہ پن کا مطلب یہ بھی نہ تھا کہ ان کی عمارتیں سادگی کے باعث
بدن زیب تھیں۔ بلکہ سادگی عمارت کو دیر فریب بناتی تھی۔ فرانس میں پوٹینو کا کرجہ
سوں و کشادگی ہیں ان کا دل آویز تھا کہ تین اربع بٹشپ قلمس بیٹ سیٹھن کاٹھن
اور مقدس پڑ سٹھ۔ چھ مکہ بدری کے زمانہ میں یہاں ہی پناہ گزیں رہتے۔ مسٹر پین
۱۱۲۰ء میں ان کے تان میں دارو بٹونے حب ولیم لفرڈ و نچسٹر کے بٹشپ صاحب
نے شہرہ سرف میں وہ پڑی کے مقام پر ایک راہب خانہ کی بنیاد ڈالی۔ اس کے بعد یہ
خانہ شہرہ سرف میں رہا۔ فرانس۔ رالی وکس اور نیلی میں قائم ہو گیا۔ یہ خانہ ایمان و زندگی
کا آئینہ دار تھا جس میں ریاکاری کو دخل نہ تھا بلکہ جو شرف و غیرت اور جذبہ ہے۔ یہ
بڑھاپا ہی جاتا تھا۔

۱۱۳۰ء میں بائیس سالہ جوان برنارڈ
تیس سالہ ایموں کے ساتھ جس میں اس کا
چچا اور چار بھائی بھی شامل تھے سٹاکس
(ST BERNARD CLAIR VAUX)

ایسٹریٹین کے راہب خانہ کے دروازہ پر جا بٹھا تھا اور دروازہ پر دھک دے
اندھے سے ایک راہب نے آکر کہا کہ تم یہاں کیوں آئے ہو؟ برنارڈ نے جواب دیا۔

"خداوند یسوع کے ساتھ مصوب ہونے کو" سندس برادر اس جگہ فاقہ و ریاضت میں سندس زیادہ محو ہو گیا۔ اس کے جسم پر آگ لگنے سے اسے جواب دے دیا۔ واللہ ملاقات کی معمولی باتوں نے مزید کاری ضرب لگائی تو جس پائیزگی غفلت اور قوت ارادہ کے باعث یہ اپنے بھائیوں سے بونے سبقت لے گیا۔

دو سال کے بعد میرا سب سیفین ہارڈنگ نے اسے تیسرے راسب نماز بکھیر دیا۔ میرا سب منتخب کیا جو اس جگہ سے نوے سالوں دور تھا سو حکم کے تابع رہا اور پندرہ برس مطالعہ و تہذیب و نفس کشی میں وہاں گزارے۔ اس کی طبیعت خوبصورتی کو پسند نہ آتی تھی وہ گرد و پتھر و اشیاء سے باز رہتا تھا۔ وہ کبھی نہ سوچتا تھا کہ کس نوعیت کا کھانا کھائے۔ کہا جاتا ہے کہ ایک دفعہ وہ جیل گارڈ کے خدمت میں منظر پر سے گزر رہا تھا لیکن ایک دفعہ بھی اس نے اس قدر شرم و عورتی تعریف میں زبان نہ بول تو بھی وہ شرم زدہ نہ تھا کہ نہ وہ اس سے زیادہ اس سے کوئی محبت رکھتا۔ بلکہ اس کی عدم محبت اور ذوق و مذاق لوگوں کو گردیدہ کر لیتے تھے۔ اس کے چہرہ سے محبت کی کشش مایاں تھی اس کا لباس سادہ تھا اور وہ مرصع اور چمکدار حچھروں سے پرہیز کرتا تھا۔ یہی باعث ہے کہ سسٹر بیتین باوجودیکہ اتھانی ریاضت کش ہوئے ہیں تو بھی صاف آج پڑے ہشتے پر۔

شہرت ریاضت نے اسے سندس برادر کا جیسے لطیف تر ہو کر نہ حال ہو گیا۔ اس لئے پوپ نے حکم دیا کہ وہ راسب نماز سے علیحدہ ہو کر رام کرے۔ لیکن اس کی طبیعت میں آرام کرنے کا راز ان ایام میں صراحۃً شہرت اور تنبیہ کے خطوط بڑوں بشپوں اور پوپ کو لکھتا رہا۔ ان سے یہ گزرتا توں گھر جاتے اور اس سے برکت لیتے تھے۔ ۱۸۳۱ء میں جب پوپیت کے سند پر جبراً دیا گیا تو اس کی کوشش سے انوسنٹ دوم پوپ بن گیا۔ پوپ نے چھ بیس سویم کے کئے کے مطابق اس نے فرانس اور جرمنی میں دو سو کے بعد بدولت میں یہ شاہی و کلیسیائی کونسلوں کو صدر ہوتا تھا اور بدعتوں کا جانی دشمن تھا۔ اس کی زندگی فقہ و مذہب کی مجموعہ تھی۔ ۱۸۵۳ء میں باسٹو عدالت ہو گیا۔ تمام پوپ اس کی قدر کرتے تھے۔ لیکن زیادہ اسے دل سے چاہتے تھے۔

کارٹھوسین ضابطہ

(CARTHUSIAN ORDER)

یہ ضابطہ مشہور سنہ ۱۰۸۴ء کے ضابطہ سے کچھ قبل وضع
ہوا۔ زمین پر انتہائی ریاضت کے باعث زیادہ
تپیل نہ سکا۔ اس ضابطہ بانی برونو (BRUNO)

تھا جو کولون (COLOGNE) دارالعلوم کا چرک و نہ تھا اور ریمز (REIMS) میں
وہ کیتھڈرل سکول میں معلم بھی پایا تھا۔ اس نے والے ارین دوم کو تعلیم دی۔ وہ
ریمز چھوڑ کر گرے ڈیل (CRENOBLE) میں تخلص میں دعا و ریاضت کے لئے چلا
گیا اور ستھ میں ایک قریب تر گاؤں کارٹوسیا (CARTUSIA) کے قریب رہنے لگا
جس کا نام کارٹھوسین رکھا۔

یہ دونوں ضابطہ میں یہ تجویز دی کہ ہر سبب اپنی اپنی کوٹھڑی میں علیحدہ رہا کرے
اور صرف رات کی عبادت۔ پاک غذا اور اس غیروں میں کھانے کے وقت جمع ہوں
باقی دنوں میں وہ اپنا کھانا خود پکائیں اور سب کوٹھڑی کے اندر کرتے رہیں۔ ان
کی کوٹھڑی کے ساتھ ایک چھوٹا سا صحن بنایا جس میں وہ اپنے نئے سہری پیدا کر سکتے
تھا اور جگہ قریب ہی تھا اس سے کڑی پن لاتے تھے۔ ایک دوسرے کا چہرہ
دیکھنا اور بولنا منع تھا۔ اگر کوئی بیمار ہو جاتا تو اس کو کوٹھڑی کی دیوار کے سوراخ میں
سے کھانا دیا جاتا تھا۔ اگر رستہ وار ملنے کو آتا تو وہ باہر دیوار کے سوراخ سے
درجہ کر کے چہرہ نہ دیکھ سکتے۔ بات چیت قلیل وقت کے لئے رہتا تھا۔ منزل ریاضت
نہایت کٹھن اور پر آشوب تھی۔ جب کوئی مرتد ہو جاتا تو وہ ان پڑواں میں نہیں کر دیا جاتا
تھا۔ ان کے لئے ایسا ایک رہنما تھا۔ ان کے بعد برائے ایک بچا ہوا
سین اس کی موت کے بعد یورپ میں ہی رہا۔ ایسے رامب ٹانے قلم ہوئے۔ اس ضابطہ
نے کئی عالم بھی پیدا کئے جن میں ٹیوڈا لڈولف (LUDOLF) سکسن (SAXONY)
یہ کتاب بنام مسیح کی زندگی کا مختلف ہونے کے وقت بہت مشہور ہے۔

اسٹائن میں سٹالہ میں اس ضابطہ کا مشہور رئیس ہینسٹ ہنو (STHALH)
نہیں کہ پیشاپہ تھا۔ یہ برائے ریاضت کا فرزند تھا۔ اس کا واسطہ سنہ ۱۱۰۸ء کی وفات
نے بعد اپنے ایک لڑکے سمیت کارٹوسیا کے رہنے میں داخل ہو گیا اور غاوریاضت
میں یہ دونوں محبوب ہوئے۔ یہو جب رئیس برن کو یہ تجویز دے اس کو ایک گاؤں

کے گریبے کا نام نہ مقرر کر دیا۔ لیکن اس زندگی سے اس کا دل بھر گیا۔ وہ چاہتا تھا کہ وہ ایسی رومی زندگی میں رہے جو یادوں سے اُپر اور خدا کے قریب تر ہو۔ لوگوں نے سمجھایا کہ وہ زبردستی بازنطینیوں پر رہتے ہیں۔ وہ چپت فوں سے زیادہ سخت ہیں اور انہیں اپنے بران پر کوئی رسم و ترس نہیں آتا تاہم ریاضت کی طرف اس کا میدان بڑھتا گیا۔ ۱۱۶۱ء میں کارتھوسین میں شریک ہو گیا اور دس سال کی محنت و ریاضت کے بعد راسب خانہ کا ناظم اعلیٰ مقرر کیا گیا۔ بادشاہ ہنری دوم کی درخواست پر ۱۱۶۳ء میں سمرسٹ کے علاقہ کے گاؤں وٹھام (WALTHAM) میں راسب خانہ قائم کیا جس کے باعث شاہ سے رچھے خاصے مراسم ہو گئے لیکن وہ شاہ کو بعض استغنی حلقے خالی رکھتے پر تادیب کرتا رہا۔ تیسرے بھی بادشاہ نے لینکلن (LINCOLN) کا بشپ نامزد کیا کیونکہ وہ ریاضت، پاکیزگی و انصرام کلیسیائی اس رات تھا۔ فصل کے ایام میں وہ واپس راسب وٹھام میں چلا جاتا تھا اور وہاں اپنے بھائی راسبوں کے ساتھ ساوگی سے رہتا تھا۔ اس نے بچوں کو براستہ میں مستحکم ہونے کے لئے لائے جاتے تھے کبھی گھوڑے پر سوار ہوئے ہوتے مستحکم نہ کیا بلکہ وہ گھوڑے سے نیچے اتر کر نہایت ادب و سنجیدگی سے اپنے دونوں ہاتھ بچوں کے سر پر رکھ کر انہیں مستحکم کرتا تھا۔ کسانوں اور حیوانوں سے اسے بہت انس و دلچسپی تھی ان کی صلاح و بہبود میں اس نے کافی کچھ کیا۔

بارہویں صدی میں خادمانِ دین کے انتظام و انصرام میں تحریک تجدید پیدا ہوئی جس کو ٹوماس مقدس (AUSTIN CANON) اگستین کے اسم گرامی سے متعلق کیا جاتا ہے۔

جو خادمانِ دین انتظام و ضبط ہیں وہ (AUSTIN CANON) کے نام سے موسوم کئے جاتے تھے۔ یہ یاد رکھنا ضروری ہے کہ یہ تحریک تجدید ضبط کسی واحد شخص نے یک دم اپنی جدت میں سے پیدا نہیں کی بلکہ تدریجاً بڑھتی اور ترقی کرتی گئی۔ شاہ کی کونسل (AIX-LA-CHAPELLE) جس کا چاہیے سے قبل معبد خانوں کے لئے زمینی عطیہ جات کا مرکز تھا ایک واحد خادم الدین کی بے ادبیت کرتا تھا۔ لیکن لورین (LORRAINE) کے کیتھڈرل اور گربوں سے تحریک تقسیم زمینی عطیہ برائے خادمانِ دین پھوٹ نکلی۔ سو زیادہ خادمانِ دین ایک ہی معبد اللہ میں مقیم خادمانِ دین ممتاز کئے گئے۔ وٹھام (WALTHAM) کے گرجا بولی کر اس میں خادمانِ دین کینن

بنائے گئے اور ایک سردار خادمہ (PROVOST) مقرر کیا گیا اور پورٹ کیتھڈرل
 سے ماہ بانے گئے تاکہ وہ خادمانِ دین کو درس و تعلیم دیا کریں۔ سلسلہ میں یہ لازمی
 ٹھہرا کہ اس وقت صاحبانِ باغ یا زمین کا کچھ حصہ ابلوہ سٹوہ خادمانِ دین کو دیا کریں،
 تاکہ وہ تمام خادمانِ دین کے لئے وقت ہو جب یہ دیکھا گیا کہ بعض دفعہ اس میں
 انجمن پیدا کر دی جاتی تھی تو گرجوں کے بنائے والے مریٹوں نے اپنا مستطیر یہ بنانا
 شروع کر لیا اور نیول تین دستور رائج ہو گئے۔ لیکن زیادہ موزوں زمانہ مذمت جس میں
 خادمانِ دین کے مقصدات خود سے متصور رہتے اور ساتھ ہی ساتھ ان کے گھر و مذمت
 کے مریٹوں کی تفسیر تھی ضابطہ آسٹن کیا نہ گیا۔ بارہویں صدی کے خادمانِ
 دین اس ضابطہ کے تابع مذمت زیادہ مہندہ رہنے لگے اور پوٹ دیاتی گرجوں
 کے لئے بڑے گرجوں کے خادمانِ دین اپنے شریکِ خدمت کو تیار کرنے لگے لیکن
 نہ بیانہ طریق زندگی پر بہت زور دیا گیا۔ خادمہ الدین قانوناً رات کو اپنے گھر سے باہر
 کسی مائیں کو پاک عشاء دینے کے لئے جی نہیں ٹھہر سکتا تھا اور پس پانی مذمت کو فروغ
 دینے کے لئے وہ تعلیم و تدریس اور مقدس کتب نوایں میں مشغول رہتے تھے۔ تقریباً
 یافتہ۔ جب خادمہ الدین اور غیر تقریباً یافتہ رابیب کیا تھا۔ بارہویں صدی کے بعد
 رابیب کو خادمہ الدین کا درجہ دیا گیا۔ ویلز (WELLS) کے اس وقت کے خادمانِ دین
 کے ایک ریتے کے لئے وسیع گھر بنوائے۔ ایڈورڈ دی کنفیسر (CONFESSOR)
 نے ویسٹ منسٹر (WESTMINSTER) میں بینڈ کمانی طرز پر رابیب خانہ قائم کیا
 اور نائین پشپوں نے اس کی بہت حمایت کی کہ جائیداد گرجا خادمہ الدین۔ پائسٹری
 ناپچی اور پائسٹریں تسلیم ہو اور بینڈ کمانی مذمت کو اپنا یا دیا۔ رابیب لیون فرانک
 (LANFRANC) آریچ بشپ کنسروی بنائے گئے تو آسٹن ضابطہ کے تار خادمانِ
 دین چیسٹر (CHECHESTER) اگر (EXETER)۔ فریچ نیڈ۔ کابینٹ
 پال سائبری (SALSBURY) ویز اور یورک (YORK) میں مذمت کرتے تھے لیکن
 بینڈ کمانی مذمتیں کنسروی۔ بانڈ کوونٹری (COVENTRY) ڈور (DORHAM)
 ی۔ نورویچ۔ روجیسٹر۔ ونچسٹر۔ ورسٹر (WORCESTER) ڈسٹرکٹ۔ جہاں جہاں
 آسٹن ضابطہ نافذ نہیں تھا وہ کیتھڈرل گرجا سمجھا جانے لگا۔ کیتھڈرل کے ساتھ

ہسپتال اور مرد سے بھی بنائے گئے جن میں دو یا تین خادمانِ دین خدمت کے لئے مقرر کئے جاتے تھے۔ گلبرٹ (GILBERT) نے مستورات کے لئے کیتھڈرل کے صحن میں علیحدہ کمرے بنوائے اور گرجا میں عبادت کے لئے انہیں علیحدہ جگہ دی۔ رابب اُن کی دعا و عبادت میں رہنمائی کرتے تھے۔ مستورات ضابطہ میں سسٹر (SISTER) اور نن (NUN) کے دستور یہ ہیں رہتی تھیں۔ یورپ میں کئی مسیحین نے ضابطہ سٹن کے ساتھ کچھ اپنے قوانین ایذا دکر کے رابب خانے اور گرجے بنائے۔ پیرس میں ایبے آف سینٹ وکٹر (ABBEY OF ST VICTOR) نوٹرے دام (NOTRE DAME) کے کیتھڈرل سکول کا مقابلہ کرتا تھا۔ سو نظم و تعلیم میں یہ ضابطہ موزوں ٹھہرا۔

اس ضابطہ کو ناربرٹ آف

خانیسین (NORBERT OF XANTEN)

پریمانسٹرانٹینسین ضابطہ

(PREMONSTRATENSIAN ORDER)

نے قائم کیا۔ یہ بہت امیر آدمی

تھا اور اپنی ساری جاگیر اس ضابطہ کے نام وقف کر دی۔ اس نے سال ۱۱۲۰ء میں لوٹن (LOAN) کے جنگل میں رابب خانہ تعمیر کیا اور فرشتہ سے ہدایت پا کر اُس رابب خانہ کا نام "پریمانسٹرے" (PREMONSTRE) رکھا۔ ناربرٹ مقدس برنارڈ کا بہت مددگار تھا اس لئے اس نے اپنے اس رابب خانہ میں سسٹریس ضابطہ کو اپنا لیا اور راببول کو تلقین کی کہ وہ اُن کی مانند سفید چوغہ پہنا کریں۔ یہ رابب پاسبانوں کی طرح سادگی کرنے تعلیم دینے اور اعتراف گنہگار ہر مشغول رہتے تھے جب ناربرٹ سال ۱۱۲۶ء میں آرچ بشپ میڈنبرگ (MAGDEBURG) بنا تو اُس نے دنیا دارانہ خادمانِ دین کو ہدایت کی کہ وہ پریمانسٹرانٹینسین ضابطہ کو اپنائیں لیکن اُنہوں نے انکار کر دیا۔ سال ۱۱۳۹ء میں تمام رابب خانوں اور ضابطوں کو ایک نظام میں کرتے ہوئے پایا سے روم نے منظوری کا حکم صادر فرمایا تب سے یہ سب ضابطے کلیسیائی بحالی میں بالاقید و بند خدمت کرتے رہے۔

نواں باب

صلیبی مہمات

(CRUSADES)

اٹھو، دیکھو! مرا برباد منظر دیکھتے والو!

میری آبادیوں میں بربادیوں کا پھر سیلاب آیا

صلیبی مہمات بظاہر اندیشہ جنگ تھی تاکہ مقدس یروشلم (مركز اتحاد مسیحیت کی
مجموعی ترکوں سے جو مسئلہ میں قابض ہو چکے تھے۔ ان کے بربریت و نفرت پسند
نظم سے آزاد کرایا جائے۔ کیونکہ زائرین بے رتم قوم کے وحشیانہ برتاؤ سے ناامان تھے
ان کی بربری وحشت کے واقعات منکر المزاج مسیحی دنیا میں قابل برداشت نہ تھے۔
مذہب شہیدانوں کے دل آٹھ آٹھ آنسو روتے تھے اور وہ اس ٹرپ میں تھے کہ کب
وہ موت سے ہم بربریت پسند اور متکبر المزاج قوم کی پیاس اپنہ خون سے دور کر کے
انہیں بتا دیں کہ شہیدانے صلیب مرکز صلیب پر پروانہ وار مرستے ہیں تاکہ ہر زمانہ میں
اتحاد و اخوت اور حلم کا سبق دیں۔

سجوقی ترکوں کے حکام کا دباؤ بیظنتان سلطنت کے مرکز پر روز بروز بڑھتا ہی
جاتا تھا۔ یہ وہ جگہ تھی جہاں مقتدر صوفیوں کا گرجا اپنی شان میں یکتا اور مشرقی مسیحیت
کا محافظ و مددگار تھا۔ کلیسیا، سن سے اپنی محدود جگہ میں قیام پذیر تھی اور دیگر اقوام
و مذہب کو پناہ دینا وہ بھی نہیں سکتے تھے۔ ان کے شانہ و شوکت نے جوہر و استبداد کی
مدیں توڑ دیں۔ خلیفہ بایزید اول (۱۰۶۷-۱۰۸۱) نے نہایت عباسیہ کے
دوران میں معاویہ، اور چارلس اٹلم کو اجازت نامہ کی رو سے مسیحیوں کی مقدس مزار
کی زیارت کرنے کی اجازت دے دی۔ لیکن سلطان نے حکیم نے مزار پر
تقیہ شدہ کرہ کرنا غایم مسیحیت میں نفرت و کدورت کے جذبہ کو مشتعل کر دیا۔ اس کے

بعد سلطان حکیم کے فرزند نے قیصر قسطنطنیہ سے اتحاد و امن کا معاہدہ کر لیا۔ اور اگرچہ
کر دیا دوبارہ تعمیر کیا گیا، لیکن ۱۶۳۳ء میں جسے سلیطانی طغرائی وارسا نے اپنی موت
قائم کر لی تو متبرک مقاموں کے مہندم ہونے اور زائرین کے رسوا ہونے کا خطرہ
دوبارہ پیدا ہو گیا۔ شاہ شین کے بیٹے نے کے باعث سلطنت ہنگری کا راستہ زائرین
کے لئے کھل چکا تھا لیکن زائرین پر جریت زیارت کی دھمکی نے ان کی رہی مہی اُسید
خاک میں مادی۔ کیونکہ متحمل مزاج عربوں کو ترکوں اور منگولوں نے موزول کر دیا۔ اور
۱۵۵۱ء میں بغداد پر بھی قابض ہو گئے تھے جس سے بیظنطانی سلطنت کی سرحدیں
اور مسیحی عالم کو زیادہ خطرہ ہو گیا۔ بربری ہوا و ہوس کے پرستاروں نے یونانی شاہ
کو مانزیکرٹ (MANZIKERT) کے رزم میں ۱۰۷۱ء میں شکست دی اور ارمینیا
اور سریا پر بھی قابض ہو گئے۔ ۱۰۷۸ء میں یروشلم آئے کہ یہ تھا ۱۰۷۱ء میں اٹلیا
جو مشرقی سلطنت کی آخری پناہ گاہ تھی اپنے امانت اختیار میں لے لیا۔ وہ تمام
مقدس جگہوں پر قابض ہو گئے۔ مسیحی تبرکات و عمارت کی حفاظت کیا ان کو دیکھنا
پسند نہ کرتے تھے۔ مسیحی انہیں ایک آنکھ نہ بھاتے تھے۔ نہ دبا ئے ماندن نہ پاس
رفتن۔ اس لئے اپنے کلیسیائی بدن کے اعضا کو ٹوٹے میں دیکھ کر یورپی مسیحیوں میں
نفرت و حقارت کا جذبہ برپا ہو اوت پھوٹ گیا۔ کو یہ وقت نہ تھا کہ وہ مقابلہ میں جنگ
کر نے کیونکہ تارمن ۱۰۷۲ء میں سب سے پہلے بڑے چکے تھے جس سے مسیحیوں کی سیاسی
واقف مادی حالت خستہ ہو چکی تھی۔ کلیسیائی تفریق نے یہی سہی طاقت کھو دی تھی
اور مسافت کی دوری سے درجہ مانع تھی تو بھی سلیم نے اور اندلسیوں کے پرستاروں کے
شعروں سے کہنے کے لئے مجبوراً ایک پڑے۔ آگاہ کے چند وزہ لطف اٹھانے کی
نسبت شمار کی اُمت کے ساتھ ہر موزلی اور لعن ملعون کو برداشت نہ کر سکنے پر مجبور
تھے۔ سیاسی طاقت پر نہیں بلکہ محبت کے تر پتے ہوتے دل سے کمزوری میں زور و
بے شیروں کے مژدہ بزرگے۔ آگ کی تیزی کو بجھایا۔ تلوار کی دھار سے بچ نکلے۔
دشمن کی فوجوں کو مار جھکا یا بعض مایہ جات کھاتے رہ گئے مگر رہائی منظور نہ کی۔ تاکہ ان کو
بہت قیامت نصیب ہو۔ بعض شخصوں میں اثر اُسے جانے اور کون سے کھانے، پینے
ترنجیروں میں باندھے ہٹ اور قید میں پڑنے سے آزاد مائے گئے۔ سنگسار کئے گئے۔



چرچ آف دی غولی سپہنگر جو ۱۸۲۶ء میں شہنشاہ گنیشٹان نے
 یروشلم میں تعمیر کیا اور جسے ۱۹۰۹ء میں صلیب پر ڈال دیا
 نے دوبارہ بحال کیا۔

آرے سے چیرے گئے۔ آزمائش میں پڑے۔ تلوار سے مارے گئے۔ صلیبی محبت کا چوندہ پہنے محتاجی میں بدسلوکی کی حالت میں جنگلوں۔ پہاڑوں۔ غاروں اور زمین کے گڑھوں کو پھانسی دے آئے تاکہ مسیحی بھائیوں کے ساتھ اتحاد و وفا کی گواہی دیں۔ گو ان کو وعدہ کی ہوئی چیز نہ ملی تو پھر انہوں نے شہادت کے خون سے مسیحی محبت و وفا پر مہر لگا دی ہے

جب جوش پہاڑوں پر ہوتا ہے منجھٹا ہے۔ یہ کشتی موتی ہے
 ہر ڈوبتے والے کے لب پر اللہ کا نام آجاتا ہے
 جو نام وفا پر مرتب ہے جو پیام شہادت پیتا ہے
 اس بندہ مومن کو شائبہ اک تازہ پیام آجاتا ہے
 مشہور شاہ نے پوپ گرگوری ہفتم سے مدد کی التجا کی تاکہ قسطنطنیہ میں حفاظتی جتہ موجود رہے اور اس نے مدد دی۔ اربن دوم کو شاہ انگلیس کو فلس نے مزید مدد کے لئے عرش کی سوچ پر پانی افرا و فد کی صورت میں پیاسنا پہنچ گئے اور اربن دوم کے روبرو گزارش کی کہ ان کی ہر ممکن طریق سے مدد کی جائے۔ اربن دوم نے کہا کہ بینظانی کے یہ خطے جو مجوقیوں کے قبضہ میں ہیں ان کی نسبت تو کچھ نہیں کیا جاسکتا لیکن مقدس مبھوں کو واپس لینا ہم پر فرض اولین ہے، خصوصاً مرکز مسیحیت یروشلیم و بیت المقدس کو۔ جہاں خداوند یسوع نے تبلیغ کی۔ معجزات کئے۔ اور لکھوئے جوہوں کو ڈھونڈنے اور بچانے کے لئے اپنی جان قربان کر دی۔ وہیں مقدس یسوع کا پہلا بشپ مقرر ہوا اور یہی بادشاہ مشہور کیا کہ جو غیر قوموں میں سے خدا کی عطا کردہ رجوع ہوتے ہیں ہم ان کو تکلیف نہ دیں۔ مگر ان کو لکھو بھیجیں کہ بتوں کی مکر و بات اور سراسر مکاری اور گھٹا چھوٹے ہمارے ہاتھوں اور ہمارے پیر کے کہیں۔ پتال دس صدیوں میں خداوند یسوع مسیح کی سلطنت میں یروشلیم۔ انطاکیہ۔ بڑائیہ۔ کماں۔ مصر۔ سکندریہ۔ فارس۔ مصر۔ پرگن۔ بختنا۔ تیرہ۔ روس۔ قازاقیہ اور یوکرین۔ فرانس۔ سسلی۔ اٹلی۔ روس۔ سکندریہ۔ یوگیا۔ برسن اور قسطنطنیہ شامل تھے۔ صلیبی پرچم امن و سکون کا علم بردار ان جنگوں پر لہرا رہا تھا لیکن سارسانی اور سلجوقی اقوام نے اپنی وحشیانہ برابریت، نفرت و حقارت، تعصب و تشدد طرف کی وجہ سے

مسیحیت کو مٹانے اور ہوس ملک گیری اور مرض جو الارض کی وجہ سے جنگ و قتال کر کے
یروشلم۔ انطاکیہ و سریا پر سلسلہ میں قابض ہو گئے چنانچہ یروشلم کو جو انبیاء کی خدشاہ
اور مسیحی مقدسین و عوام کی زیارت گاہ ہے پہنچے استبداد سے بچانا اربن دوم
نے لازمی سمجھا اور یہی وجہ جنگ ٹھہری جو ۱۰۹۵ء میں تک متواتر ہوتی رہی۔

صلیبی معرکہ کی مادی پوپ اربن دوم نے ۱۰۹۵ء میں کونسل کلیہ ٹوٹ
ہیں کی جس میں فرانسیسی بشپ حاضر تھے۔ دوران تقریر میں پوپ نے کلیسا و
اُمرا پر انتہوت۔ غناطت مقدس شہر اور تبرکات کی حرمت کا بوجھ ڈالا اور کہا
کہ کوئی چیز نہیں اس انعام سے محروم نہ رکھے۔ جان دینے تک وفادار رہو تو تم کو
زندگی کا تاق ملے گا۔ سو عوام فتح۔ لوٹ اور ابدی انعام کے بوش میں نصرے لگا کر
گئے کہ وائس فوٹ (DEUS VULT) "خدا چاہتا ہے" سو مجاہدان صلیب خدا کا را
منید صلیب کو غر و نشان لئے معصوم بچوں کے جھٹوں کے ہمراہ غیر منظم طور
پر چل دیئے پوپ نے فرانسیسی بشپ کو تعین کیا کہ وہ ان کو منظم کر کے
برٹش یکن وہ با انتظام و منہج۔ بے یار و مددگار چلے گئے۔ مجبور۔ پیاس اور
تکلیف کی وجہ سے سبکدوش یا ایشیا کو چپ میں ختم ہو گئے۔ ان کے ولولہ انگیز جوش
شہادت کو دیکھ کر بشپوں۔ مقدسوں اور راہبوں نے صلیبی ہم کی راستی اور اہمیت
پر تاش۔ یہ کہیں۔ سبب پیر مرت اور والٹر ایک چینی نے اپنی اشک اور تقاریر
ت ہم کو سہ دی اور مقدس بنار و ہمیر کس نے فرانس اور جرمنی میں دوسری صلیبی
ہم کا اشتہار دیا۔ ایک دفعہ اس نے اپنے کپڑے پھاڑے اور ان کی صلیبیں بنا کر
جہازوں میں تقسیم کر دیں۔ سلسلہ میں مقدس چپو ڈ بشپ چچسٹر۔ بنی انگلستان
میں پہنچی۔ پرتو بر کرتا ہوا مر گیا۔ ان مقدس لوگوں کی زندگیوں کے بارے میں
کسی کو شبہ نہیں آتا کہ وہ اس زمانہ میں اپنے مقصد میں صحیح تھے لیکن وہ دوسری
سلسلہ میں تھے جن اگر اللہ تبارک و تعالیٰ چاہتا ہے تو ہر مذہب و عامت میں کریں
اور انہیں کوئی قت و زور سے نہیں باز نہ کر سکتا۔ فراتن اور صلیب روح کے وسیلہ
سے فرانسیسی اسپیئر اور ریڈیل کی مانند خداوند کے لئے جیت لیں۔

ہیت المقدس یروشلم مرکز مسیحیت کو تہذیب و تمدن و عمر فاروق خلیفہ دوم نے

۱۰۶ھ میں فتح کر لیا تھا اور تمام مقدس مقامات اپنی تحویل میں لے لئے تھے۔ حاکم شہر
انتخار الدولہ تھا اور جنگ پر سپہ سالار ابو شجاع یزدی و شہیم کا ناظم اعلیٰ مقرر کیا گیا۔ دوسری
سلطنت قونیہ میں تھی جس پر سلجوقی ترک قزل ارسلان نکران تھا۔ وہ نہایت بہادر
اور سنگ دل مدبر تھا۔ جوش اسلام میں ۱۰۹۵ء اور ۱۰۹۶ء روساں میں دو دفعہ
پیشکر جہاد لے کر مسیحیوں پر چڑھا اور وہ منہالم گئے کہ زمین اور آسمان ہلنے لگے،
فرشتے کانپ گئے انسانیت تھرا گئی۔ لاکھوں مسیحی ڈیر ہوئے۔ اس کی بہت
مسیحیوں کے دل پر کچھ ایسی چھا گئی کہ اس کا نام سنتے ہی دم بخود ہو جاتے تھے
عورتیں اپنے مندی اور رونے والے بچوں کو یہ کہہ کر چپ کر لیا کرتی تھیں۔ ہش
قزل ارسلان ۱۰۹۲ء میں پڑوسی ہرمٹ جب بیت المقدس کی زیارت کو گیا تو
اس نے جو رواستہاد کے واقعات بیان کئے تو دیرینہ یاد تازہ ہو گئی چنانچہ بھی
بہادر سو رما تیا۔ ہو گئے تاکہ وہ مرتدوں تک کو آزاد کر آئیں۔

پہلے منتظم جہادی جنہ میں کوئل بادشاہ نہ تھا۔ بلکہ امراء روساں میں
شرکت کی۔ کیونکہ پوپ نے شاہ فلپ فرانس شاہ ولیم انگلینڈ اور ہنری چہارم جرمنی
کو کلیسیا سے خارج ہونے کا فتویٰ دے دیا تھا۔ مومرا میں سے کافر بولے۔
بالڈون برادر گاڈ فری۔ رابرٹ نارمنڈی کا تاجدار۔ ریچارڈ اول سیسیلی بہادر
صلیبی سپاہیوں کے ساتھ لے کر چل پڑے۔ وہ سمجھتے تھے کہ خداوند کے مقصد کو
پورا کرنے جا رہے ہیں۔ اس نے فرانس سے جہان کے بادشاہان کھولتے اور
چیچہ بلاتے ہی انہوں نے زبردستی لگایا اور اسی طرح میں انہوں نے ہر شے کو
برداشت کیا۔ ۱۰۹۹ء میں وہ نیکیا پر قابض ہو گئے اور انطاکیہ کو اسلام کے دست
بڑے بچا لیا اور یک جولائی ۱۰۹۹ء کو بیت المقدس اپنے محاصرہ میں لے لیا۔ پھر
لوگوں میں مقدس مقامات کو دیکھ کر جن کا ذکر وہ انجیل مقدس میں پڑھتے تھے جوش
اور بہرہ برسر فروشی حد سے بڑھ گیا۔ ہر مسیحی اپنے وجود کو قبول کیا۔ موت کے خوف و
خدا شنہ سے وہ بے نیاز ہو گئے۔ ادھر ابو شجاع سپہ سالار نے کتابہ کی تیاری کی اور
منہ پر کھڑے ہو کر کہا: آج ہم اس مسجد مبارک میں اس لئے جمع ہوئے ہیں۔ کہ
واقعات پر تبصرہ کریں اور خدا سے فتویٰ کی دغا مانگیں۔ عیدائیموں کی جمیست تقریباً

ایک لاکھ ہو گئی ہے اور ابھی ان کے لشکروں کی آمد بدستور جاری ہے۔ اُن کے ساتھ فادر۔ غورقیر اور نیچے بھی صلیبی جہاد میں ہیں۔ لیکن لڑنے والوں کی تعداد ایک لاکھ ہے۔ انہوں نے ہمارے شہر کا محاصرہ نہایت سختی سے کیا ہے۔ ان کا خیال ہے کہ ہم محاصرہ سے تنگ آکر شہر ان کے حوالے کر دیں گے۔ اس میں شبہ نہیں کہ ہماری حالت روز بروز ابتر ہوتی جاتی ہے۔ سامان کی قلت۔ رسد کی کمیابی اور ہمارے اختیار میں ایک روز نہیں ہے ڈوبے گی۔

محاصرہ روز بروز تنگ ہو رہا تھا۔ مسیحیوں میں خواہش جنگ نہ تھی بلکہ یہ کہ نہ نگر شہر انتھار الدولہ ان سے اس اتحاد کا عہد کرے اور اسے آزاد شہر قرار دے۔ لیکن جب کوئی پیشکش نہ ہوئی تو انہوں نے حملہ کیا اور ایٹا۔ نفس مابڑ مسیحی منجینت بچوں کی آڑ میں۔ آہنی گولوں سے دور افتاد پتھروں کی زد و کوب سے بچتے اور سینہ و پیشانی پر تیروں کو پیوست کرتے ہوئے آگے بڑھتے گئے جو نہی کہ وہ فسیل کے قریب پہنچے تیل رال اور گندھک ان پر پھینک کر روٹی کے گھاؤں کے وسیلہ سے آگ لگا دی گئی تو بھی پروانہ وار جلتے مرتے بڑھتے ہی گئے اور مسلمانوں کو شکست دے کر شہر میں یہ تسلیم پر مسلط ہو گئے۔

گھاؤ فرے بولون نے شاہ یرشلیم کھانے سے نکال دیا بلکہ اُس نے "میں قضاۃ کا لقب اختیار کیا۔ مسیحیوں و مسلمانوں میں اتحاد و اتفاق کو قائم کیا اور ہر ایک سے براۓ محبت سے پیش آیا۔ اُس نے دین کے بارے میں کوئی سختی نہ کی۔ ہر فرد و ہنس امن سے اپنی زندگی بسر کرتا تھا۔ شاہ یرشلیم نے خداوند میں سو گیا اور اس کے بعد رئیس بالڈوان اڈیسوی یرشلیم کے لاطینی غارتہ کا بادشاہ بنا۔

دوسری صلیبی مہم کا سبب پوپ کی سارسانی حکومت شتی جو اسلام کو ممکن طریق میں مضبوط و بند کرنے کے درپے تھی۔ انہوں نے میوہ پتہ مہر فتح کر کے لاطینی واطنوی علاقوں کی طرف پیش کی۔ ۱۱۴۷ء میں اڈیسہ فتح کر لیا۔ جہاں کا فرمانروا اطالوی شاہ تیرہ سالہ لطفک تھا۔ سو پوپ یوحنیس سوم اور مقدس برنارڈ نے شاہ لوئس ہفتم فرانس اور مغربی سلطنت کے شاہ کانرڈ سوم کو اس بے رحمانہ حرکت کی تادیب کے لئے اکسایا۔ ۱۱۴۷ء کو یونانی مسیحی شاہ کی سازش۔ تدارکی اور



کڈ فرمے شاہ یروشلم

1844

1844

1844

حسد پر فتح پاتے ہوئے بہت مشکل راستوں سے گزر کر دمشق کے باغوں کے قریب پہنچ گئے۔ کیا معلوم تھا کہ سارسانی افواج ان باغوں میں چھپ کر گھات میں بیٹھی ہے۔ تب دونوں طرف سے ڈٹ کر مقابلہ ہوا اور یہ دمشق پر قابض ہوئے بغیر واپس لوٹ آئے۔

تیسری صلیبی مہم کا سبب غازی صلاح الدین تھا جو امیر دمشق کا باجگزار تھا۔ لیکن موقتہ پاکر وہ خود امیر دمشق کی سلطنت پر قابض ہو گیا۔ اور ۱۱۸۷ء میں سارسانی مسلمانوں کو متحد کر کے جنگ کا اعلان کر دیا اور بیت المقدس پر تسلیم پر حملہ کر کے ماہ اکتوبر ۱۱۸۷ء میں قابض ہو گیا۔ شاہ فریڈرک باربروسا، شاہ رچرڈ اول انگلستان اور فرانسیسی شاہ فلپ اگستس نے ۱۱۸۹ء میں متحدہ محاذ سے جنگ کی ٹھانی تاکہ بیت المقدس کو دوبارہ اپنے قبضہ میں لے لیں لیکن سب کوششیں رائیگاں گئیں کیونکہ ان کی طاقت کو شاہ فریڈرک باربروسا کے اتفاقاً ایشیا کو چک کے دریا کو عبور کرتے ہوئے ڈوب کر مرنے سے رک بیٹھی۔ شاہ فلپ اگستس حسد و نفاق میں واپس لوٹ گیا۔ صرف شاہ رچرڈ شیروں نے آکر سے پر قبضہ کر کے اسے قلعہ بند کر لیا۔ کیونکہ رچرڈ نے جنگ کی بہت تیاری کی تھی۔ ہر ملک و موبہ و عہدہ وہ اس جنگ کو جاری رکھنے میں نیچے کو تیار تھا۔ وزیر اعظم کا عہدہ تین ہزار پونڈ میں بیچ دیا۔ اس نے کہا کہ اگر مجھے کوئی اتنا متمول شخص ملے تو میں لندن کو بھی بیچنے سے دریغ نہیں کروں گا۔ یہ جنگ تین برس تک جاری رہی۔ سو آخر کار ۱۱۹۲ء میں اجازت نامہ زیارت پر تسلیم کر کے اور یرشلم کو پہاڑ کی چوٹی سے دیکھ کر حسرت لے کر واپس لوٹا اور جب وہ جرمنی سے گزر رہا تھا تو اس کو قید کر لیا گیا جس کی وجہ سے کثیر رقم فدیہ میں انگلستان سے اکٹھی کر کے دی گئی۔ انگلستان مالی طور پر کمزور ہو کر جنگ مقدس کا خیال چھوڑ بیٹھا۔ اس کے بحال جان نے یہ افواہ مشہور کر دی تھی کہ شاہ رچرڈ مر چکا ہے اور وہ خود بادشاہ بن بیٹھا۔ شاہ فرانس انگریزی مقبوضات نارمنڈی اور اکیٹان کو اپنے حلقہ میں لینے کی فکر میں سرگردوں تھا اور جان نے آرج بشپ لانگٹن کی تقدیس میں پوپ کی مخالفت کی تھی اور کہا تھا کہ اگر لانگٹن یہاں انگلستان آئے گا تو میں خدام الدین کی قدام الملک وجاگہ ضبط کر لوں گا۔ پوپ نے کلیسیائی اخراج کی دھمکی دی اور کہا کہ شاہ جان

ان کے ترائے کہے ملک میں عبادت جہازہ اور پتھر نہ کیا جائے۔ حالت بالکل درگاہوں
یہودیوں کی تھی اور انتشار اور ماضیت میں بد نظمی مانع صلیبی مہم ہوئی۔

چوتھی صلیبی مہم کا سرغنہ مشہور واعظ پوپ اونیٹ سوم تھا۔ اس صلیبی مہم میں
نئے اور شریک ہوئے لیکن شہزادوں میں ملک گیری کی ہوس تھی اور وہ فوجی حکومت
کو قائم کرنا چاہتے تھے۔ اس لئے انہوں نے بے پناہ بلغار میں نہ مسیحی دیکھنا مسلمان جو
شہزادوں میں آیا اس پر قبضہ کر لیا۔ انہوں نے مشہور مسیحی تاجروں کے شہر ونس پر دھاوا بول
دیا۔ اور سالانہ میں وہ مصر کی طرف ایک اور وہاں تاخت و تاراج کیا۔ سال ۱۲۰۵ء
میں قسطنطنیہ کے دارالخلافت قسطنطنیہ پر رومی سلطنت قائم کرنے کے لئے قابض ہو
گئے۔ سال ۱۲۰۴ء میں یونانی مسیحیوں کو نوٹا کر گروہ کسی دوسرے مسیحی بادشاہ کو نہ دیکھنا چاہتے
تھے۔ سب سے پہلی مسیحی انہیں مسلمانوں سے بازرین سمجھنے لگے، کیونکہ نہ صرف مسیحیوں
کو دیکھ دیتے تھے بلکہ اپنے مقصد سے دور بٹ گئے تھے اور قسطنطنیہ پر سال ۱۲۰۴ء
تک اطلالیوں تک حکومت کرتے رہے جس سے مغربی اور مشرقی کلیسیاؤں میں
مکمل بڑائی ہو گئی اور کلیسیا مشرق نے اب تک اس جرم کو معاف نہیں کیا۔ سال ۱۲۶۱ء
میں قیصر مشرق نے جینیوا کے باشندوں کی وساطت سے پھر قسطنطنیہ کو فتح کیا اور
چونکہ سلطنت بکریا کمزور ہو گئی تھی اس لئے مسلمان حکومت ترکی قائم ہو گئی جس سے
مشرق مسیحیت کو بہت دھکا لگا۔

سال ۱۲۰۴ء میں پانچویں صلیبی مہم کا حکم لیٹرن کی کونسل سے صادر ہوا اور فلسطین
کی بحرانہ مصر پر حملہ کی تجویز ہوئی۔ لیکن جتنی دیر یہ لڑائی جاری رہی، پوپ اور قیصر کے
درمیان تنازعہ بھی جاری رہا۔ آخر پوپ نے قیصر کو کلیسیا سے خارج کر دیا۔ لیکن
قیصر فریڈرک کاہنہ نامک مصر کے ساتھ ساتھ رہ کر لیا جس کی رو سے پوپ و قیصر بیت لحم
اور بیت سمیرا کو دے دیئے گئے۔ سال ۱۲۰۵ء میں پوپ نے پوپ پر حملہ کر دیا
اس کے نتیجے میں شہر پھر مسیحوں کے ذمہ آ گیا۔

چوتھی صلیبی مہم کا سرغنہ پوپ سوم تھا اور اس کا جادو بھائی اور
سید سال پانچویں صلیبی مہم میں شریک تھا۔ سال ۱۲۰۴ء میں انہوں نے مصر پر حملہ
کر دیا اور قیصر کاہنہ کو قتل کر دیا۔ لیکن شکست دیکھ کر انہوں نے واپس



مقدس شاہ لوٹس صلیبی جنگ کے لئے تیار ہے

قید کر لئے گئے۔ سو قدیم دسے کرواپس لوٹ آئے۔

ساتویں صلیبی مہم میں مقدس کونسل شاہ فرانس بالکل اکیلا تھا۔ اس نے شہر یونیس پر حملہ کیا اور رزم گاہ میں سنہ ۱۲۷۱ء میں یرشلیم یرشلیم یرشلیم کہتے ہوئے جان بحق ہوا۔ ادھر غازی صلاح الدین کے "ملوک خاندان" یعنی عماد الدین غلاماں نے سلطنت کی عمان اپنے ہاتھ میں رکھی اور انہوں نے فلسطین میں منگولوں کی ریاست اور مسیحی مقبرضات پر قبضہ کر لیا۔ اس طرح سے سنہ ۱۲۹۱ء میں یرشلیم کی مسیحی ریاست کا خاتمہ ہو گیا۔

شام! زورِ زماں تیری کہاں، ٹوٹی کہاں

صلیبی مہمات کی نسبت عوام میں دو قسم کے خیالات ہیں بعض لوگ توران کو مسیحی مجاہدہ کے تقوئے کا بہترین رومان سمجھتے ہیں۔ برعکس اس کے بعض ایسے ہیں جن کی رائے میں صلیبی جنگیں ایسے واقعات ہیں جن میں انسانی جہالت اور کلیسیائی شرارت بدجہ کماں نظر آتی ہے۔ یہ دونوں خیالات بالکل درست نہیں ہیں۔ صلیبی محرکہ یورپ کی قومی بیداری کا نتیجہ تھا۔ فلسطین کی اہمیت مجاہدین کی نظر میں نہ صرف مذہبی تھی بلکہ سیاسی اور تجارتی نوعیت کی بھی تھی۔ فلسطین مشرقی مالک میں مغرب کی حکومت قائم کرے اور تجارتی منڈیاں کھولنے کی ایک کنجی تھی جسے یورپ اپنے قبضہ میں رہنا چاہتا تھا۔ اور فلسطین ہی مصر کو دوبارہ حاصل کرنے کے لئے حملہ کا صدر مقام ہو سکتا تھا تاکہ قبضہ میں لاکر عربی اور قبطی مسیحیوں کو ظلم و استبداد کی آہنی زنجیروں سے آزاد کیا جائے اور ان کے لئے مسیحی دنیا کی آخرت و دنیا کا مظاہرہ کیا جائے تاہم یہ صلیبی محرکہ اس لئے کامیاب نہ ہوا کیونکہ:-

۱۔ کلیسیا میں نفاقِ عظیم تھا۔

۲۔ پوپ اور قیصر میں اختلاف رائے تھی۔

۳۔ تجارتی اہمنواں میں منڈیوں کے بارے میں حسد و اختلاف تھا۔

۴۔ شاہانِ یورپ میں خود غرضی تھی۔

۵۔ چرچ یوروپا منگولان نے چین و تبت پر قبضہ کرنے کے بعد مشرقی یورپ پر حملہ کیا

اور روس پر قابض ہو گیا۔ جس کی وجہ سے شاہانِ یورپ اور یورپ اپنے اپنے

میں لے لیا۔ لیکن تیرنگ کے وسیلہ سے مسلم تنظیم و اتحاد زیادہ مضبوط ہو گیا۔

۷۔ نسٹورین مسیحی چونکہ بدعتی قرار دیئے گئے تھے انہوں نے حملہ آوروں کو غرض آمدید کہا اور ہر طرح سے نڈاری کی۔

۸۔ فرانسیسی قانون دانوں اور علمائے جہاد کی ناکامی پر مکالمے تحریر کر کے عجیب غریب توجیہات پیش کیں نئی نئی ترکیب تجویز کیں کہ ہر ملک کی وہی میں فرق ہو، ملکی جھنڈا ساتھ ہو اور انہوں نے ملک کے اندر سے رضا کارانہ اور اہمیانہ تنظیم کو جو فوجی جماعت کی شکل میں جہاد صلیب میں پیش پیش تھے یہ سمجھنے پوچھنے کے اس کے بعد یہ فرانس کے تخت کو زیر و بر کر رہ گئے اور فوجی حکومت قائم کر دی گئی ان کا قلع قمع کرنے کے لئے فرانس میں ہمال بچھا دیا اور پوپ کی بے وفائی و نالافتائی سے فائدہ اٹھا کر انہیں نیست و نابود کر دیا یوں فوجی زور کم ہو گیا اور ملکوں میں نفاق کی روح پیدا ہو گئی۔

۸۔ منگول مسلمان ہو گئے اور انہیں شکست دینا ناممکن تھا۔

۹۔ پوپ اسیری کے زمانہ کے نفاق کے گھاؤ ابھی تازہ ہی تھے اور پوپ کلیسیا میں یگانگت نہ تھی۔

۱۰۔ انگلستان اور فرانس کے درمیان صد سالہ جنگ شروع ہو گئی، کیونکہ فرانسیسی بھری ڈاکو انگلستان کی سرحدات کو تاخت و تاراج کرتے رہتے تھے۔ اور انگریزوں کے خلاف سکاٹ لینڈ اور ولز کی مدد کرتے تھے جو حالت یہ ہو گئی۔ ع

مجھ کو برائی کیا پڑی اپنی نبھیر تہ

۱۱۔ عثمانی ترکوں کے نزول نے جہاد صلیب پر آخری چوٹ لگائی اور مسیحیوں کو جہاد کی بجائے اپنی استحکامت کی فکر پڑ گئی اور صلیبی معرکہ ختم ہو گیا لیکن کلیسیا میں جو توہم و تافہ پیدا ہوئے وہ خالی از وچسپی نہیں ہیں :-

(۱)

لاطینی کلیسیا کی عظمت کا سکہ بریطنطانی سلطنت اور مشرقی کلیسیا پر سے اٹھ گیا کیونکہ صلیبی محاذ کی وسعت سریا اور فلسطین کی سرحدات کے ساتھ ساتھ تھی اور

یروشلم سے اطالوی ضبط و انصرام کرتے تھے۔ مفتوح شہروں میں لاطینی بشپ تعینات کئے جاتے تھے۔ پادری و راہب سب اطالوی تھے لیکن جب صلیبی جہاد کا زمانہ گزر گیا تو اطالوی بشپوں کو نکال کر مشرقی بشپ و پادری تعینات کئے گئے۔

(۲)

فوجی محکمہ میں دو نئے ضابطے پیدا ہوئے۔ غازی فوج (KNIGHT TEMPLAR) اور طبیانہ فوج (HOSPITALIERS) دونوں مهم جوڑ تھے۔ فوجی ضابطہ میں ہر شریک کو غربت۔ پاکیزگی اور تابعداری کا حلف اٹھانا پڑتا تھا اور جو مقام رہائش کے لئے مقرر کیا جاتا تھا وہیں رہتے اور اپنی فوجی زندگی سے ملک فلسطین کی حفاظت کرتے تھے۔ طبیانہ فوج ۱۱۳۰ء میں بنی تھی جبکہ اسمیلفی نے یروشلم میں غریب اور بیمار اطالوی زہرین کے لئے شفا خانہ قائم کیا۔ یورپ میں بہت شفا خانے تھے جو صلیبی جہاد میں مفید ثابت ہوئے۔ ۱۱۳۰ء میں شفا خانوں کے ناظم جیرارڈ کو پوپ فرمان کے وسیلہ سے میریا اور مغربی یورپ سے عطیہ جبات کے حصول کا حق ملا۔ ۱۱۳۰ء میں غازی دو مفائن مقرر ہوئے جس کے عہد میں غازی طبیانہ فوج کا ضابطہ مقرر ہوا۔ اس نے اپنے ضابطہ کو فوجی بنا لیا جس میں بہادر فوجی پادری اور ہر اور شریک ہو گئے۔ ان کے گھر فلسطین کی حفاظتی فوج کی تیاری کا ہ گاہ تھے۔ ہر ایک گھرانے کا سرورسپہ سالار کہلاتا تھا۔ جب مقدس مہ زمین ان کے ہاتھ سے نکل گئی تو یہ روڈیں اور بعد میں مالٹا میں آباد ہو گئے۔ اور سارسانیوں کے مقابلہ میں میریا اور سپین میں بھی انہوں نے جنگ کی۔

غازی فوج کو برگنڈینی بہادر ہف ڈی پاپن نے قائم کیا جو دیگر بہادروں کے ساتھ یروشلم کی راہ میں حفاظت کرتا تھا۔ ۱۱۳۰ء میں شاہ اطالوی نے انہیں یروشلم میں سلیمان کی مہیکل کے اندر جگہ دے دی۔ اور ۱۱۳۰ء میں پوپ نے ان کے ضابطہ کو قبول کر لیا۔ یہ ضابطہ مقدس برنارڈ کے مشورہ سے وجود میں آیا تھا۔ اس ضابطہ کی رو سے بہادر غازی مشرکہ طور پر ایک میرسپہ سالار کے تابع رہتے تھے۔ وہ نہ زیادہ بولتے اور نہ سنتے تھے۔ انہوں نے بہادروں کے پرانے مشغلے جو شکار بازی مذاق و دل لگی اور رومان پسندی سب ترک کر دیے تھے۔ وہ سبک دم تیز رفتار گھوڑے

رکھتے اور ہر وقت محاذ جنگ اور فتح کی تجاویز سوچتے رہتے تھے۔ وہ جنگ میں مردانہ وار شیر کی طرح لڑتے تھے لیکن گھر میں وہ غما بطہ کے ماتحت مجیٹروں کی مانند رہتے تھے۔ وہ مسیح خداوند کے پرستاروں کے دشمنوں کے مقابلہ میں سخت اور تند خوتھے۔ لیکن مسیحیوں پر مہربان اور نرم دل تھے جب کبھی وہ جنگ کے میدان میں اترتے تو دشمن کی افواج کی تعداد نہ پوچھتے تھے۔ وہ اپنے سفید کپڑوں پر سرخ صلیب لگاتے تھے۔ یہی صلیب احمدیہ جو موجودہ بلی امداد کرنے والوں کا مقدس نشان بن چکی ہے۔ اس غازی راہبانہ فوج کے مراکز سریا اور یورپ میں تھے۔ اس غما بطہ کے اچھے مقاصد اور کامیاب نتائج کے باعث عوام نے زمین اور قیمتی اسباب بطور تحائف ان لوگوں کو دیئے جس سے یہ متمول ہو کر عیش و عشرت میں پڑ کر بدنام ہو گئے۔

صلیبی معرکہ نے فن عمارت پر بہت کم اثر کیا۔ بعض جنگی بہادریوں کو جنگ میں بہادری کے پھلہ میں جاگیر عطا ہوئی اور انہوں نے مشرقی نمونہ پر گول ٹیمپل کراسنگ (TEMPLE CROSSING) ٹیمپل گرانی (TEMPLE COWLEY) ٹیمپل کومب (TEMPLE COMBE) مقدس مزار کا گرجہ اور کیرج کی عمارات تعمیر کیں۔ ان عظیم جات کی وجہ سے عوام میں حسد کی روح پیدا ہوئی تو ۱۳۱۲ء میں انہیں ضبط کر لیا گیا۔ ان فوجی غما بطوں کے علاوہ ٹیوٹانی غازی غما بط بھی تھا جو آکریسٹ کے محاصرہ ۱۱۹۱ء کے وقت جرمن بہادریوں نے جو فریڈرک باربروسہ کے ساتھ آئے تھے واپس لیا تھا۔ انہوں نے تیرہویں صدی میں بے دین یروسیوں اور لیتھونیسیوں کے ساتھ جنگ لڑی۔ ایسے ہی تھامس بیکیٹ کے بہادریوں نے بھی جو آکریسٹ میں تھے مور کو سپین سے نکالنے کی انتہائی کوشش کی۔

(۳)

یروشلم میں لاطینی سلطنت دیر تک قائم رہی کیونکہ جو یعنی صلیبی جنگ کی وجہ سے یونانی شاہ میکائیل پالائیوس (MICHAEL PALAEOGUS) کی قسطنطنیہ میں دوبارہ حکم چاہتی رہی اور لاطینی سلطنت محض ۱۲۰۴ء تک قائم رہی۔ انوسٹیٹ سوم نے بھی صلیبی جنگ میں راجب خانوں اور گرجوں کے تاخت و تاراج کو امتناعی برائی قرار دیا لیکن جب کوئٹ فیلڈز نے شاہ بنا اور لاطینی بستی بارکس۔

مقدس موریا کے گرجے قسطنطنیہ پر مستعین ہوا تو پوپ نے نیم رضا مندی کا اظہار کیا۔

سلطنت تعلقہ داروں میں تقسیم ہو گئی۔ تھامس مورسینی (THOMAS MOROSINI)

شرقی لاطینی سلطنت کا مذہبی سرور مقرر ہوا۔ لیکن لاطینی سلطنت کے قیام و دباؤ کی وجہ سے بھی ان کا مشرقی سلطنت پر کوئی خاص نمایاں اثر نہ ہوا۔ ان صلیبی بہادریوں میں پاپائے روم کا عزت و وقار بڑھ گیا کیونکہ نہ صرف اربین دوم نے پہلے جہاد کی حمایت کی بلکہ تمام صلیبی بہادریوں میں یورپی تعلقہ داروں و امراء سے بڑھ چڑھ کر شوق ظاہر کیا تا کہ مقدس سرزمین کی حفاظت کی جائے۔ جب مسلم اتحاد نے مسیحیوں کو بڑھنے سے روک دیا تو پاپائے روم نے مسیحیت کو یکساں کرانے کی انتہائی کوشش کی جس سے ان کا وقار بڑھ گیا۔ پوپ ناظم و قارع تھے، اور فوجی قابض تھے ان کے ماتحت تھے۔ صلیبی قسم کا توڑنا پوپ کے منفرد نام سے ہو سکتا تھا دیگر انہیں بھی جہاد میں جنگی ٹیکس سے کافی آسانی ہوئی اور تینے بٹشپ صلیبی جہاد میں شریک ہونے لگے وہاں کی سوبائی اور جاگیر کی سہولتیں انہیں ملنے لگی تھیں سو ہر طرح سے ان کی عزت بڑھتی گئی۔

(۲)

منفرد نام کی تقسیم صلیبی جہاد کے ایام میں بہت بڑھ گئی۔ اس سے گناہ کی دنیوی سزا بھی دور کرنا شروع تھا۔ کلیسیا میں زمانہ قدیم سے یہ دستور چلا آتا تھا کہ نائب اقدار عام کے بعد پاک شہادت میں لیا جاتا تھا۔ ان کو نفس کی طرف سے مستزید ہوتی تھی لیکن بعد ازاں بٹشپ و قاضی اس دنیوی تاویب کی وسعت بغیر دفعہ بیرون کر سکتے تھے۔ نائب نامی بڑا نام تھا جس میں پختہ کر جہ میں علیحدہ بیٹھا۔ پاک شہادت سے باہر رہتا۔ صرف رومی و پانی برکت رکھتے۔ ریاست و انیس میں محبوب تھا نائب نامی۔ لہذا نہ اور مذہبی قابض بلکہ غیر مذہبی نہ ہو سکتا تھا۔ اور کہا جاتا تھا کہ نائب کے ان افسانہ خیز شروع شروع کے اقدار و تاویب کے دور بہت ہیں۔ لیکن یہ بھی تنبیہ (FERNANDE) ضروری ہے تاکہ نائب کو نفسی سوکڑا اس کے گناہ بخشے جا رہے ہیں۔ اگر نائب مقررہ معیار تنبیہ سے قبل گریباؤ نہ ہو کیا جاتا تھا کہ اس کا مدد و اعراض میں وقت اور پاک ہونے کے لئے کئی ہے۔ لیکن نویں صدی میں مقررہ نائب کے قیام کے بعد سمجھ میں نہ آئے۔ اگرچہ سنیپ اگرچہ پاک نہ ایک نائب کو کیا کہ وہ

بارہ گھنٹے گھنٹوں پر رہے اور زبور پچاس بار بار بلند آواز سے کہتا رہے یا ایک سال روزہ رکھے اور چھبیس شلنگ خیرات دے۔ تائب سے سزا کا اول بدل قبول نہ کیا جاتا تھا۔ بعض حالتوں میں تائب کی مخلصانہ و عاجزانہ روح دیکھ کر بشپ کچھ معیاد کی معافی بخش دیتا تھا۔ گیارہویں صدی میں تائب خادم کو قتل کی سزا بھی دی جاتی تھی۔ ۱۲۸۷ء میں پوپ الکزنڈر لے پوپ صاحبان کے لئے ۲۸ برس سے کم کر کے ۱۴ برس تاویبی معیاد مقرر کی۔ رسولوں کی قبائر جو روما میں ہیں ان کی زیارت کرنا بھی تاویب میں داخل کیا۔ سونہرے کہ کو نسل کلیئر مونٹ سے قبل کوئی ٹکلیہ مغفرت نامہ کے متعلق معیاری نہ ہوا تھا۔ سوا دل بار پوپ اربن دوم نے حکم نافذ کیا کہ "اگر کوئی شخص خلوص نیت سے نہ کہ حصول دولت کے لئے یروشلم جائے گا تاکہ کلیسیا کے افراد کو آزاد کرے تو اس کا یہ سفر تمام تعزیری تاویبوں کا بدل سمجھا جائے گا۔ یوں ٹکلیہ مغفرت نامہ کی ابتدا ہوئی جو مقدس برنارڈ بھی اپنے معین کو دوسرے جہاد کی تلقین کرتا ہوا کہا کرتا تھا کہ اگر تم صلیبی معرکہ میں صلیب اٹھاؤ تو تم کو تمام گناہوں سے مغفرت ہوگی۔ یوں مغفرت ناموں کی تجارت شروع ہو گئی۔

تیرھویں صدی میں مغفرت ناموں کو بڑا سمجھا جاتا تھا۔ اس لئے ۱۲۱۵ء کی چوتھی لیٹرن کونسل میں بشپوں کو ہدایت ہوئی کہ وہ ایک سال سے زائد المعیاد مغفرت نامہ نہ دیں۔ یہ مغفرت نامہ نئے گرجہ کی تقدیس کے موقع پر دیا جائے لیکن سالانہ عیدوں کے موقع پر حاضرین کو چالیس دن کے لئے چالیس یومیہ مغفرت نامہ بار بار دیا جاسکتا تھا۔ کیونکہ یہ چالیس دن کا روزہ تھا جو اعراف سے بچنے کے لئے کھا جاتا تھا۔ یوں مغفرت نامہ کی تجارت بڑھتی رہی جب تک کہ مصلح ٹوٹھرنے اسے زنج و بون سے نہ اکھاڑ دیا۔

(۵)

صلیبی معرکہ کی وجہ سے یوپ میں مختلف بدعات پھیل گئیں۔ بعض جگہ سارسانیوں و عثمانیوں کے آباد ہونے سے بھی ملک میں بدعت پھیل جیسا کہ مانی کی بدعت (MANICHAEAN) جس میں دو اصل اصول ہیں ربدی متوازی مانے گئے۔ شمالی اٹلی اور گالی میں بھی یہ خیالات پھیل گئے۔ مقدس پولوس کے پرستاروں نے پولوسی و مانی بدعت کو متحدانہ پیش کیا اور بولگھار "خدا کے دوستوں" نے بلگریا میں مانی بدعت کو پھیلایا اور

بارہویں صدی کے انتہام پر ایلپیجینز (ALBIGENSES) کے سبب فرانس بھی مافی
بدعت کی لہر کی لپیٹ میں آگیا۔ ایلپیجینز نے تعلیم دی کہ ریاضت و ضبط کی ضرورت
نہیں کیونکہ نہ کوئی دوزخ ہے نہ بہشت لیکن وہ جن کو زندگی حائل ہو اور مسکین ہو
جائیں وہ جہاں کو پہنچتے ہیں اور باقی لوگ اسی زمین پر اور ان کوں کے پکار میں جہنم لیتے
رہتے ہیں اسے

من چوں سبز بار بار و شیدہ ام

یک صد و ہفتاد و تالیب دیدہ ام

تصویر میں اس عقیدہ کا اخلاقی پہلو بخش ہے کیونکہ استیلائی تاسخ میں مادی
و نفسانی خواہشات سے علیحدگی ہے اور عتد عظیم برائی ہے لیکن باوجود اس کے
وہ ہر شریک جماعت کو دل کھول کر مادی و نفسانی خواہشات میں پڑنے کی تلقین
کرتے تھے بشرطیکہ وہ قبل از موت کانسالامینٹم یا طیبان نامہ لے لیں۔ ایلپیجینز
میں اس بدعت کا اثر نہ ہوا لیکن ۱۱۶۶ء میں دو کاٹھری (CATHARI)

بدعتیوں پر فتویٰ دیا گیا اور وہ آکسفورڈ میں تالیفانوں سے پیشہ گئے اور شہر بابہ
جنٹل و ویرانہ اور برف باری میں ہانک دیئے گئے تاکہ وہ مہاجرین مگر کاٹھری بدعتیوں
کے وسیلہ سے اس تعلیم کا اثر شمالی اٹلی میں ہو گیا۔ لفظ کاٹھری (KATHARI)
مشقی لفظ ہے جو فرانسیسی و اطالوی بدعتیوں کے لئے بھی استعمال ہوتا تھا۔ چونکہ
ان کا مرکز فرانس میں قصبہ الہی تھا، اس لئے ایلپیجینز فرانسیسی بدعتیوں کو کہا
گیا۔ جب کاٹھری دریائے رائین کے ساتھ جرمنی میں پھیل گئے تو ان کا نام
کیزر (KETZER) بدعتی پڑ گیا۔ ان کی تعلیم یہ تھی کہ خدا دنیا کا نیک اصول ہے،
اور اس نے نیا عہد نامہ عطا کیا ہے۔ یہ وہاں جو بدعتیوں سے اس لئے دنیا پیدا کی
اور عہد نامہ عتیق دیا تھا۔ ان کے شرکاء میں دو درجے تھے، مومن اور کامل مومن
وہ ہے جو ابتدائے ان تعینات و قبول کر لیتے تھے لیکن کامل وہ تھے جو کانسالامینٹم
(CONSOLAMENTUM) لیتے تھے۔ اس رسم میں مقدس یوحنا کی انجیل سر پر
رہی جاتی تھی اور مرنے والے کے گناہ بخشے جاتے تھے۔ یہ رسم زندگی میں ایک ہی بار کی
جاتی تھی۔ اس لئے عموماً اسے بوقت نزع کرتے تھے لیکن جو اس رسم کے وسیلہ سے اپنی حیات
حیات ہی میں کامل بن جاتے تھے وہ بالکل گوشت نہ کھاتے تھے۔ شادی اور دولت

کو گناہ سمجھتے تھے۔ وہ ساکرامنٹ گرجے۔ تبرکات کی پرستش اور بت و انکی تعظیم کو بدی کا منظر سمجھتے تھے۔ وہ دنیوی و روحانی اختیار و ضبط سے آزاد تھے اور خود کشی مذہبی رسم کے طور پر کرتے تھے جس کا نام "ایڈتورا" برداشت کرنا تھا۔ وہ خود ہی اپنی جان کو ختم کر دیتے تھے۔

کاتھری کا علم فرانس میں ۱۰۲۲ء میں ہوا اور لبارڈی میں ۱۰۳۲ء میں یہاں سے یہ دیگر اضلاع و دیہات میں ۱۰۳۲ء میں پھیل گئے۔ کونٹ ریمانڈ ٹولوسی (RYMOND TOULOUSE) دو دیگر کئی صلیبی مہم کے بہادران کی جماعت میں شریک ہو گئے تھے۔ پوپ انونیٹ سوم نے ان کے خلاف بھی صلیبی مہم جاری کر دی۔ کیونکہ کونٹ ریمانڈ ٹولوسی نے بعض گرجوں اور ان کی املاک پر ناجائز قبضہ بھی کر لیا تھا۔ ۱۰۳۲ء میں اس نے گرجوں کو واپس دینے سے انکار کر دیا۔ سو اس کے سوا اور کوئی چارہ نہ تھا لہذا وہ ملک بدر کر دیا گیا اور پوپ کے فتوے کے تابع وہ ملعون قرار دیا گیا۔ شاہ فلپ کو کہا گیا کہ وہ کونٹ ریمانڈ ٹولوسی کی سرکوبی کرے جو سارسانیوں سے زیادہ خطرناک ہے۔ سو شاہ فرانس مذہب نے بیس برس تک ان کے خلاف مہم جاری رکھی۔ کونٹ نے تو ۱۰۳۲ء میں یہی تو یہ کر لیا مگر نتیجہ اس صلیبی مہم کا یہ ہوا کہ فرانس ان کے قبضہ میں آگیا لیکن تبدیلی ایمان و خیالات میں نمایاں کامیابی نہ ہوئی۔ مقدس ڈومینک کے تبلیغی اور تقشیش کے طریقہ کو جاری کیا گیا اور کئی مہمیں بدعتی تقشیش کے وسیلہ سے سپر داگ ہوئے جس سے کلیسیا میں پھر الہی قربت و پائیزی کا احساس و شعور پیدا ہو گیا۔

(۶)

صلیبی مہمات کا دیہاتی عوام پر یہ اثر ہوا کہ تجارت کو فروغ حاصل ہوا اور انہوں نے اس سے بہت فائدہ اٹھایا۔ گرجے سونے و چاندی سے مرصع کر دیئے گئے۔ کپڑے، کتابیں اور سونے و چاندی کے برتن گرجوں میں رکھے۔ تبرکات مشرق سے مغرب میں بکائے گئے۔ کوڑھیوں کے لئے ہسپتال قائم کئے گئے۔ حج پر تسلیم ان کی مروت بن گئی۔ گو مشرقی کلیسیائی خیالات و رسومات کا اثر مغربی کلیسیا کے ذہن میں نمایاں تھا تو بھی ان کے تکیہ نہ و ناتحانہ انداز میں گھبرا کر سکا اور وہ جوں کے توں

ہی رہے۔

ان صلیبی معرکوں سے دل برداشتہ ہو کر ریمان تل نے بشارتی مہم کا جدید طریقہ جاری کیا۔

تیرھویں صدی میں سارسانی حکومت نصف سپین پر قابض ہو چکی تھی اور اٹھارویں صدی تک ان کا تسلط قائم رہا۔ شمالی افریقہ کے قبطنی مسیحی جو

ریمان تل ۱۲۳۵ء - ۱۳۱۵ء

(RAIMON LULI)

پوپ نے بدعتی قرار دیکر کلیسیا سے خارج کر دیئے تھے، وہ بھی اپنی کلیسیائی زندگی کو ختم اور سماجی مشکلات کے تحت قائم نہ رکھ سکے۔ ان دنوں اسلام مشرق کی طرف پھیل رہا تھا۔ منگول اور ہندوستان کے غوام اس سے متاثر ہو رہے تھے۔ مسیحیوں پر

ہندوستان میں بھی ظلم و ستم ڈھائے گئے چنانچہ کلیسیائی زندگی نے اپنا آخری سہارا جنوبی ہندوستان میں پایا اسلام کا قبضہ تعلیم کے مرکز دمشق اور اسکندریہ پر ہو چکا تھا اور انہی دو دارالعلوم کے باعث ان کی تہذیب کو چار چاند لگے۔ انہوں نے کتب

یونانی اور تعلیم ارسطو کا ترجمہ عربی میں کیا اور یوں اسکندریہ کے دارالعلوم ریاضی، نجوم

طبابت و منطق کے محافظ بن گئے اور یہاں سے یہ علم و فن عسری مدرسوں

کے وسیعہ سے پورب میں پہنچ گیا۔ کاتھولک دارالعلوم یورپ کی ذہنی و علمی ترقی کا مرکز

تھا، سو ریمان تل نے سمجھ لیا کہ سارسانیوں میں تبلیغ کے لئے علم و تجربہ کی بہت ضرورت

ہے۔ وہ عربی تعلیمات، مسیحی الہیات اور بیان الالبس پڑھنے میں مشغول ہو گیا۔ ریمان

تل نے پاپا کے ذہن میں گرجے میں مقدس فرانسس

کا روحان کو خدا کے پاس لانے اور ہر خطہ میں سلطان کو مسیح خداوند کی محبت کا پیغام

دینے کو مقرر کیا۔ چنانچہ اس کے خیال نے بھی تبلیغی ایدو کی شکل پکڑ لی۔ نو سال کی تعلیمی محنت و

مذاہب شوق تین سے وہ ایک لائق مبلغ بن گیا کہ سارسانیوں میں جائے اور جس جگہ مسیح

خداوند کا پیغام نہیں پہنچا وہاں پہنچائے۔ پینسٹ برس کی عمر میں ۱۲۹۱ء کو وہ شمالی افریقہ

میں چل نکلا۔ کمال تہذیب و تمدن تھا۔ اگر سے پر دوبارہ تسلط کی وجہ سے سارسانی مسیحیوں

پر شادیانہ چارہ بہہ تھا۔ چونکہ سپین سے مورنگالے جا رہے تھے اس لئے وہ

سپین کے مسیحیوں کے خلاف نفرت و قہر سے جبر سے پڑے تھے تاہم یہ شکستہ

خاطر نہ ہوا اور اپنی زندگی کا مقصد و مقولہ یہ بنا لیا کہ :-

”شکباری میں بھی بشارت دوں گا۔“

دُعا محبت سے اور اپنی زندگی کی تیربانی سے بھی۔

اس مقولہ کے علاوہ اُسے زندگی میں ایک اور سبق ایسی سیکھنا ضروری تھا اور وہ

تھا بُردباری کا ایک دن جب یہ اپنے سارسانی خادم سے سزنی پڑھ رہا تھا تو دورانِ مطالعہ میں دینی بحث شروع ہو گئی جس پر سارسانی خادم نے مسیح خداوند کی ذات ستودہ کے بارے میں سخت سُست کہا۔ یہ بہادر نواب تھا خونِ غصہ سے اُبلنے لگا اور خادم کے دُہ چپت رسید کی کہ وہ قلم بازیوں کھاتا ہوا اگر اگر خادم نے غصہ کی وحشت میں نواب کے چہرہ اگھونپ دیا۔ اس زخم کی وجہ سے کئی دن بسترِ عدالت پر سوچنے سوچتے وہ اس نتیجہ پر پہنچا کہ ”مجھے اپنی خودی پر بھی قابو پانا ضروری ہے تاکہ بُردباری اور عجز کی طاقت مجھ میں پیدا ہو جائے جو بشارت کے لئے ضروری ہے۔“

سارسانیوں کے ملک مندر میں جانے کے لئے اُسے جینوا سے جہاز پر سوار ہونا تھا۔ جینوا کے منقول تاہر اُس کے مجنونانہ ارادہ کو دیوانگی سے تعبیر کرتے تھے اور انہوں نے سرِ ممکن کوشش کی کہ یہ نواب اپنے عجیب ارادہ سے باز آئے۔ محبت سے بشارت دینے کا خیال ان کے خواب و خیال سے باہر تھا۔ وہ توجنگ کے خواہاں، ولیدادہ اور پرستار تھے۔ لیکن یہ بندہ تبلیغ میں پٹروں، وادیوں، غاروں، جنگلوں کو پھانڈتا ہوا محبت کی دیوانگی میں بڑھا چلا جاتا تھا۔

چنانچہ وہ جہاز میں سوار ہو کر میونس پہنچ گیا، اور گلی کو چہرے میں گشت لگاتا ہوا وہ ایک مسجد کے قریب جا نکلا جہاں کئی سفید ریش علماء قرآن خوانی اور مسائل دین کی تفتیح میں مشغول تھے۔ وہ نواز و شخص سے متخیر ہوئے لیکن اُس نے علیک و سلیم کے بعد یوں کہا : ”میں خداوند مسیح اور حضرت محمد کی تعلیمات اللہ کے بارے میں بتانے آیا ہوں۔ اگر تم یہ ثابت کر دو کہ حضرت محمد رسول اللہ ہیں تو میں ان کا پیرو کار ہو جاؤں گا۔“ آخر مسلم علماء نے دعویٰ نبوت حضرت محمد پر یہ آیت پیش کی۔

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ

”یہاں نقل نے تصویرِ ثناء پر ایسی تقریر کی اور بتایا کہ یہ کلمہ دین نفی ہے جس میں

تصور خدا مفتود است، کیونکہ کبھی نفی کا تصور انسانی دماغ میں نہیں آ سکتا۔ نہیں ہے
اللہ۔ اللہ کی مثبتی تعریف نہیں ہے سو ہم کس طرح سے اللہ کے وجود و صفات اور
کردار کو پہچانیں لیکن صورت اخلاص میں مرقوم ہے کہ "کہو کہ اللہ ایک ہے۔ اللہ بے
نیاز ہے۔ نہ اُس سے کوئی پیدا ہوا اور نہ وہ کسی سے پیدا ہوا۔ اور نہ کوئی اُس کے برابر
ہے اور سورۃ اٰیٰن آیت ۳ میں لکھا ہے "ہمارے پروردگار کی بڑی اونچی شان ہے
کہ اُس نے نہ تو کسی کو اپنی جوڑو بنایا اور نہ کسی کو بیٹا بیٹی۔ سورۃ النعام آیت ۱۰۱ میں لوگوں
نے بے جانے بوجھے خدا کے لئے بیٹے اور بیٹیاں اپنی طرف سے تراش لیں۔ خدا
کی نسبت جیسی جیسی باتیں یہ لوگ بیان کرتے ہیں۔ وہ ان سے پاک اور بالاتر ہے۔ وہ
آسمان وزمین کا موجد ہے اُس کی اولاد کیوں ہوئے لگی جب کہ کبھی اُس کی جوڑو ہی
نہیں ہوئی۔ یہ وہاں خدا کے تصور نفی سے سرشت ہیں۔ کیونکہ بنیا پیدا کرنا ایک جسمانی فعل ہے
جو انسان کی فطرت حیوانی کے تقاضہ پر مبنی ہے۔ خدا تعالیٰ کل اقتضا سے بے نیاز
ہے اُس کی طرف ایسے فعل کو منسوب کرنا واقعی اُس کی ہتک ہے۔ حتیٰ بات موافق کمال
مقدس یہ ہے کہ حضرت مریمؑ ایک بندی خدا کی تھیں اور بیوی خدا ہرگز نہیں تھیں۔
خداوند یسوع مسیح کلمۃ اللہ نے جاۃ انسانیت کا ظہور اُس میں کیا۔ تیل از طہور جاۃ
انسانیت اُس کا شخصی ظہور اللہ تعالیٰ کے ساتھ ازل سے تھا اور اس ظہور
نبی کو کلمۃ اللہ اس لئے کہتے ہیں کیونکہ کلمہ سے مقصد عقل و باطنی ظاہر ہوتا ہے سو
ظہور شخصی ازل اللہ تعالیٰ سے اُس کی باطنی الٰہیت کے عقلی مقاصد ظاہر ہوتے
میں پس یاد رہے کہ کلمۃ اللہ سے ازل اللہ کا ظہور شخصی مراد ہے اور یہ ظہور شخصی
ازل سے ابد الابد تک فوراً عقل باطنی سے عقل و منور ہے۔ یہ ہے خدا شخص واحد
جس کو ماریا عذرا تسفیر کرتا ہے زکریا و عیسیٰ محضہ تمکنا ہا صفات ہے اللہ تعالیٰ
عقل نہیں ہے بلکہ عقل محض اللہ وہ عالم نہیں ہے اور نہ منور ہے بلکہ علم محض اور
نور محض سے غرض یہ کہ اگر خدا کوئی شخص واحد علیحدہ نہیں ہے بلکہ اُس کی شخصیت
زکا زکات کی بیشمار صورتوں سے اس عالم میں خاص ہوتی ہے۔ مثلاً فرشتوں انبیاء
اولیاء اور آدمیوں و جانوروں وغیرہ میں تو مطلب یہ ہوا کہ یہ تصور ہمہ اوست ہے
موران صورتوں سے قطع نظر کر کے۔ اسی مقصد یہ ظاہر ہوتا ہے کہ چونکہ عقل اور

نور باطنی میں اور شخص عاقل اور نور میں امتیاز حقیقی ہے، خواہ اس امتیاز کو کپڑے اور اس کی سفیدی سے خواہ کسی اور تشبیہ سے بیان کریں اور چونکہ عقل اور نور باطنی مرتبہ اولیت۔ مبدیت اور ابدیت کا رشتہ ہے اور شخص عاقل اور نور مرتبہ ثانییت معالومت اور ابدیت کا رکھتا ہے اس واسطے خدا تعالیٰ کے مبداء الوہیت باطنی ہے باپ کھلایا اور جس کا ازلی شخصی نامور کلمہ بیٹا کھلایا، سو اصل ابو بیت اور ابنیت کا یہی مطلب ہے۔

واضح ہو کہ نور عقلی باطنی خدا میں اور نور عقلی باطنی انسان میں فرق عظیم ہے۔ اول تو یہ کہ نور عقلی باطنی خدا میں غیر محدود ہے اور انسان میں محدود۔ دوم یہ کہ انسان میں ہو سکتا ہے کہ وہ موافق احکام اپنے نور عقلی باطنی کے نہ چلے بلکہ سرکشی کرے چنانچہ ایسا ہی آدم سے ہوا کہ وہ خود اور اس کی ساری اولاد بنی آدم نور عقلی باطنی عطیہ خدا سے منحرف ہوئے اور گناہ کیا اور جنت باغ عدن سے مردود اور مصیبت و ہرکت میں گرفتار ہوئے۔ اس حالت انسانی میں ممکن نہیں ہے کہ آدمی کو حیات ابدی حاصل ہو اور یہ بھی ظاہر ہے کہ اگر نور عقلی باطنی انسان میں زیادہ بھی ہوتا تو بھی وہ ابدی حیات کے لائق نہیں ہو سکتا تھا کیونکہ جب تھوڑے سے نور عقلی باطنی کے احکام کی ذرا نبرداری نہیں کی تو کیا ممکن ہے کہ بہت سے نور عقلی باطنی کے احکام کی تاب داری کرے۔ غور زیادہ کرنے سے لازم نہیں آتا کہ آدمی اس پر عمل بھی کرے پس ظاہر ہے کہ انسان کو حیات ابدی حاصل ہونے کی یہ تدبیر باقی رہی کہ اللہ تعالیٰ کسی حکمت سے اس کے سارے گناہوں کا کفارہ دے تاکہ اس کے بدل و حکومت میں فرق نہ آوے اور اس کی طبیعت کو بالکلیہ بدل دے تاکہ وہ آئندہ کو اپنے نور عقلی باطنی کے احکام کو ایسا عزیز رکھے جیسا کہ خداوند تعالیٰ خود اپنے احکام کو عزیز رکھتا ہے۔ یہ حیات ابدی ہے۔ اس سے ظاہر ہے کہ نور عقلی باطنی کے اللہ تعالیٰ میں طبعی محبت کی تحریک کامل ہے جس کو زوال نہیں۔ اس طبعی تحریک محبت کا نہ باطنی اللہ تعالیٰ اور نہ ظاہری اللہ تعالیٰ۔ روح حق اور روح امین اور روح القدس کہنا یہ ہے۔ انسان میں طبعی محبت کی تحریک کامل نہیں اور وہ اس میں بھی قائم نہیں رہا۔ آدم نے اللہ تعالیٰ سے محبت کو نہ مانا اور حیات ابدی سے

محرّم ہوا۔ عوالب خلاصہ یہ ہے کہ اب اس مہذبہ اور پختہ سے مراد ہے جو فوراً عقل
 باطنی اللہ تعالیٰ میں ہے اور اس سے کل معلوم برائیت و انکار مستخرج ہیں۔ لیکن ایک
 اللہ تعالیٰ کا نام اور شخصی ہے جو اس کے مشکا ہونے اور عمل کرنے کا وسیلہ ہے۔
 روح القدس وہ انسانی شخص محبت کاملہ اللہ تعالیٰ کی ہے جیسے وہ طبعاً عزیز و رحمت
 ہے۔ یہ تصور خدا اور تثلیث فی وحدت ہے۔ اور اس میں خدا کی تمام صفات انتظام
 نجات۔ پاکیزگی عالم کا انتظام منکشف ہے۔ کلمہ اللہ اور مکاشفہ میرے ہے جس کے ظہور
 ہے کہ اے تم جو تھکے اور بوجھ سے دبے ہو برسہ پاس آؤ میں تم کو نجات دوں گا۔
 ایک گھٹنا اسی کے سامنے جھکے گا اور ہر ایک زبان اقرار کرے گی کہ یسوع مسیح خداوند
 ہے۔

بیان قل کی اس تقریر کو غلام خوشی سے سنتے۔ یہ لیکن ایک مولوی صاحب
 نے جبکہ سلطان ٹیونس کو خبر دی کہ ہمارے درمیان ایک عالم آیا ہے جو بڑا خطرناک
 ہے۔ یہ سنتے ہی سپاہیوں کو حکم ہوا کہ اسے پکڑ کر حوالت میں بند کر دیں اور اس کا
 انکشاف لیں۔ سپاہی آئے مذاق اڑایا اور زور و کوب کرتے ہوئے لے گئے اور حوالت میں
 بند کر دیا لیکن دوسرے دن ایک خدا ترس عالم شریعت سلطان کے پاس پہنچا اور
 اس نے کہا کہ یہ آدمی عالم ہے اور اگر آپ اس کی جان بخشی کریں تو شاید یہ مسلم
 ہو جائے اور ہمارے ایمان فائدہ دے۔ دستِ حقِ ثبات پر۔ سو سلطان نے ان کو رہ کر رہ
 اسے چھوڑ دیا۔ ہم چکے دیا کہ سپاہیوں کا دستہ اسے بند رکھے۔ پر اسے بیان اور وصال
 سے یہ شخص اپنے دین کو چلا جائے لیکن جبکہ بیان قل۔ یہ ہیں کی رسالت سے
 بند رکھا۔ پہنچی گیا تو یہ آٹھ بچا کر جیل کو بھجوا گیا اور دیگر قبائل میں کئی ماہ تک
 خدمت کرتا رہا۔ کئی برس تک وہ ساحلِ سمندر کے ساتھ ساتھ شہروں میں خدمت کرتا
 رہا۔ وہاں کئی خطرات تھیں۔ بھری ڈالو۔ جتنے جھکے۔ مکی چور۔ جانی و زانیے۔ مقتصدانِ آزاد
 نہ وہاں کو بینِ ندرت کو آرام۔ تو یہ اس سال سفید۔ پیش پیر کہن پیرانہ سال اور
 کمزوری میں خدمت کرتا رہا۔ ایک روز خلیجِ بویا کے اس شہر کو کہاں وہ ایک دفعہ
 قید ہوا تھا چلا گیا تاکہ شوقینِ دُلوں کو ایمان میں مستحکم کرے۔ وہ شاہِ زینہ سے
 چڑھتے ہوئے شہر میں داخل ہوا اور جا کر اپنے ایک دوست کے ہاں چھپ

گیا کئی ماہ تک اسی حالت میں قلعہ دتیار ہوا آخر اسے محسوس ہوا کہ وہ عادیہ منادوں
 کرے۔ سو وہ دفعۃً منڈی پہنچا اور بلند آواز سے خدا کی محبت و رحمت اور کفار
 پر منادی کرتا رہا۔ ہجوم میں بعض دوست اور دشمن سب سن رہے تھے۔ یک دم
 ہجوم میں شور و غوغا پیدا ہوا اور فتنہ پرور لوگ میدانِ قل کو کشاں کشاں شہر کے
 باہر لے گئے اور پتھروں کے اُس کی زندگی کو شہادت کا جامہ پہلا دیا۔ حتیٰ ۱۵:۵
 میں خداوند یسوع فرماتا ہے :-

”مبارک ہیں وہ جو راستبازی کے سبب ستائے گئے ہیں کیونکہ آسمان کی
 بادشاہی اُن ہی کی ہے۔ جب میرے سبب سے لوگ تمہیں لعن طعن کریں گے اور
 ستائیں گے اور ہر طرح کی بُری باتیں تمہاری نسبت ناحق کہیں گے تو تم مبارک
 ہو گے۔ خوشی کرنا اور نہایت شادمان ہونا کیونکہ آسمان پر تمہارا اجر بڑا ہے اسلئے
 کہ لوگوں نے اُن نبیوں کو بھی جو تم سے پہلے تھے اسی طرح ستایا تھا۔“

جو کہ اقرار یسوع عام خلقت میں پکارا۔
 روح کی تدار سے جوہر لڑے شیطان سے
 جس نے چھوڑا اسلئے یسوع کے گھر مادرید
 ہے مبارک حال اُس کا جو کہ ہو دل کا غریب
 جان لو دنیا میں وہ سب سے دور ہو گیا
 بھیجے ایسا بشر رحیم بنا اور ہو گیا
 لائق جنت ہوا منظور و اور ہو گیا
 کیا ہوا فاقہ کشی سے یا گدا گر ہو گیا

مالکِ جنت یسوع ہے اب جیواں بھی شروع

گھوٹا رک جس نے پایا وہ ایک راجہ ہو گیا

ریمان قل نے ایک کتاب ”محبوب و محبوبہ“ لکھی مسیحیوں میں تصوف و ریاضت
 کی تلقین کی اور مسیحیوں میں تبلیغی ہوش کو پیدا کیا۔ یہ کتابیں کہ بہت کی دینیوں سے خداوند
 کے قدموں میں آئیں۔ اس نے خداوند کے لئے بڑا کام کیا اور اُس کے بادل کے
 لئے وہ جیا۔

و سوال باب

پوپ انوسنٹ سوم

(POPE INNOCENT III, THE ZENITH OF POPECY)

عظمت پوپیت

پوپ انوسنٹ سوم کے کارنامے بہت ہی رومان ہیں۔ اس نے پوپ گرگوری ہفتم اور ٹیفس ہشتم کی مانند پاپائیت کو اعلیٰ منزلت پر پہنچا دیا اور دعویٰ پاپائیت کو یہاں تک عظمت بخشی کہ پاپائیت کا نہ صرف کلیسیا پر بلکہ یورپ کے تمام حاکموں، اختیار والوں، بادشاہوں اور ریاستوں پر نادری حکم کا سکہ بیٹھ گیا اور جو تکہ سلطنتوں میں قومی بندہ کی وجہ سے اتفاق اور افراتفری اور برعکاسی پھیلی ہوئی تھی لہذا اس نے اپنی قابلیت کے استعمال سے حکمت عملی میں بلند رتبہ حاصل کر دیا۔

انوسنٹ رومی شاہی خاندان سے تھا۔ عالم شباب میں پیرس کے دارالعلوم میں علم الہیات سیکھا اور بولون سے قانونی ڈگری حاصل کی لہذا اس نے ادبیات و قانون میں ممتاز حیثیت حاصل کر لی یہ دیکھ کر اس کے چچا پوپ کلیمنٹ سوم نے اس کی تیسویں بار سے قبل کارڈینل کے ممتاز عہدہ پر فائدہ کر دیا۔ اور سینتیس برس کی عمر میں ماہ جنوری ۱۲۰۸ء میں وہ پاپائے روم منتخب ہوئے شاہ ہنری ششم کو گزیرے اچھی پار ماہ ہوئے تھے کہ وہ نیکل سیلی جنوبی اٹلی اور جرمنی کی اپنی سلطنت میں ملحق کر چکا ہوا تھا۔ دو تین سالہ بچہ چھوڑ کر مر گیا جو اس کا ولی عہد تھا۔ ہنری ششم بار بڑوسا کے صانع میں تھا کہ وہ یورپ اور جرمنی کا لاثانی بادشاہ بن جائے۔ ادھر اس خواب کی تعبیر کرنے والا پوپ انوسنٹ سوم تھا جس نے اپنے ارادوں کو ۱۲۱۵ء میں ایک

کو نسل بن ظاہر کیا۔ اُس نے دو تھاں میں کھینچ کر رکھے اور یہ کرتے کرتے اس کلیسیا کو جو فریڈرک
 باربوروسا اور اُس کے فرزند ہیری ششم کے قبضہ میں آچکی تھی آزاد کیا جائے اور
 وہم یہ کہ پوپیت کی سابقہ عادت حال مورخین و ملین اطالوی ہونے کے باعث
 وہ اپنے ملک کو جرمنوں کے اثر سے آزاد کرنا چاہتا تھا۔ وہ عالم شباب میں تھا اور
 اُس کے تمام قوائے عقلی منبسط تھے۔ قوانین و ان ہونے کے باعث و نیوی حکومت
 کا مقصد اُس کے سینہ میں موجزن تھا اس لئے اُس نے جو تھے صلیبی معرکہ کا اجرا کیا۔
 ایلیمینز کی سرکوبی کی اور نئے ضابطہ فرائض سرپرستی کی۔ انتخابات کی عمان اپنے ہاتھ
 میں سنبھال لی۔

پوپ انوسینٹ سوم نے نیوی حکومت پر اپنی سرکاری کے دعوے کو بول
 ظاہر کیا کہ مقدس کلیسیا بشل آفتاب ہے اور نیوی سلطنت پانچویں طرح سے
 آفتاب کے بغیر پانچویں رہ سکتا اسی طرح کلیسیا کے بغیر نیوی سلطنت ہے
 معنی ہے۔ بادشاہ مادی سلطنت پر حکومت کرتا ہے۔ مگر مقدس پطرس کا اختیار
 ساری دنیا پر ہے۔ سلطنت انسانی تدبیر اور حکمت پر ہے۔ وجود میں آتی ہے لیکن کلیسیا
 ملک مستلیمہ سے جس میں خداوندی شریعت کی ایک عالمگیر خلیفہ یعنی پوپ کو مقرر
 کیا ہے اور چونکہ دنیا کی تمام اشیا بدلتی ہیں اوقات میں اس لئے لازم ہے کہ وہ
 یسوع مسیح کے گناہ کے ساتھ اپنا کہ تسلیم کرے کہ ایک ہی گلہ و رایت ہی گڈا
 ہو۔ کوئی بھی بادشاہ صحیح طریق پر حکومت نہیں کر سکتا جب تک کہ وہ یسوع کے
 خلیفہ کا تابع نہ ہو۔ شہزادے نہیں یہ کہ دست رست میں لیکن نا۔ مان دین و حوال
 بدست نہ کر سکیں۔ چونکہ روح جسم سے زیادہ قدس قدر ہے لہذا اسی طرح کہانست
 شہزادہ ایت پر ممتاز ہے۔ ان لوگوں اختیار است کہ اس تند زمانہ میں طر است جی دیش
 تے کیونکہ ہومینز ٹسٹین (HOHENSTAFEN) کی ندان کی حکومت جرمنی اور
 شمالی اٹلی پر تھی۔ و سسلی و جنوئی اٹلی کو انہوں نے شاہ دیوں وجہ سے بحق کر کے تھا
 اگر ان ممالک میں فریڈرک باربوروسا اور اُس کے جانشین اپنی حکومتوں کو دونوں
 یکجا قائم رکھتے تو پوپیت حال میں چننے کے رہ جاتی۔ اور ہر انوسینٹ سوم کے
 پیش نظر بڑا مقصد یہ تھا کہ وہ مرکز میں آئی ہیں اپنے اختیار کو باندھنا کہ جسے چاہیں وہ



خلیفۃ المسیح ہونے کے تصور میں پوپ
کے روحانی اور مادی اختیارات کا مظاہرہ

معدن پاپائیٹ کا اسیری کے ملک اویگنون (AVIGNON) میں پناہ گاہ بن گیا تھا کہ
انوسیت موسم کو کبھی اس خطہ کا دہم و گمان بھی نہ تھا کہ یہ حالت کبھی ہوگی جس کا
تعلق اطالوی سلطنت سے تھا اور اطالوی لوگ ہی پوپ منتخب ہوتے تھے۔ پوپ
انوسیت موسم نے جرمنی اور لی کے اتحاد میں نمایاں حصہ لیا۔ لیکن بعد کے پوپ ماحجان نے
جو جنیرٹسین سے جنگ مول لے لی اور کلیسیا پر زبردستی لگایا جس سے
کلیسیا دب گئی۔ انگریزوں نے مقدس بیت کی شانہ منرو دوم نے تقدس
حریت کی اور شاہ بیان کے مخالف سٹیفن لانگٹن (STEPHEN LANGTON)
اور پوپ کی مدد کی۔ اور تیسری صدی میں پوپ کی سرکھ اراٹی فریڈرک دوم اور اس کے
جانشینوں کے خلاف کی گئی اس سے فوجیں جہد بہ جہد ک اٹھا۔ پوپیت کے
تک ثابت ہوا۔

جرمنی میں اس زمانہ میں اس سال اس نامہ جنگی ہے اور پوپ انوسیت
سوم شاہی حکمت عملی سے ثالث رہا اور شاہی میں بالغ فریڈرک اور قبول کر کے
شاہ فریڈرک دوم کے لقب سے جرمنی کی سلطنت پر بادشاہ بنا اور اس سے یہ
وعدہ لیا کہ وہ سسلی کی جاگیر کے جرمنی سلطنت سے علیحدہ رکھے گا لیکن اس نے
یہ وعدہ قائم نہ رکھا اور اپنے حریف شاہ کو جنگ بڑھاؤ (BOUVINES) ۱۲۱۴ء
میں شکست فاش دیکر سسلی واپس چلا گیا لیکن جرمنی میں اس کی طاقت کمزور
رہی۔ فریڈرک دوم مشرقی سلطان کو ہار کر شاہی فوجیں واپس بلوائیں اور
لوسرا (LUSERA) کے مقام پر روم اور انی اور شیت کے لگان سے ان کو
کارت پورا کرتا رہا۔ یہی حکم یہ وسیع پہنچ کر ایک ہی طرز عبادت صہیہ سے اس نے
مقتدر ہوا اور عہدہ کی زبردستی کی ایسا ظاہر ہوتا تھا کہ وہ بہرہ سے مغربی مذہب
سے الگ ہو کر شاہی شہر رہا۔ بہت سے ان کی مست۔ بدعتوں کی سرکوبی
اور عہدہ قیامت کا ذوق حاصل کیا تھا۔ لیکن اس کے اخلاق میں علم جو موسم پر بھروسہ دہانہ
نور پر مشرقی تھا۔ عجیب و غریب کردار کا تھا اور یہی وہی اس کے مزاج میں
جواب تک پہنچ کر رہی تھی۔ فریڈرک دوم صہ انگریز پوپ انوسیت سوم تھا جو اطالوی
پوپیت کے لئے بہت غیر تھا۔ فریڈرک دوم کی بیوی (MATILDA TASC)
نے ایک سو سال قبل جرمانی کی پوپیت کے راز کو دیا۔ انوسیت اس پر

قبضہ کر لیا اور اس ریاست کا نظم و نسق اپنے قبضہ میں لے لیا۔ وہ تاسکونی شہروں کی اتحادی آئین کا سرپرست بن گیا اور کئی لمبارڈ قوم کے شہروں کا محافظ۔ لیکن یہ خیال ہمیشہ جاگزیں رہتا تھا کہ یہ اتحاد تا بعد از مد میں بدل جائے۔ اس نے سپولٹو (SPOLETO) کو پوپ اختیار میں لے لیا۔ روماننا (ROMANA) اور کمپانا (COMPANA) سے جرمنی نوادوں کو نکال دیا۔ وہاں اطالوی حکمران قائم کر لی اور رومان میں روم وار اعلیٰ اور ناظم اعلیٰ بن گیا تاہم اعلیٰ شاہ کا نائب ہوتا تھا لیکن یہ نائب نہیں بلکہ یہ شاہ کا معاون بلکہ اس سے بہت بلند و بالا ہو گیا۔ اس نے پوپ کے شاہان پرتگال۔ اناکان اور انگلینڈ کو اپنی تعلقات داری میں لے لیا جس سے متاثر ہو کر نارمن بادشاہوں نے پاپائیت کی تابعداری میں پہلا قدم اٹھایا اور پرتگال نے ان کی تقلید کی لیکن جب پرتگال نے چاہا کہ اپنا سر اس تابعداری سے کھینچے تو یہ امر محال ہو گیا۔ شاہ اراکان ۱۲۰۴ء میں روم پہنچا اور پوپ انوسینٹ سوم نے اس کے سر پر تاج رکھ کر سلطنت کا عصا اور انگلیش اسدی جو اختیار کا نشان تھا۔ شاہ جان انگلستان سے پوپ ہزار تھا کیونکہ وہ علاقائی گرجوں کو خالی رکھ کر کایہ بیکار روپیہ خرچ و برو کرتا رہتا تھا اور وہ آج بپ کنٹریری منتخب کرنے میں اپنا حق پوپ سے زیادہ مقدم سمجھتا تھا لیکن اس نے اسے بھی اپنے تابع فرمان کر کے چھوڑا۔

شاہ جان ہنری دوم کا چہیتا بیٹا تھا۔ ۱۲۰۵ء تک جب تک کہ ہیریٹ والٹر آج بشپ کنٹریری فوت نہ ہوا کھلیا کے ساتھ اس کے تعلقات درست رہے لیکن اس کی موت کے بعد بشپوں اور راہبوں میں آج بشپ کے چناؤ پر رسد کشی شروع ہو گئی۔ شاہ جان نے راہبوں کی فرمائش سے اپنے ایک دوست بشپ آف نارویچ کو جس کو شیطان کا خادم اور بھیڑیوں کا چھاڑنے والا کہتے تھے چن لیا لیکن اس چناؤ کے خلاف بشپوں نے رومان میں اپیل کی جس پر پوپ انوسینٹ نے قضیہ چناؤ میں مداخلت کرتے ہوئے باب انگریز سڈیننگ ٹنگٹن (STEPHEN LANGTON) کو برو باجرات اور راست شخص تھا اور شاہ جان کا مقابلہ کرنے کے لئے موزوں تھا چن لیا۔ شاہ جان نے اس کی قبولیت سے انکار کر دیا جس کا رد عمل یہ ہوا کہ پوپ نے ۱۲۱۳ء میں تمام انگلستان پر کلیسیا سے اخراج کا فتوے نافذ کر دیا۔ پانچ برس تک

گر جے بند رہے، اور علانیہ عبادت نہ ہوتی تھی۔ خاوم الدین دروازے بند کر کے
 پتھر دیتے تھے۔ دھرم ماں باپ کی حاضری سوال ڈر سے اٹھ گیا۔ لوگ گر جے کے
 صحن میں وعا مانگ سکتے تھے۔ خاومان دین بیمار پسی کر سکتے اور قراگناہ پر ماس دے
 سکتے تھے۔ لیکن جب کوئی مرجاتا تو رسم جنازہ نہ کرتے تھے۔ مبارک جہہ کو وہ صلیب کو
 گر جے کے صحن سے باہر رکھ دیتے تھے تاکہ لوگ قنظیم کر سکیں جینا پچ شاہ جان نے نتیجتاً یہ
 حکمت اختیار کی کہ چونکہ خاومان دین خدست نہیں کر رہے اس لئے انہیں عطیہ جات اور برکت
 نہ دی جائے اور یوں وہ کلیسیائی روپیہ سے خزانہ بھرنے لگا۔ پوپ انوسینٹ سوم نے
 دیکھا کہ فونے کا ناس نتیجہ نہیں نکلا تو ۱۲۱۲ء میں اُس نے حکم دیا کہ شاہ جان کو معزول
 کر کے کسی لائق آدمی کو تخت کے لئے پیش کرے اور سرکوبی کے لئے شاہ فلپ آگستس
 فرانس کو مقرر کیا یہ سنتے ہی شاہ جان مطلع ہو گیا اور پندہ مئی ۱۲۱۲ء کو پوپ کے
 نمائندہ موسی پنڈلف کے روبرو وعدہ کیا کہ خدام الدین کی تمام الماک واپس کر دے
 گا اور شیفن لانگٹن کو بھی قبول کرے گا۔ اب شاہ جان نے سلطنت کی عنان پوپ کے
 ہاتھ میں دے دی اور پوپ کا معاون ہونے کے باعث روما کو ہر سال مقررہ خراج
 دینا قبول کر لیا۔

۱۲۱۵ء میں شاہ جان نے اپنے تخلیہ کو محسوس کرتے ہوئے ۱۲۱۵ء میں
 امریکا کا جلسہ شینز اور ونڈرہ کے درمیان مرغزار میں کیا اور ماں اپنی تابعداری کے عظیم
 مسودہ پر دستخط کر کے مہر ثبت کی۔ اس مسودہ میں ۶۳ نکات تھے۔ اور ماس کا مقصد
 عوام میں اور شاہ میں تعاون کی بحالی تھا لیکن یہ حقوق عظیم تبدیلی کا باعث ہوئے۔
 ایبر غریب، شہری اور پادریوں کے حقوق کا ذکر کرتے ہوئے بادشاہ نے اقرار کیا کہ وہ رعیت
 کی عزت و ممانعت کرے گا۔ اس مسودہ کی تعمیر میں شیفن لانگٹن نے پیش روئی کی
 اور اُس نے بتایا کہ کلیسیا انگلستان ایک آزاد کلیسیا ہے اور وہ کسی دوسری کلیسیا
 کے تابع نہیں۔ چونکہ شاہ جان نے روما کی تابعداری کی قسم لی تھی اس لئے اس نے
 حسب الوطن شیفن لانگٹن کی شکایت کی جس پر وہ معزول کر دیا گیا۔

۱۲۱۵ء میں پوپ انوسینٹ سوم نے یسٹران کی چوتھی کونسل منعقد کی جس
 میں ۴۱۲ شپ ۵۰۰ راہب اور کئی سفیر اور ذی قدر نمائندے حاضر تھے۔ یسٹران کا

یہ جانی تھا کہ جب بزرگ بشپ ایلینی اخوش کما کر اتفاقاً گر پڑا تو ہجوم کے بچے دب کر گر گیا۔ اس کو نسل میں پوپ انوسنٹ کو روحانی ناظم تسلیم کیا گیا۔ ۱۰ مسائل پیش ہوئے جو قبول کئے گئے۔ ان مسائل میں ایلیجینیائی (ALBEGENIAN) بدعت کا رد کرتا امر خاص تھا۔ ان ۱۰ نکات میں چھ امور زیادہ غور طلب یہ ہیں :-
 نسخہ عشایں روٹی اور مے کی ظاہرہ صورت تو قائم رہتی ہے۔ لیکن نسخہ جو ہر انسان کی ذات و ماہیت بدل جاتی ہے (یہ خیال ابتدائی کلیسیا کے خیال کے منافی ہے)۔

اعتراف :- اولاً اعتراف مرنے پر تھا لیکن اس کو نسل میں لازمی قرار دیا گیا۔
 یہاں تک کہ جب کوئی عیسائی سن تیز کو پہنچ جاتا تو خادم الدین کے سامنے لازماً اُسے سال میں ایک دفعہ اعتراف کرنا پڑتا تھا اور اگر وہ عید النیامت کے موقع پر شریک عشاء نہ ہوتا تو وہ کلیسیا سے خارج کیا جاتا تھا۔ اگر کوئی کسی دوسرے خادم کے سامنے اقرار کرنا چاہے تو وہ چلے اپنے خادم سے اجازت لیتا تھا۔ اعتراف مرنے ٹھہرایا گیا تاکہ بدعتی شخص ظاہر ہو جائے۔

پاسبانی راسب خانہ :- بشپ کے لئے ڈھرایا گیا کہ وہ اپنے حلقہ میں راسب خانوں کو آلودگیوں سے پاک کریں اور جو کوئی نیا راسب خانہ تعمیر ہو وہ مجوزہ مضابطہ کو اپنائے۔
 یہ شراب نوشی، شکار اور جادوگری سے علیحدہ رہیں۔ اور کوئی ذمیوی نفع خادمان دین کا کام اختیار نہ کریں۔ جو نہ کیلیں۔ سر کے چاند کو سنڈ واڈ الیں۔ نہ بہت لمبے نہ بہت چھوٹے چہرے پنیں۔ اور نہ سرخ نہ سنر کپڑے پنیں۔ ہر طرح کی بے معنی زیبائش سے پرہیز کریں۔

حقوق :- کیتھڈرل کی زمین جس سے کیتھڈرل کے عملہ کی تنخواہ دی جاتی تھی۔ نہ متعلق اور نہ اس کا ذمہ داری تھا جیسے یعنی زمین موروثی قرار نہ دی جاتی تھی۔
 بشپ دعائے شفا اور آویگی، کرامت کے لئے کوئی اجرت نہ لیں اور کوئی شخص کلیسیا میں دو عہدوں پر فائز نہ ہو۔

تبرکات :- خادمان دین تبرکات کو فروخت نہ کریں اور نہ روپیہ کے عوض میں

انہیں دکھائیں۔

مفسرت نامہ بہ بشپ کے مفسرت نامہ دینے کے حق پر پابندی مانگی گئی۔

پوپ انوسینٹ سوم ۱۲۱۶ء میں خداوند میں ہو گیا۔ اس کی خود وارانہ و
انارت سے معمولت میں کا اثر زیادہ ویرناک قائم نہ رہا۔ شاہ جان کی میت
کے بعد جب شاہ جان کے فرزند ہنری سوم کی زخم ناچوشتی ہوئی تو وہ نو برس
تک پوپ کی سرپرستی میں رہا۔ گائو پوپ کا زمانہ ۱۲۱۶-۱۸ء مقامی
نابلہ اعلیٰ و مشیر اور پنڈلٹ ۱۲۱۰-۱۲۱۸ء اور الیو پوپ ۱۲۶۵-۶۸ء تک اسی عہد
پر فائز رہے۔ ان انتخابات میں پوپ کا اقتدار بھی بڑھ گیا۔ انوسینٹ نے یارک
تیس ڈیل کی ٹیبلر سے لیتیران کو نسل نے منتخب نمائندے کو قبول نہ کیا بلکہ یہ نمائندہ
نور و مایہ چنا ۱۲۲۰ء میں پاپا نے زمرے بادشاہ کے منتخب کردہ کنٹریری
کے آری بشپ کی برطرف کر دیا اور خود مزرا کی ۱۲۲۱ء میں انتخابات
کو غیر قانونی قرار دیا اور اپنی کو ترغیب دی کہ وہ ایڈمنڈ کے نام کو پیش کریں
ان تمام حالتوں میں غلامانہ ہو رہی تھی اس لیے جب پوپ نے انگلستان میں
لیٹ نمائندہ اسٹومی کو وہی لیٹے لے لے بھیجا تا کہ شاہ فریڈرک دوم کے خلاف
جنگ کی جانے اور چھوٹے علاقوں میں بھی اپنی انتخابات کروا کر نمائندے نہ بھیجے
تو حکومت اور پوپ کے خلاف ہو گئے۔ بغاوتیں ہو گئیں۔ شاہ جان نے ایک
ہزار مارا اس سالانہ خراج دینے کا وعدہ کیا جو کہیں اس سے اوپر نہ جاتا۔ نمائندہ
شخصوں نے اس کے لئے شاہ کو تنگ کیا۔ ۱۲۲۹ء میں نمائندہ شخصوں نے اس وقت
۱۲۳۰ء میں اس وقت ۱۲۳۶ء میں سک کے مایہ اور کالیسیا کی اعلیٰ کا نصف حصہ
مانا۔ اس پر طرہ یہ کہ باوجود اس کثیر رقم کے ہر روم چھٹی اور کتب الیہ بٹائی تو
بھی جب ۱۲۳۸ء میں شاہ ہنری سوم نے تعلیمی ہوائی قسم لسانی تو پوپ نے اجازت
دی کہ وہ پاس بانوں پر ٹیکس لگائے اور ایک سے ایفیت (ANATES) یعنی لاکھ
مختار رقم و خیرات کے تینچہ سیاسی و معاشرتی بوجہ اور غیر ملکی خود وارانہ سیاسی اثر
کی وجہ سے سک میں پوپ اور تمام بدلتیوں نے تصافقت کا بند بربادک انٹاریہ قوی
ہیڈری پاپا نے دوم کا جوا اتار چھیننے کا پیش تہیہ ثابت ہوئی۔

گیارہواں باب

فرانسسکن فرائر

(FRANCISCAN FRIAR)

تیرھویں صدی میں فرانسیس اسیسی (FRANCIS OF ASSISI)

(۱۱۸۲ء - ۱۲۲۶ء) نے خدمت کی۔ اس وقت زمانہ متوسط کی گھنگور گھٹائیں اٹھ رہی تھیں۔ نظامِ تعلیقہ واری قائم ہو رہا تھا جنگ کی جگہ تجارت رُوبر ترقی تھی۔ سرکاری نظام میں اول مرتبہ پارلیمان جمہوریت کا مظاہرہ کر رہی تھی۔ نہ صرف یہ زمانہ علم و حکمت کے ماہر راجر بیکن (ROGER BACON) اور دارالعلوم (UNIVERSITIES) کی وجہ سے مشہور تھا۔ بلکہ ڈینٹے (DANTE) اور عظیم الشان کیتھڈرل (CATHEDRAL) کی عمارتیں اس کو حسین ترین بنا رہی تھیں۔ تاہم باوجود ان تمام اُمور کے کلیسیا میں بشارت کرنے کا اختیار و شناساں کی روح نہ تھی۔ کلیسیا دنیوی بن چکی تھی اور وہ محض دُوی رعیت میں بیداری چاہتی تھی۔ مذہب رُرجے کے احاطوں کی چار دیواری میں بند تھا اور جو شیعے اشخاص نے راہب خانوں کو آنکھ کھانا لیا تھا۔ خادمانِ دین سست اور بے علم تھے اور عوام انہیں نفرت کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ راہب دُنیا سے تو علیحدہ رہتے تھے لیکن اب وہ عیش و عشرت و تجارت میں مشغول تھے صرف فرانسسکن فرائر (براہور) کی تحریک ایک بشارت مہم تھی جو غریب اور بے علم لوگوں کو خداوند کی محبت اور خوشی کی بشارت کا پیغام دیتی تھی۔

صلیبی سہات قریباً دو سو برس (۱۰۹۶-۱۲۷۳ء) تک جاری رہیں۔ تاہم ان سے مشرق و مغرب میں نفرت کی دھجھیل پیدا ہو گئی۔ اگرچہ ان کا مقصد یہ تھا کہ ہندوؤں کو خدا کی بات سکھائیں مگر وہ صرف اور مقصد کو مکر بنا دیا تھا۔ وہ



فرائز تبلیغ کر رہے ہیں

سارسانبول کو اپنے اور خداوند کے دشمن سمجھتے تھے اور فوجی جنگ کے وسیلہ سے انہیں قبضہ میں لانا چاہتے تھے۔ یورپ آخری دستہ تک لڑنے کا خواہشمند تھا لیکن اس زمانہ میں فرانسس آسیسی نئی رویت لے کر زمانہ میں وارد ہوا۔ اس کا خیال عجیب۔ زالمہ اور پختی تھا۔ اس نے کہا: سلطان کو فتح کرنے سے کیا فائدہ ہے؟ کیوں نہ اس کی زندگی تبدیل کی جائے؟ اور ایسے ہی اس صدی میں بریمان نقلی تھا جس کا ذکر ماقبل ہو چکا ہے۔ اس نے کہا کہ صرف ایک طریقہ ہے اور وہ یہ کہ ہم محبت دے۔ اٹلک باری اور اپنی زندگیوں کو قربان کر دینے سے بشارت دیں۔

مقدس فرانسس آسیسی شہر آسیسی کے متول تاجر پیٹر بڑنا۔ ڈون (PETER BARNARDONE) کا فرزند تھا جو نہایت خوشی اور شان و شکوہ سے زندگی بسر کر رہا تھا۔ اسے فرانسیسی جنگ ناموں ناولوں اور افسانوں سے بے حد الفت تھی۔ والد نے بے انداز مال و متاع اس کے سپرد کر دیا تھا تاکہ یہ شاہی دربار کے نوابوں اور مڈسائیں اپنی دولت و شکوہ کی وجہ سے نام پیدا کرے لیکن ایسے حالات میں بھی اس کے دل میں غریبوں کے لئے جگہ تھی۔ ایک دفعہ جبکہ یہ سنڈی میں کسی تاجر کو ریشمی کپڑے محفل کھواب اور جوابات دیتے رہا تھا تو ایک غریب نے آکر خیرانت مانگی لیکن چونکہ یہ شہر تھا غریب چاہیہ کام ختم کرنے کے بعد اسے معلوم ہوا کہ بھکاری یہاں نہیں ہے۔ وہ اپنا سب بچہ اپنی چھوٹے اسے ڈھونڈنے کے لئے روعہ آدھری جھوٹا کار با جب تک وہ نہ ملے۔ بھکاری کو روپے دے کر کہا: کہ شہر کی محبت کے بدلے میں جو وہ مجھ سے کرتا ہے میں کبھی غریب سے منہ نہ موڑوں گا۔

ایک دفعہ عالم شباب میں دل کی گہرائیوں کے اندر فوجی بندہ بھڑک اٹھا اور جنگ میں کاربائے نمایاں دکھانے کے وسیلہ سے جلاں، عظمت حاصل کرنے کی خواہش کی وجہ سے فوج میں بھرتی ہو گیا۔ اسے کو خواب میں کیا دیکھتا ہے کہ کوئی شخص اسے بلاتا ہے اور کہہ رہا ہے کہ یہ محل دیکھو جس کے ارد گرد نیزے۔ تلواریں اور خور و نظ آتے ہیں لیکن سب کے اوپر صلیب کا نشان ہے۔ فرانسس نے کہا: یہ خوبصورت اسلو کس کے لئے ہے؟ اور اس محل کا نام کون ہے؟ جواب ملا کہ یہ محل تیرا ہے اور یہاں سلحہ تیرے لئے اور اس جنگ میں تیری پیروی کریں گے۔

ابھی ہی یہ آسیسی کی گلیوں میں تکبرانہ گشت کرنے لگا اور دوستوں کو کتا پھل کہہ کر
جانتا ہوں کہ میں ایک دن شہزادہ بنوں گا لیکن دوسری رات اُسے خواب میں آواز آئی
کہ کیا تو نے اندیشہ کی جگہ دنیوی حاکم کی تابعداری کرنا چاہتا ہے؟ اپنے گھر کو واپس
چلا جا اور تمہیں بتایا جائے گا کہ تمہیں کیا کرنا ہے۔ سو یہ فوج سے رخصت ہو کر
اپنے گھر واپس چلا آیا تاکہ بشارتِ مہات لڑے۔

نیا مخلوق ہونے کے بعد وہ ایک دفعہ گھوڑے پر سوار پہاڑی وادیوں میں
لٹا رہا تھا تاکہ اُسے معلوم ہو کہ خدا اُس سے کیا کام لینا چاہتا ہے۔ اُسے ایک کوڑی
اُدھر آنا نظر آیا اُس نے اپنی گھوڑے کی عنان چھنی اور کہا کہ مجھے واپس جانا چاہیے۔
چونکہ صرف وہی گزرگاہ تھی جس میں وہ کوڑھی اکھڑا ہوا تھا۔ اُس نے لٹے سخیلاتی تپ
دو کے بعد وہ گھوڑے سے اتر پڑا اور بھاگ کر کوڑھی سے مصافحہ کیا اور اُسے
روپے دیئے اور بھاگ کر اُسے بوسہ بھی دیا۔ دوسرے دن فرانسس آسیسی کوڑھیوں
کے شفاخانہ میں داخل ہو گیا اور انہیں محبت دیا۔ میں "میرے مسیحی بھائیو! کہہ کر بکارتا
اور ملتا رہا۔ اب اُس کے دل میں اُمنگ پیدا ہوئی کہ دنیوی شان و شکوہ چھوڑ کر
مسیح خداوند کی خدمت کرے۔ آئی تفصیلات ادب سے خودی بڑھتی گئی وہ سوچنے لگا
کہ کامل زندگی کیسے بسر کی جا سکتی ہے۔ ایک دن اُس کے دوستوں نے اُس سے
پوچھا "فرانسس کیا تم شادی کرو گے؟" اُس نے جواب دیا کہ نہیں ایک حسین۔ سیرت
عورت سے شادی کروں گا جس کو تم نے کسی نہ دیکھا ہو۔ وہ دنیوی خواتین سے حسین
تریں اور عقلمندی میں افضل ہے۔ عورت جس کا وہ ذکر کرتا تھا "ہناون غربت"
تھی سو وہ اپنی وراثت سے دست بردار ہو گیا اور اپنے نسب کے بابر ایک معمر بادی
کے اہل دُعا و ذکر اور غربت کی زندگی بسر کرنی مشورہ کی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ بارہ سال
اُس کے گرد جمع ہو گئے جن میں سے چند ایک کے نام یہ ہیں۔

براہر گائیل جو مقدس پولوس کی مانند تیسرے آسمان تک اٹھایا گیا۔ براہر
فیلاپپا لنگ جسکو مسیحیوں کی مانند فرشتے نے دھکتے ہوئے کوئلہ سے اُسکے ہونٹوں کو
چھوا۔ براہر سوا سز جو حضرت موسیٰ کی مانند خدا سے ہمکلام ہوا۔ براہر بنارڈ جو محبت
و پاکیزگی میں مقدس یوحنا کی مانند تھا۔ براہر روفینو جس کو خداوند نے مقدس کیا۔

مدیت ہے کہ وہ اب تک زندہ ہے۔ جان ڈینا کا پیلا جس نے فرانسس سے اٹکلہ
کیا اور اسکو یوٹلی کی مانند اپنے آپ کو پھانسی دی۔

مقدس فرانسس آسیسی کے شاگرد بڑا بڑا کی زندگی کی تبدیلی کا واقعہ یوں ہے
کہ جب فرانسس غربت والی محویت میں دھڑک رہا تھا تو اُسے پاگل و دیوانہ
سمجھ کر مذاق کرتے اور اُس پر پتھر پھینکتے تھے۔ بڑا بڑا جو آسیسی کا معمول نواب تھا
وہ اس تسخرانہ حالت میں فرانسس کی فوت برداشت کو دیکھ کر حیرت ہوا اور کہا کہ
سوائے خدا کی طاقت کے ایسی برداشت نہیں ہو سکتی۔ سو ایک دفعہ اُس نے فرانسس
کو کھانے پر مدعو کیا۔ کھانا کھا کر بعد فرانسس فوراً بستہ پر لیٹ گیا اور غائب ہو گیا کہ
وہ سو گیا ہے۔ اور بڑا بڑا بھی جو اُس کی ریاضت و پاکیزگی کو دیکھتے تھے خراب ہونے لگے،
وہ بھی غائب ہو گئے۔ فرانسس خزانوں کی آواز سن کر آٹھا اور یہ
معلوم کر کے کہ وہ سو گیا ہے۔ تمام رات روتا اور یہ دعا مانگتا رہا۔ میرے خداوند میرے
خداوند اس کے مدد و فائدہ کچھ نہ کہتا تھا۔ بڑا بڑا نے جو اشک نشینی میں یہ تمام حکمت
دیکھ کر روح القدس کے نور سے اپنا دل کھول دیا اور اُس کی زندگی پاکیزہ اور نورانی
بن گئی۔ البتہ اُس نے فرانسس سے کہا کہ تیرا شکار و بننا چاہتا ہوں لیکن فرانسس
نے کہا یہ نہایت مشکل کام ہے، اس لئے آئیے ہم بٹشپ صاحب کے ہاں چلیں،
اور وہاں ایک روحانی خادم الدین ہے، اُس کے روبرو خدا سے دعا و التجا کر کے
بائبل مقدس سے اپنے لئے ہدایت پائیں۔ بٹشپ صاحب کے ہاں دعا و نماز کے بعد تین
دفعہ کتاب مقدس کو کھولتے ہیں تین آیات پیش نظر آئیں۔

متی۔ ۲۱:۱۹ یسوع نے اُس سے کہا اگر تیرا دل ہونا چاہتا ہے تو جاپنا مال
اسباب بیچ کر مرید ہوں کو دے دے۔ تیرے آسمان پر خزانے بنائے گا۔ میرے پیچھے ہونے۔
لوقا۔ ۳:۹ اُن سے کہا کہ براہ کے لئے کچھ نہ بیٹا نہ لاشی۔ نہ جھولی نہ روٹی۔
نہ روپیہ نہ دو دو کرت رکھنا۔

مرقس۔ ۱۰:۲۱ اُس نے جیمز کو اپنے شاگردوں سمیت پاس بلا کر اُن سے
کہا کہ کوئی میرے پیچھے آنا چاہتا تو اپنی خودی سے انکار کرے اور اپنی صلیب اٹھائے
اور میرے پیچھے ہو لے۔

چت زمین پر لیٹ گیا اور ہزاروں سے کہا تین دفعہ ایک پاؤں میرے منہ پر اور ایک گلے پر رکھتے ہوئے گزرو اور غصہ میں مجھ سے کہو۔ "پٹر ہزاروں کے چپو کرے۔ یہاں لیٹا رہ۔" تجھ میں اتنا غرور کہاں سے آیا۔ کیا تجھے علم نہیں کہ تو بشری حیوان ہے۔ "یڈل فرانسس نے اپنی غلطی کی توبہ کی۔ وہ بے ضرورت بنا اور یہ دُعا مانگتا تھا کہ

یارب یہ دُعا ہے مجھے دیوانہ بنا دے

احساسِ خرد مندی سے بیکار بنا دے

مٹ جاؤں تیرے جلووں کی رنگینی میں الیا

دُنیا مجھے بھولا ہوا افسانہ بنا دے

فرانسس اپنے شاگردوں کو درود کر کے باہر مناد ہوا اور تعلیم کے لئے بھیجا کرتا تھا۔ وہ روپیہ پیسہ سے جو نذر دنیا کے طمع پر دیا جاتا تھا پرہیز کرتے تھے۔ اور وہ مزدوری کرک پیٹ پالتے تھے۔ ان کا کوئی اپنا گھر نہ تھا۔ وہ ادھر ادھر فقیروں کی طرح پھر تہہ پہنتے تھے۔ وہ لوگوں کے گھروں میں رہتے۔ کھیتوں میں کام کرتے اور ساتھ ہی ساتھ منادی کرتے اور تعلیم دیتے تھے۔ وہ سڑکوں اور چوراہوں پر بلند آواز میں خداوند کی محبت کے گیت گاتے تھے اور ہر طرف ان کے خوش طبع ہونے سے عوام ہلن کی خوشی میں خطا اٹھاتے تھے۔ فرانسس مخلوقات کی ہر چیز سے محبت کرتا تھا۔ وہ کہتا تھا کہ سب لوگ میرے بھائی ہیں۔ پھندوں کو بہن کہہ کر پکارتا تھا اور مسابھی موریناؤں کے گھاؤں میں درس دیا۔ شہر گھیمو میں ایک دفعہ خونخوار بھیڑ مٹے کو بھائی کہہ کر خدا کی مخلوق کا خون بنانے سے منع کر کے پالتو بنا دیا۔ وہ سورج کو بھائی چاند کو بہن۔ ہوا کو بھائی پانی کو بہن کہہ کر ان کی تعریف کیا کرتا تھا۔

فرانسس نے اپنے شاگردوں کو رابین غار میں مقیم نہیں کر رکھا تھا۔ اس سے اُن کو کھانا پینا اور وہ منس فی انی نبات کے لئے کوہ منہ نہ ہواں بلند یہ کہ وہ خدا کی محبت کا پیغام چوراہوں اور گھروں میں دیں۔ غلام سادہ دیوان زبان میں بشارت دیں کیونکہ کلیسیا کے علماء مغرب علم لوگوں کے پاس تک نہ آتے تھے۔ خدا و ان دین مومن ان پرہیز تھے اور ایشپ صاحبان کے پاس وقت نہ تھا۔ وہ ایسا دعا کرتے تھے جو عوام نہیں سمجھ سکتے تھے۔ یہ ایک ہی کہہ دیتا تھا جو اپنا روز پہنہ کمانا اور مفت

خداوند کے نام میں خدمت کرتا تھا جب فرانسس اپنے شاگردوں کو لے کر اٹلی گیا تو اُس کی سادگی و تعلیم دیکھ کر لوگوں کی آنکھوں میں خداوند یسوع مسیح اور اُس کے شاگردوں کی عظیم خدمت کی تصویر و نقار گھومنے لگا۔ یہ دیکھ کر پوپ انوسینٹ نے اُن کے مضابطہ کو منظور کر لیا۔ پتا چلا کہ یہ مضابطہ فرانسس کے ہاں سے لگا۔

۱۲۱۹ء میں فرانسس نے اپنے شاگردوں کو ساتھ لے کر مسلمانوں کو بشارت دینے کے لئے عزم منفر کیا۔ سلطان ان خانہ میں صراح الدین مصر پہ فرزند و اتھار صرف ایک ہی صورت مصر میں جانے کی تھی اور وہ یہ کہ صلیبی مہم میں شامل ہوں۔ یہ سب صلیبی فوج میں بھرتی ہو گئے اور سہارا لے کر انہیں پانچویں صلیبی جنگ کے لئے مصر کی سرحد پہ پہنچا۔ چنانچہ یہ اپنی صلیبی فوج سے خلیج بھاگ گئے اور سارسانی خیموں کی طرف رخ کیا۔ تندرناج سرحدی چوکیداروں نے انہیں پکڑا اور مار تے پھینکے۔ صراح الدین کے پاس لے گئے تب فرانسس نے رُوح القدس سے معوذہ ہو کر یہ نہ بول پڑھا۔

”خداوند میرا چہ پاں ہے مجھے کمی نہ ہوگی۔ وہ مجھے ہری ہری چراگاہوں میں بٹھاتا ہے۔ وہ مجھے راحت کے چشموں کے پاس لے جاتا ہے۔ وہ میری زبان کو بال کرتا ہے۔ وہ مجھے اپنے نام کی خاطر صداقت کی لہروں پر لے چلتا ہے، بلکہ خواہ موت کے سایہ کی وادی میں سے میرا گزر ہو نہیں کسی بلا سے نہیں ڈروں گا، کیونکہ تو میرے ساتھ ہے۔ تیرے عصا اور تیری لاٹھی سے مجھے تسلی ہے۔ تو میرے دشمنوں کے رو بہ میرے آگے دسترخوان بچھاتا ہے۔ تو نے میرے سر پر تیل ملا ہے۔ میرا چہالہ لہریز ہوتا ہے۔ یقیناً بھلائی در رحمت تیرے میرے ساتھ ساتھ ہے۔“

یہ ہے گی اور میں ہمیشہ خداوند کے گھر میں سکونت کروں گا۔ اِس کے بعد وہ یوں گویا ہوا: ”جو ہم سب کی اور تمہاری نے ہیں بلکہ خدا نے بھیجا ہے کہ آپ کو اور آپ کی رعیت کو خداوند کی محبت کا پینہ مہم دیں۔ اور بندہ آواز میں سلطان سے کہتا۔“

”دیکھو یہ کتنی عجیب بات ہے کہ آسمان سے نور نے دیکھا کہ تاریکی و ظلمت ہے۔ تب اُس نے کہا میں کدھر جاؤں۔ آسمان سے اطمینان

نے دیکھا کہ نیچے جنگ ہی جنگ ہے۔ تب اُس نے کہا میں کدھر جاؤں؟
 محبت نے آسمان سے دیکھا کہ نیچے نفرت و دشمنی ہے۔ تب محبت
 نے کہا میں کدھر جاؤں؟ لیکن باوجود مشکلات کے نور ایمان اور محبت
 اپنے ساتھ حیات ابدی لائے اور وہ حیات ابدی کلمۃ اللہ محکم ہوا
 اور ہمارے درمیان رہا۔ اور جنہوں نے اُسے قبول کیا اُس نے انہیں
 خدا کے فرزند بننے کا حق بخشا یعنی جو اُس کے نام پر ایمان لاتے ہیں۔ وہ
 نہ خون سے نہ جسم کی خواہش سے نہ انسان کے ارادہ سے بلکہ خدا سے پیدا
 ہوئے۔ یہی خدا کا برہ ہے جو دنیا کا گناہ اٹھا لے جاتا ہے۔ کیونکہ خدا
 نے دنیا سے ایسی محبت رکھی کہ اُس نے اپنا اکلوتا بیٹا بخش دیا تاکہ جو
 کوئی اُس پر ایمان لائے ہلاک نہ ہو بلکہ ہمیشہ کی زندگی پائے۔ کیونکہ
 خدا نے بیٹے کو دنیا میں اس لئے نہیں بھیجا کہ دنیا پر سزا کا حکم کرے
 بلکہ اس لئے کہ دنیا اُس کے وسیلہ سے نجات پائے۔ جو اُس پر ایمان
 لاتا ہے اُس پر سزا کا حکم نہیں ہوتا اور جو اُس پر ایمان نہیں لاتا اُس پر
 سزا کا حکم ہو چکا اس لئے کہ وہ خدا کے اکلوتے بیٹے کے نام پر ایمان
 نہیں لایا اور سزا کے حکم کا سبب یہ ہے کہ نور دنیا میں آیا۔ اور آدمیوں
 نے تاریکی کو نور سے زیادہ پسند کیا، اس لئے کہ اُن کے کام ہوئے
 تھے۔ کیونکہ جو کوئی بدی کرتا ہے وہ نور سے دشمنی رکھتا ہے اور نور کے
 پاس نہیں آتا، ایسا نہ ہو کہ اُس کے کاموں پر ملامت کی جائے مگر جو
 سچائی پر عمل کرتا ہے وہ نور کے پاس آتا ہے تاکہ اُس کے کام ظاہر
 ہوں کہ وہ خدا میں کئے گئے ہیں۔

سلطانِ مصر فرانسس کی والدہ تفریر و جوش و تقویٰ دیکھ کر حیران ہوا اور اُس نے
 حکم دیا کہ کچھ انعام دے کر اُسے رخصت کیا جائے لیکن فرانسس نے کہا میں انعام لینے
 نہیں بلکہ بشارت کی شہادت دینے اور شہید ہونے آیا ہوں۔ تب سلطانِ مصر کانپ
 اٹھا اور کہا کہ اس شخص کو آزادی ہے کہ میرے علاقہ میں بشارت دے۔ کسی ماہ تک
 بد خوف خدمت کرتا رہا لیکن جب کوئی چیلنڈر آیا تو روح اللہ اس کی ہدایت سے

واپس اٹلی آگیا۔

ضابطہ فرانسسکن کی تعداد ہزار ہا تک پہنچ گئی اور تمام یورپ اس ضابطہ کی پیٹ میں آگیا۔ فرانسسکن کا یہ اثر تھا کہ جس شہر یا گاؤں میں یہ داخل ہو جاتے وہاں دشمن دشمنی کرنا اور تاجر سود لینا چھوڑ کر برا دریت میں غلام ہو جاتے تھے۔ اسی کے نتیجہ میں ایک دفعہ فرانسس وعظ کر رہا تھا تو صاحب ثروت خاندان کی لڑکی بنام چیراڈی صینی (مقدس کلارا) پر بے اندازہ اثر ہوا۔ اُس لرزہ بر اندام ہو کر گھر کو چھوڑ دیا اور غربت و ریاضت کی زندگی بسر کرنی شروع کی۔ گرجہ میں عہد و پیمان کر کے خاتونِ غربت (LADY OF POVERTY) کے کپڑے پہن لئے۔ اس کیلئے علیحدہ گھر تعمیر کیا گیا۔ لیکن تھوڑے ہی عرصہ میں دیگر مستورات بھی اُس کی شریکِ ریاضت ہو گئیں اور آخر کار انہوں نے اپنا سہائے قیام مقدس ڈومین کے گرجے کے احاطہ میں بنالیا۔ یوں ایک نئے مستوراتی ضابطہ کی بنیاد پڑی۔

فرانسسکن کا تیسرا ضابطہ بھی تھا جس میں مرد و عورت اپنے خاندان میں رہ کر فرانسسکن طریقہ کو اپناتے تھے۔ وہ دنیوی مال و منال نہیں چھوڑنے تھے، مگر اُن کی رہائش۔ پوشاک اور خوراک سادہ تھی۔ وہ غریبوں اور بیماروں کی نگہداشت کرتے تھے۔ وہ اسلحہ اٹھانے اور جنگ میں شریک ہونے سے گریز کرتے تھے۔ وہ اطمینانِ محبت اور دُعا کی زندگی بسر کرتے تھے۔ اس ضابطہ میں کئی مشہور آدمی ہو کر رہے ہیں۔ مثلاً۔ ڈینیٹے گلیاٹو۔ شاہ ٹوئس فرانس اور کرسٹوفر کولمبس۔ اسی ضابطہ نے قسطنطنیہ میں پیدا کئے۔ جیسا کہ ریمان ٹل یعنی افریقہ کا رسول جسے مسیح مصلوب نظر آیا اور وہ اپنا سب کچھ چھوڑ کر اُس کے پیچھے ہولیا۔

فرانسسکن ضابطہ میں روز بروز اضافہ ہوتا تھا۔ آخر کار کثرتِ تعداد کی وجہ سے ضابطہ نرم اور ڈھیلہ ہو گیا۔ کیونکہ اتنے افراد کے معاہدہ۔ ہائش کا بندوبست آسان کام نہ تھا۔ مرکزِ مہبت یان ویران ہو گیا۔ فرائض کھانے کی بجائے۔ وہ پیہ لینے لگے۔ ضابطہ میں انقلاب آگیا۔ فرانسس علم و ادب کے خلاف تھا اُس کا خیال تھا کہ علم کی کثرت انسان کو خدا سے دور کر دیتی ہے اور تعلیم کی وجہ سے کتب کا خریدنا اور رکھنا ضروری تو ہے، لیکن یہ خاتونِ غربت کے خلاف ہے تو بھی بخلاف اس کے ضابطہ میں تعلیم یافتہ اور

علم دوست لوگ شامل ہو گئے لہذا مدرسہ قائم ہو گیا۔

فرانسس کے آخری ایام پرورد اور غمناک تھے کیونکہ اس نے دیکھا کہ فرار سے "خاتونِ غربت" کی پیروی چھوڑ دی ہے۔ فرانسس نے انقلابی ضابطہ سے علیحدگی اختیار کر لی اور براؤن ایلیاس نے انقلابی ضابطہ کی پاسبانی کی۔ اس کی طبیعت فرانسس کے مزاج کے برعکس تھی۔ یہ مضبوط رجحان کش اور ناموش طبع انسان تھا اور باوجودیکہ وہ فرانسس کے وقت نزع تک بھی بیمار واری اور خدمت کرتا رہا لیکن فرانسس ہے کہ وہ اسے سمجھ نہ سکا کیونکہ وہ یہ چاہتا تھا کہ یہ ضابطہ لائٹنی اور عالمگیر ضابطہ بن جائے۔ اسی مقصد کی وجہ سے اس نے "خاتونِ غربت" کے تصور کی بیخ کنی کی۔ براؤن ایلیاس "مست قلندروں" سے غلیظہ ہو گیا۔ وہ ضابطہ اور قانون کا حامی تھا۔ دستور روزہ و ریاضت کو انتہائی منزل پر پہنچا دیا۔ فرانسس کا طرز یہ تھا کہ جب کسی کے ہاں جاؤ تو اس کے دستور و قاعدہ کے مطابق کھاؤ پیو اور ریاضت کے اصول استعمال نہ کرو۔ فرانسس کی زندگی کے آخری دن ان تہذیبوں کو دیکھ کر ڈکھ سے بھر گئے لیکن آخری ایام میں اس کا چہرہ ہشاش بشاش نظر آنے لگا کیونکہ اس کی زندگی میں عجیب واقعہ وقوع میں آیا۔ ایک دفعہ لومانا کے خوبصورت و خوش منظر بہار پر اس نے کئی ہفتے دعا و ذکر میں گزارے تب خداوند کے ساتھ مصلوبیت میں رفاقت رکھنے کی وجہ سے خدایاں بے یسوع کی اذیت کے "پانچ نشان" اس کے جسم پر نمودار ہو گئے۔ اس کے ہاتھ پاؤں پر بخون کے نشان تھے اور پسیلی میں تازہ زخم تھا، جو بتا رہا تھا۔ آخر کار ۱۲۲۵ء میں یہ خداداد میں سو گیا۔

اسی موت کے بعد فرانسس کن ضابطہ میں تفرقہ پیدا ہو گیا، جو براؤن ایلیاس کے دستور پر کومانتے اور "خاتونِ غربت" سے نفرت کرتے تھے وہ بھی فرانسس کو کھاتے لیکن جو مقدس فرانسس کے طرز عمل کے پیروکار تھے وہ اہل نظر فرانسس کن کہلاتے تھے۔ ہر ضابطہ ان حالات میں نازل پر اتر آیا۔ ڈانر شہست اور بے شرم گڈر بن گئے۔ کیونکہ ان میں تن اس کی تھی لیکن "رہبی فرانسس کن" ضابطہ ابھی تک قائم ہے۔ وہ جرمنی اور اٹلی میں مدرسوں اور یتیم خانوں کے وسیلے سے خدمت کر رہا ہے اور دنیا کی تاریک اور مشکل جگہوں میں تبلیغی خدمت میں پیش پیش ہے۔

خداؤں کے چوکیدار سنگ

THE LORDS WATCH DOGS

پوپ انوسینٹ کے زمانے ایک مصلح
و مبلغ مقدس ڈومینک (DOMINIC)

کو بھی پیدا کیا۔ یہ ہسپانوی راہب تھا جو

جربشہادہ نڈرا اور زبردست مبلغ تھا۔ دس برس اس نے غربت۔ سادگی اور برہنہ پاگزارے
وہ کبھی گرجہ کے محراب میں نہ رہیں بلکہ سوراہتا تھا۔ اس کی ریاضت۔ سادگی اور تعمیل
پختگی اور فصاحت نے گاؤں قبیلوں اور شہروں کے عوام کو مرغوب کر لیا۔ ۱۲۱۵ء
میں تین تین کے خلاف بشارتی مہم کے لئے پوپ نے اسے بھیجا کیونکہ اس کا عقیدہ
تھا کہ بدعت مسیحی تعلیم کے وسیلہ سے رد کی جاسکتی ہے۔ اور راستی کی سناری بھوٹ
اور انٹر اکی بنیادوں کو زرخ و بن سے اٹھاڑ چھینکتی ہے۔ سو یہ فرانس میں بشارت
دیتا پھرا۔

ایلیجینز (ALBIGENSES) کی خصوصیت یہ تھی کہ مستورات کو تعلیم دیتے تھے۔
تاکہ ان کے وسیلہ سے بچوں میں تعلیم داخل ہو۔ انہوں نے کانونٹ (CONVENTS) قائم
کئے اور اُمراء و نسوان نے اپنی لڑکیوں کو تعلیم کے لئے ان میں بھیجا شروع کیا اس خصوصیت
کو بداند برہنہ ہوتے ہوئے مقدس ڈومینک نے پردے (FROUILLE) کے مقام پر
بکرات کے لئے شہر میں اپنا پہلا راہب خانہ تعمیر کیا اور لڑکیوں کو تعلیم دینی شروع
کی سند رسید ستورات کی پناہ گاہ بنائی اور بدعت کی روک تھام کے لئے رضا کار پیدا
کئے جنہیں نینکو ڈاک کی بشارتی مہم میں اپنے ساتھ ساتھ رکھا۔ ۱۲۱۵ء میں تو کسی
کے مقام میں اس نے بدعت کو منظم کر کے پوپ سے منظرِ رسائی میں پیش کیا۔ سو یہ ڈومینیک
فرقہ کہنا یا مقدس ڈومینک کے دل میں مقدس فرانسس کی بہت قدر تھی۔ ایک
دن روم میں یہ ملاقی ہوئے اور ڈومینک نے انجیل کو فرانسس اپنا مکر بند سے دے دے
جو مندر ہوئی۔ یہ مقدس فرانسس کا کریندہ بدعت اس کی یاد میں باندھے رہتا
تھا۔ اس نے نہ تو دن غربت کی پیروی کی۔ ۱۲۱۵ء میں یہ خداوند میں گیا ہوتا
یہ ضابطہ آئی سپرین جرمینی اور ہنگری میں پھیل چکا تھا۔

انعتان میں ڈومینک فرار بشارت کے لئے گئے۔ آہ بچ بشارت لکھیں
انہیں شرفِ قدیمیت جٹ در انہوں نے اک خور و بین راہب خانہ قائم کیا۔

مسائل دین میں سید سکندری تھے یعنی علم و دست تھے اور بحث و تمحیص میں لطف حاصل کرتے تھے۔

اس ضابطہ کا مشہور مرتب تھامس اکوانس ج ۱۲۲۶ تا ۱۲۹۴ء میں ہو کر رہا ہے۔ اس کی زبردست تصنیف تھوما نقیوالاجیا سوال و جواب کی طرز میں مسیحی تعلیم کی آئینہ دار ہے۔ آج تک یہ کتاب رومی علم الہیات کے کتب میں درسی کتاب ہے۔

بارہواں باب

پوپیت کا زوال اور عناقِ عظیم

(THE DECLINE OF PAPACY AND THE GREAT SCHISM)

تیرھویں صدی میں پوپ بونیفیس ہشتم (BONIFACE VIII) (۱۲۹۴-۱۳۰۳ء) نے گرگوری ہفتم اور انوسینٹ سوم (INNOCENT III) کی مانند وسیع اختیارات پاپائیت کا اعلان کیا اور ایک فرمان بنام یونیم سینکٹم (UNAM SANCTAM) میں ظاہر کیا کہ مسیحی عقیدہ یہ سکھاتا ہے کہ پاک رومی کلیسیا کا سرپرست ہے اور مقدس پطرس اس کا نائب ہے جس کے ہاتھ میں دو تلواریں جسمانی اور روحانی ہیں۔ مسیح خداوند نے کہا تھا کہ جس کے پاس تلوار نہ ہو وہ اپنی پوشاک بیچی کر تلوار خریدے کیونکہ جو مجھ سے نسبت رکھتا ہے وہ پورا ہونا نہ ورے۔ تب انہوں نے کہا اے خداوند دیکھ یہاں دو تلواریں ہیں۔ اس نے ان سے کہا۔ بڑت ہیں لہذا ۲۲، ۲۶، ۳۸۔ موصاف ظاہر ہے کہ کلیسیا میں دونوں طاقتیں جسمانی اور روحانی موجود ہیں۔ جسمانی اختیار کلیسیائی حفاظت و دفاع اور روحانی اختیار کلیسیائی ہدایت و تشہید کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ روحانی اختیار کے مختار خادم الدین ہیں اور جسمانی اختیار ثمالن اور ابدال کے ذریعہ سے خادم الدین کے

فرمان اور ایسا پر عمل میں لایا جاسکتا ہے۔ دنیوی اختیار کو روحانی قوت کے تابع فرمان ہونا چاہیئے۔ کیونکہ حقانیت یہ ہے کہ روحانی قوت ہی جسمانی اختیار کو قائم کرتی ہے اور اگر دنیوی حکومت درست راہ پر نہ ہو تو روحانی طاقت کا یہ ضروری کام ہے کہ وہ انصاف کرے اور دیکھے کہ اس میں کیا بدی و کمزوری ہے۔ اس لئے جو کوئی شخص روحانی اختیار کا جو خدا کا قائم و مخصوص کردہ نظام ہے مقابلہ کرے وہ خدا سے لڑتا ہے۔ اس لئے ہم فرمان جاری کرتے ہیں کہ بنی نوع انسان اگر نجات چاہتے ہیں تو رومی پوپ کے تابع فرمان ہیں لیکن یہ پوپ بھی کلیسیا کی روحانی و اخلاقی حالت دن بدن ابتر ہو رہی تھی۔ پوپ صاحبان کا اخلاقی کردار رچکا تھا کیونکہ جو شر اختیار کی بربری کشمکش میں بعض نابال آدمی اس عہدہ اعلیٰ پر فائز ہو چکے تھے۔ مزید براں اس نے بلند رتبہ کو قائم رکھنا وہ کام تھا جو بنائے نہ بن سکتا تھا۔ بات بات میں وہ شاہان زمانہ سے لڑ بیٹھتے اور قیمتی وقت کو جنگ و جدل کے مشغول میں شوق سے صرف کرتے تھے۔ بعض پوپ واقعی سیاست دان اور عالم و ادب میں ماہر اُستاد تھے لیکن کیا ان کا کردار مسیح خداوند کی مانند تھا جس نے یہ فرمایا کہ جو تم میں بڑا بننا چاہے وہ سب کا غلام بنے، کلیسیا کا پوپ جس روحانی سرداری و ذمہ داری کا اعلان بیانگاہ دل کر رہا تھا وہ دیکھیں میں سوچ نہ تھی۔

بشپ صاحبان زمرہ رؤساء شمار ہوتے تھے کیونکہ وہ وسیع قطعات اراضی کے مالک تھے اور نظام تعلیم داری کے صیغہ میں انہیں شاہ زمان کو فوجی مدد دینی پڑتی تھی سو بعض جنگجو و حریص بشپ صاحبان کلیسیا کے لئے لعنت کا باعث تھے۔ بعض بشپ روحانی فریضہ کو روحانی طریق پر عمل میں نہ لاتے تھے جب بشپ صاحب دورہ پر جاتا تو عموماً وہ گھوڑے پر سوار ہو کر دورہ کیا کرتا تھا اور قرب و جوار سے مستورات اپنے بچوں کو اٹھا کر مقررہ راہ پر لے آتی تھیں اور بشپ صاحب گھوڑے پر سے ہی ان بچوں کے سر پر جو اوپر کئے جاتے تھے ہانڈ رکھ کر مستحکم کر دیتا تھا، سوائے ایک بشپ ہنٹ آف لیکن کے جو مخصوص جگہ پر ہی مستحکم کیا کرتا تھا۔ بعض بشپ مشیر سلطنت اور عظیم عہدوں پر ممتاز تھے۔ اس لئے وہ دنیوی طریق کو پسند کرتے تھے اور روحانیت کی ذمہ داریوں سے بے پرواہ تھے اس پر طرہ یکہ مغضرت ناموں کی تجارت عام تھی جس کے باعث انسان بشپ صاحب کو گناہ کا

بدل رد بیہ دست کے لئے سے بری قرار دیا جاتا تھا کہ عیسیٰ بنی تعلیم مغفرت نہ رہیں گناہ کے
 نتیجہ وارث کو معاف نہ کرتی تھی۔ تاہم عوام اس کو نہ سمجھتے تھے کہ بڑے عراف کا دیکھ کر ایک
 کو برداشت کرنا عذر ہی تھا۔ لہذا مغفرت ناموں کی تجارت کے ساتھ ریاضت بشو تینید
 جاری ہوئی تاکہ مغفرت نامہ کا خرید و بیع نہ ہو۔ روزہ، بعض مزید کا اضافہ اور مقررہ رقم
 نذیر کر کے گناہ کے اثر سے بچ جائے لیکن اربن دوم نے پہلی صیہی مہم کے لئے مغفرت
 نامہ تقسیم کر کے ریاضت کی غلو بہادر کو اڑا دیا تب عوام نے زانو دیکھا نہ تاؤ۔ دھڑا دھڑ
 مغفرت نامے خریدنے شروع کیے تاکہ ان کے عزیزوں کی مدد میں جو عراف میں محبوس ہیں
 رہائی پائیں نتیجہ یہ نکلا کہ پو پی خزانہ سمور ہو گیا اور لاشیوں کو روپیہ مانسے کا حربہ نافذ کیا۔
 کلیسیا بد اخلاق بن گئی۔ کہونکہ گناہوں نے توبہ سے بے پرواہی کی خواہ وہ کتنے ہی
 بد اخلاق کے گناہ کے مرتکب ہوں انہیں دلبری تھی کہ وہ روپیہ کے عوض معاف ہو
 جائیں گے۔ بعض راہب بھی سست ہو چکے تھے۔ رستہ فرات بد اخلاق کی زندگی بسر کر
 رہے تھے۔ روم کلیسیا کو عجیب رنگ میں پیش کیا جا رہا تھا جیسا کہ زیدت۔ متدیہ ج سے
 وسائیں تبرکات کی پرستش تھی جو کلیسیا میں اولام پرستی کا موجب ہوئی۔

کلیسیا میں نفس و نفسی پڑنے کے سبب بدعات نے پیدا ہو کر مسیحی علم ہیئت کی آمد
 انارنا شروع کی تب پوپ صاحب نے "کاتھری اور والد نسبتہ بدعتیوں کو دفع کرنے
 کا طریق تفتیش" جاری کیا تاکہ راستین آرٹسے مافقوں سے ہائیں۔ جب بدعتی کلیسیا
 سے خارج کیے جاتے تھے تو حکومت عالیہ با رضایا بے رضا ان سے حقوق شہریت
 چھین لیتی اور انہیں ملک بدری۔ مذکورہ کی نصیحت اور بدعتیوں کی تقریریں میں طریق
 تفتیش نے نیا پور بدلا۔ نو سینٹ پیم روم نے بدعتی افراد کو جہ کر یا رضائی کی ہگ
 کو ہوا دی خصوصاً ڈونیکین اور بعض ڈونیکین فرات بدعتیوں کا پتہ لگانے میں ہر غرض
 پر تفتیش رہتی لازماً مجرم قرار دیا جاتا تھا میں برکوتی سے کیا اعدائے اقرار کرتا تو اس
 کو توبہ کا موقع دیا جاتا تھا اگر بدعتی جو لائی سے تفتیش گندگان کو انھیں پر نجات تو وہ
 دنیوی حکومت کے سپرد کیا جاتا تھا۔ آگ سے اس کا ہمارا ہر وہ ختم کر دیا جائے
 اس نارکی تفتیش نے دنیوی حکموں کو اپریت کے اس شریک فعل سے منع کر دیا
 تھا۔ وہ بنی روح انسان کو آگ سے جوڑنے میں خوش نہ تھے لیکن کیا کرتے۔ وہ پاپائیت

کے سامنے اپنی نگوہ آٹھائستے تھے مگر دل ہی دل میں آنسو پانی رہتے تھے۔
 پوپ گریگوریس ششم انگلستان کے شاہ ایڈورڈ اول اور فرانس کے شاہ فلپ
 چہرہ سے مخملاً ہو گیا، یہ جنگی نقصان دو ثابت ہوئی کیونکہ اگر فرانس سے کام لیا
 جاتا تو فرانس میں انگریزی وراثت پر ایک دور سب کو حاسد کہے بغیر پرستیاں کیا
 جاتا۔ کتا تھا لیکن دونوں پوپ سے متفرق تھے اس لئے جب شکستہ میں پوپ نے
 نگوہ نہ کیا کہ نہ نام اندین نہ ہمارے مالیک کو معاملہ دلگان نہ ہو تو ایڈورڈ اول نے تمام
 تیار وین کو جو روپے کی ادائیگی میں مارتے تھے ملک سے باہر نکال دیا۔ شاہ فرانس
 کے غمگین رہا کہ فرانسس کا رویہ فرانس سے باہر نہیں جاسکتا اور یوں وہ نذر دنیاز
 جو رہا میں پوپ کے ہاں پہنچی تھی بند ہو گئی۔ دونوں شاہان سلطنت ایک دوسرے کو برا بھلا
 تھے پوپ گریگوریس نے سکات لینڈ کو تمام علاقہ داری میں لیا اور ایڈورڈ اول کو تنبیہ
 کر دہ حکمت بیند پر پریش نہ کرت۔ یہ سنتے ہی ایڈورڈ اول نے ملک میں دستور
 ساز انجمن کو بہر اجس نے پوپ کے تنبیہ نامہ پر شدید رد سے غور کرتے ہوئے فیصلہ کیا
 کہ پوپ کو ملنا جواب نہ دیا جائے۔ پوپ کے نفقات شاہ ایڈورڈ اول فلپ سے
 روز بروز بڑھتے گئے۔ پوپ نے شکستہ میں یونہی شکستہ کے ذریعہ سے قوت پر بیت
 کا اٹھارہ کیا بدست ہو شاہ فلپ نے بہت ناہم ہو کر اس کو ایڈورڈ اول پوپ گریگوریس
 کو راستہ میں سے لیوے سو نو گزشتہ سے خاندان ہو۔ وہ ۱۵۵۷ء کے مہینہ کے
 ساتھ مل کر پوپ گریگوریس کو آنا گنتی میں جادایا۔ ڈیگیں محل تاخت تاج کیا گیا سردار
 کھڑا نے پوپ کو شہر کو باں سے مارنے کی رخصتی دی اور تین دن رات تک رہا جس
 کے بعد وہ نہایت کی وجہ سے ایک ماہ کے اندر ڈیگیں محل ہی میں جہ مت وقیع کی ناست
 میں مر گیا۔ پوپ گریگوریس کے جانشین نے کیا ہا کہ شاہ فلپ سے صلح کر کے میں جب پوپ نے
 آگاہی میں فتنہ بیکار نہ والوں کو جویم روزا تو جو پوپ کو فراموشی نہ ہو کہ وسیلہ سے ایک
 ماہ کے اندر ہی ختم کر دیا گیا۔ پھر یہ ماہ ایک کوئی جانشینی متفرق ہو گیا۔ تب فرانسس
 ہوش و چہریت کو اپنی حب میں ڈال کر ادینوں میں آئے اور بہتر برس جنو ۱۵۵۷ء
 تک پریت کو رونا سے ختم کر دیا۔ مقدس پطرس کی گدی کو ادینوں میں منتقل کیا۔ یہ
 زمانہ پوپیت کی اسیری کا زمانہ کہتا ہے۔ اس باہی اسیری کا آغاز ۱۵۵۷ء میں ہوا۔

جب شاہ فلپ نے فرانسیسی شخص کلینٹ پنجم کو پوپیت کے لئے منتخب کیا تو پوپیت فرانسیسی
بادشاہوں کے تابع فرمان ہو گئی۔ جو پوپ صاحبان اس اسیری کے زمانہ میں بھنے وہ دوح
ذیل ہیں۔

کلینٹ پنجم ۱۳۰۵ء

جاولیت و دوم ۱۳۱۶ء

مینڈکٹ دوازوم ۱۳۲۳ء

کلینٹ ششم ۱۳۲۲ء

انوسینٹ ششم ۱۳۵۲ء

اربن پنجم ۱۳۶۲ء

گرگوری یازدہم ۱۳۷۰ء

کلینٹ پنجم کا سکون نواب شاہ ایڈورڈ اول کی رعیت سے تھا جس کو شاہ فلپ اپنے
بمراہ فرانس میں لے آیا تھا۔ کارڈنیل نے اپنی حکمت عملی میں اس کو مخالف فرانس
سمجھتے ہوئے چن لیا۔ رسم تقدس و مسند نشینی لاٹز میں ہوئی۔ بارہ کارڈنیل منتخب کئے گئے
جن میں سے ایک انگلستانی تھا۔ کلینٹ پنجم کبھی اٹلی میں داخل نہ ہوا تھا۔ اس نے اویزون
کو پسند کیا اور شاہ فلپ کے ایماء پر آئندہ راہبانہ سپاہیوں کی جاگیر وراثت کو شاہ فلپ
کے لالچ کے مزج پر قربان کر دیا اور انہیں مشرقی برقیوں سے نسبت دیکر بعد میرا بپ
سپر و آگ کر دیا۔ یوں شاہ فلپ سے وابستگی کر کے کلینٹ پنجم نے پوپ بونیفیس کے معذرت
نامہ کو ۱۳۱۱ء میں "ویسانہ" کی کونسل میں پیش کیا اور پوپ بونیفیس کو بری الذمہ قرار دیا گیا۔
اویزون میں پوپ مرکز کی تبدیلی کلیسیا روم کے لئے غم و رنج کا باعث تھی۔ یہ رومانی
بابی اسیری تھی کیونکہ روم مقدس پطرس کی آمد۔ قیام و قبر کا دعویٰ کرتا تھا اور اسے خلیفہ المسیح
ماتا تھا۔ یہ بین الاقوامی تجارتی شہر ہونے کے باعث بھی مرکزی حیثیت کا مالک تھا اور مزہ
خصوصیت یہ تھی کہ پاپائے روم کا محبوب شہر تھا۔ اس لئے انتقال مرکز شاق گزرتا تھا۔ پوپ مرکز
میں تبدیلی ضروری تھی کیونکہ رومی نواب آپس میں لڑتے رہتے تھے۔ وہ کسی بادشاہ کا رعب
وباؤ قبول نہ کرتے تھے۔ ان حالات میں روم میں رہنا خطرہ سے خالی نہ تھا۔ تو بھی اویزون
میں رہائش سے انگلستان کے دل پر چھٹ گئی کیونکہ اویزون میں انگلستانی خدام اہلین کی

اویون میں اور روم میں ابن ششم ۱۳۸۸ھ - بونیفیس نہم ۱۳۸۹ھ اور سنت ششم ۱۴۰۴ھ - گریگوری دوازہویں ۱۴۰۵ھ - ایملزینڈ پہنچم ۱۴۰۹ھ اور جان بست سوم ۱۴۱۱ھ میں پوپ بنے لیکن یہ قابل ذکر نہیں ہیں سوائے انوسنت ششم کے جس نے ۱۳۸۸ھ میں "سہرا فرمان" جاری کیا۔ جبکہ شاہ چارلس چہارم نے ایک مسودہ تیار کیا کہ شاہ کی نامزدگی کے لئے صرف سات افراد منتخب ہوں اور یہ مجلس عامہ شاہ کی نامزدگی کے لئے کافی منظور ہو۔ لیکن چونکہ پوپ سے منظوری کی شرط اس مسودہ میں نہ تھی اس لئے سہرا فرمان کے ذریعہ پوپ نے اعتراض کیا لیکن شاہ چارلس نے یکسیائی جاگیر و درشت کی ضابطی کا خوف پیدا کر کے پوپ کو خاموش کر دیا۔

اویون میں پوپیت کا اثر مستحیض تھا کیونکہ روم مرکز قانون، گذارش اور نظام و انصرام و چپکا تھا اویون نے دستور سابقہ کو اپنا نامزدوری سمجھا۔ پوپیت کے قیام و یکسیائی انتظام کے لئے نئے نئے ایسے ایسے اندر خانہ بنائے گئے۔ باہر صلیبی بہات کا جوش و خروش۔ اصر تبدیلی مرکز۔ تعمیر عمارت۔ اور جدیدہ اور علوم نے خرقہ پر خرقہ سے ناملتہ بیت تیار کر رکھا تھا لہذا مختلف طریقے اختیار کئے تاکہ نفل خراجات کے کفیل ہو سکیں۔

۱۔ پاسبانوں پر تکیں لگایا گیا۔

۲۔ پوپ و بشپ کے واردہ خرقہ مقرر کیا گیا۔ نوہ وہ سفر پر بات یا نہ جائے۔

۳۔ دکان دین اور بشپ کے دکان کی جائیر پر دوہ کی یعنی منصوبہ مروتی۔

۴۔ اینیٹ سال کا پہلا شکرانہ

۵۔ حصول عمدہ کا شکرانہ۔

۶۔ عمومیت تجارت مغفرت نامہ۔

اویون میں پوپیت کا نتیجہ زبردست و افد کس ہوا۔ چونکہ فرانس کی حد تک جنگ اور خانہ جنگی نے پٹ ہی رہا۔ بسبب خانوں کو براہ کسر کے بعض راہبوں کو خانوں و جمہوریہ میں بد اخلاقی کی زمانہ کی بسبب کثرت پیدا ہو کر دیا تھا۔ پوپ بنیڈکٹ دوازدہویں نے ۱۳۸۸ھ میں فرمان بنیڈکٹ جاری کیا تاکہ صوفی بدروہیہ صوفیوں کو روک دیا۔

ترغیب دی کہ وہ رابب خانے تعمیر کر کے تعلیم و تربیت کے سلسلہ کو جاری کر دیں۔ تاکہ لوگ
دارالعلوم میں بھیجے جائیں نیز بدعات کو بذریعہ تفتیش دور کرنے کی کوشش کی گئی اور مختلف
طریق سے نذام الدین کی اصلاح کی تجویز کی گئی اور قرار پایا کہ کلیسیائی غور و خوض سے
جماعتی مجلس منع کرے۔ خادمہ الدین مقررہ حلقہ میں ہی سکونت پذیر رہے۔ چونکہ پوپ
بینیڈکٹ دوازدهم اپنی سخت طبیعت میں مثل نیرو تھا اس لئے اس کی اصلاحات جبر
نہ پاس کیں اور فحش قرار دی گئیں۔

کلیسیا میں مرکزی یک جہتی و فراہمی روپیہ کی کاوشیں بنری جہتم سے جاری ہوئی اور
بعد ہی جباری رہی کیونکہ پوپ کا یہ اور راست تعلق نہ صرف پادریاں ملک سے جدا
بلکہ اب رابب خانوں اور دارالعلوم سے تاہم اپنی کی تربیت ہو گیا تھا۔ وہ اہمیت کی
ڈگریاں دیتا۔ اور ڈگری یافتہ کنبہائی کرتا رہتا تھا۔ تاکہ اگر کبھی ان کے خیالات میں
بدعت پائی جائے تو زیر عتاب لائے جائیں۔ مذہبی ضابطہ پوپ کو اپنا سرپرست
مانتے تھے اور پوپ دربار سے صاحب بطور خاص الخامس اکا تھا۔ اس لئے ان ضابطوں
کا یہ خصوصی نمایندہ فرار پوپ دربار میں ہر وقت رہتا تھا تاکہ پوپ و فرار ایک دوسرے
تاکہ وہ بین اونیون کی پوپل اسیری میں کلیسیائی انتظام سلسلہ وار درست ہو گیا۔ اور یوں
انتظامیہ محکمہ چار شعبوں میں منقسم کر دیا گیا۔ مثلاً

۱۔ رسولی محلہ کے حساب کتاب کے لئے ایک داروغہ مقتدر تاجرتیسیل دار اور نشی مقتدر
کرتا تھا۔ ایک خزانچی بھی تھا جو روپیہ کا منتظم تھا۔

۲۔ ریسرچ اسلر کی عدالت۔ پوپل نسلا کتابت کا انتظام کرتی تھی۔ اس کی تین
تہ میں تھیں۔

دو، عرضیاں۔ دب۔ نذام الدین کے امتحانات اور مہر منطور ہی فرمان۔
(جہ) کلیسیائی تاویلی انجمن۔

۳۔ عدالت گما و پوپ۔ تاویلی و معضرتی۔

اردو معضرت نامے جو بشپ و ریف بشپ نہ دے سکتے تھے۔

۴، خادمان دین پر دست درازی۔

۵، آگ لگانا۔

(۳) کلیسیائی ملکیت کا خود برو کرنا۔

(۴) خلافت قاعدہ سود۔

(۵) رشوت۔

۴۔ بعض حالتوں میں زیارتِ روم پیرایہ سالانی میں لازمی نہ تھی۔ پوپ اپنا مغفرت نامہ بشپ صاحب کی معرفت دیتا تھا۔ اسٹنہ بعض دفعہ پوپ بشپوں کو بندہ چھہ فرمان اجازت دے دیتا تھا کہ وہ فلاں فلاں قسم کے گناہوں کے مغفرت نامے دے سکتے ہیں جسکی اطلاع دینے کی چند ال ضرورت تھی۔ یوں زیادہ تر مغفرت کا فیصلہ بشپ صاحبان ہی کر دیتے تھے۔

اوینون میں پوپیت کا قیام کلی و کلیسیائی ناراضگی کا نتیجہ تھا۔ لیکن جو اثر پیدا ہوا وہ اور زیادہ بدنامی کا باعث ہوا یعنی "خفاق عظیمہ" جو ۱۳۰۳ء تک رہا۔ اوینون سے پوپ نہ چاہتے تھے کہ رہا جائیں اور جیسے خلافت کو سنبھالیں۔ وہ اوینون رہتے ہیں مسلمان تھے لیکن حبیب شاہ ۱۳۰۳ء میں کیتھرین سینا متقی و متوفی ناموں واپس روم چلی گئی، تو اس نے پوپ کرنا یوری یازدہم کو دلیرانہ لکھا: "اے پوپ۔ آؤ جلد آؤ۔ خدا کی رضا کو نہ روکو۔ وہ تم کو بدامان ہے۔ تم جو مسیح خداوند کے خلیفہ ہو اپنی جگہ پر آؤ۔ پاک روح کو جواب دو۔ وہ باتا بات میں تم سے کہتی ہوں آؤ جلد آؤ۔ وقت کا انتظار نہ کرو کیونکہ وقت گھٹی گھٹی تمہارا انتظار نہیں کرتا۔ بہادر ہو۔ دلیر ہو۔ دروست۔ پاک کلیسیا کو دہی منی دل دے وہ جو تمہارے چکا ہے۔ گو اوینون میں عیش و عشرت کے سامان موجود ہیں لیکن یہاں دھڑ۔ موسمی بخار اور دیگر خطرات ہیں۔ تو جی آجاؤ۔ میں چہر کہتی ہوں آجاؤ۔ سو گریو یازدہم کیتھرین سینا کے کہنے کے مطابق ڈرتا اور کا پتا ہوا روم میں آگیا لیکن رومی نوابوں کی گڑبڑی سے بدستور پوپ کرنا اس نے واپس اوینون جانے کا ارادہ ہی کیا تھا کہ ۱۳۰۳ء میں موت نے اسے آیا۔ اب پوپ کا انتخاب روم میں ہونا لازمی تھا۔ کارڈنیل منچی پوپ کیلئے روم آئے لیکن رومی لوگوں نے کلی زبیل میں مظاہرے کیے اور چاہے "ہمیں اطالوی یا رومی پوپ چاہئے چنانچہ فیڈرک کارڈینل ششم پوپ منتخب ہوا۔ یہ سخت طبیعت تھا۔ کارڈنیل اس سے رنجیدہ ہو گئے اور انہوں نے اس کا انتخاب خدایت قانون قرار دے کر منسوخ و معذول قرار دیا اور یہ معذرت پیش کی کہ رومی بحورم کے ڈرور و بادشاہ سے یہ

تخاب کیا گیا تھا۔ تب انہوں نے جینیوا کے کارڈینل رابرٹ کو چنا جس نے اپنا نام
 کلیمنٹ ہفتم رکھا۔ وہ روما سے پھر اونیون چلا گیا۔ اور عمر روم میں اربعین ششم نے چھپیس
 ڈونیل تقرر کئے جبکہ درجہ مشیرہ سے اس نے کلیمنٹ ہفتم کو طلیسیا سے خارج
 کر دیا جس سے پوپیت پھر تاریک غاریں گر گئی اگرچہ بابی اسیری تو ختم ہو چکی تھی۔ تاہم
 پوپیت میں لڑائی تھی۔ اور اٹھتیس برس تک ربابہ بعض ممالک اونیون اور بعض روم کے
 پوپ کے دغا رہتے لیکن یہ یاد رہے کہ دونوں پوپ درست طریق پر عبادت و دعاؤ
 برکت سے مستغرق تھے۔ مگر ان دونوں میں کونسا خلیفہ المسیح تھا یہ کوئی نہیں جانتا تھا۔

نفاق عظیم کے دور میں مندرجہ ذیل پوپ مومئے ہیں

روم	اونیون
بین ششم ۱۲۶۸ء	کلیمنٹ ہفتم ۱۳۶۸ء
بونیفیس نہم ۱۳۸۹ء	مینیکات مینزیم ۱۳۹۴ء
انوسینٹ ہفتم ۱۴۰۴ء	
گرگوری دوازدہم ۱۴۰۶ء	
ایڈنڈ ریچم ۱۴۰۶ء	
جانی بست دسوم ۱۴۱۱ء	

گرگوری دوازدہم ۱۴۰۶-۱۴۰۹ء

بیرھواں باب

تفتیش بدعات

(THE INQUISITION OF HERESIES)

بدعت یقینی دست ایمان و مسائل دین میں ایسی خیارات۔ کہ جو مذکور نے کو کہتے

ہیں۔ مذہبی مسائل کی محافظہ پاسدار کلیسیا حتیٰ اور خدیفۃ المسیح پوپ تھا۔ جو کسی بدعت کی حدیدہ مذہبی رائے قبول نہ کرتے ہوئے فرماتا تھا کہ جو کچھ کلیسیا نے اجتماع عام کے وسیلہ سے قبول کر لیا ہے وہ غلط نہیں ہو سکتا۔ بدعتی یہ سمجھتے تھے کہ ہم صحیح ایمان و رسوم کے پرستار ہیں لیکن اسے اعتقاد بدعت کو نہ صرف حقانیت کی بے عزتی بلکہ معاشرتی امن کے خلاف بدتریک سمجھتے تھے۔ وہ کہتے تھے کہ کلیسیا نے اکا شہر سے اور بدعت مذہبی و سماجی نفاق و فرقہ بندی کا پیش خیمہ ہے۔ کیونکہ جب بپتسمہ یافتہ بدعتی ہو جاتے تھے تو وہ روحانی ممتاز پوپ سے باغی ہو جاتے تھے۔ اس لئے بدعتیوں کو پکڑنا۔ پتھر اڑانا اور جدا کرنا کسٹر کر دینا ضروری سمجھا جاتا تھا۔

مکتبی فلاسفہ و علماء مانیکی (MANICHIAN) اور ہمدوست (PANTHEIST) بدعات سادہ و سادہ۔ مانیکی بدعت کا بانی فارس کا مذہب منیز ۲۱۵-۲۴۴ء تھا جو مسیحی ہو گیا تھا مگر اس بدعت کے باعث کلیسیا سے خارج ہوا۔ ۲۴۵ء میں اس نے دعوتے "فار قلیط" کیا۔ زرتشت و بدھ مذہب کے عقائد کو مسیحیت سے مربوط کیا اور نیکی و بدی کی لحاظ سے ازل و ابدی ہونے کی منادوں کی اور کہا کہ جب تاریکی نے نور پر حملہ کیا تو مقابلہ کرنے کو یسوع پیدا ہوا جو سورج اور چاند میں رہتا تھا۔ دنیا کو تو خدا نے پیدا کیا ہے لیکن آدم کو بدعت نے پیدا کیا۔ یسوع سورج سے آکر آیا ہے تاکہ آدم کو بتائے کہ روح جسم کی قید سے کیت آزاد ہو سکتی ہے۔ چاہیے کہ آدم تو بہ کرے اور یسوع اور منیز کا تابع و تابع رہے۔ یسوع یسوع کو جسم صوری تھا لیکن حقیقت میں وہ بغیر جسم تھا۔ اس لئے اس کی پیدائش نیشنل آئینہ نش ورتیاست نشوری باتیں ہیں۔ یہ پرانی ہمدنامہ کو دیکھتا تھا۔ کیونکہ اس کا دعویٰ تھا کہ فار قلیط ہونے کے باعث اس کو پورا اختیار حاصل ہے کہ میں پرانے یا نئے ہمدنامہ کو تبدیل کروں یا بالکل روک دوں۔ وہ کہتا تھا کہ ہمدن بدی کی کتب کو رسولوں نے بگاڑ دیا ہے۔ سو اس نے اپنے بارہ رسول متہرکے جن کے تابع فرمان بہتر شپ تھے۔ ان کے شاگردوں میں دو اہم لوگ تھے۔

۱۔ عوامہ۔ جو دنیا دار نہ مشغول نہ رہتے تھے۔

۲۔ کامل۔ جو درویشانہ زندگی بسر کر کے شہر آباد اور رشتہ سے پرہیز کرتے تھے۔

یہ کوئی گرجہ نہ بناتے تھے۔ اور کوئی عبادت گاہ نہ کرتے اور حید نزول کو مانتے تھے۔ لیکن عید یوم

کو نہ مانتے تھے۔ وہ عشارستانی کو عمل میں لانے کے لئے اس کے لئے سڑکوں اور
 کی طرف منہ کر کے ہر روز چار نمازیں ادا کرتے تھے۔ یہ بدعت مصر۔ افریقہ۔ اسپین اور
 کمال میں پھیل گئی تھی جسکی بزرگ گسیٹن نے سخت مخالفت کی تھی۔ اور زمانہ متوسط میں
 مذہب سما کے ذریعہ پھر اس بدعت نے جنم لے لیا۔

بہر اوست (PANTHEIST) یہ مانتے تھے کہ خدا ہی سب کچھ ہے اور
 مڑی کی تار کی مانند خلقت اس کا صدور ہے اور جب وہ چاہتا ہے تو اس کو اپنے
 اندر جذب کر لیتا ہے۔ خدا اور مادہ میں تفاوت نہیں۔ دونوں ازلی وابدی ہیں۔ اور اب
 اور بن اور روح القدس بھی تین شخصیتیں ہیں بلکہ ایک ہی شخصیت ہے۔ یہ واحد
 خدا کے تین مختلف ظہور ہیں جن کے ذریعہ خدا انسان کو اپنا مکاشفہ بخشتا ہے۔ مسیح
 آخری توبہ لیکن علیحدہ شخصیت نہیں رکھتا اور نہ ہی ذات الہی میں اتنی قسم ثلاثہ ہیں۔ باپ۔ بیٹا۔
 اور روح القدس واحد خدا کے مختلف القاب ہیں۔ باپ خود انسان بنا اور باپ ہی نے
 صلیب پر دھڑاٹھا یا۔ یہ بدعت ابتدائی کلیسیا میں ٹریناٹین اور ہیروئی پے شتین کہلاتی
 تھی لیکن متوسط زمانہ میں اس نے بہر اوست کی نگاہ سے لیا۔ سکالٹس ایریجنہ
 (SCOTUS ERINGENA) کی کتاب اور اکمارٹ (ECKHART) اپنے آپ کو نو خدا
 کہنے پر بدعتی قرار دیا گیا۔

لوسیفرانی بدعت کا عقیدہ تھا کہ ہر کوئی خدا سے پیدا ہوا ہے۔
 وہ گناہ نہیں کر سکتا پناہ شیعہ ان ہی چونکہ خدا اپنی روحانی ذات
 سے پیدا ہوا ہے اس لئے بدی بدی نہیں ہو سکتی۔

لوسیفرانی بدعت

(LUCIFERAN)

یہ بدعت تیرہویں صدی میں پیدا ہوئی۔ لوگ روموں کی صورت میں رہتے اور

فلگیلنٹ

FLAGELLAN

میں نہایت بوجے ایک اور بدعت تھی کہ روموں پر کوڑوں کا
 سے پیٹتے رہتے تھے اور اعلان کرتے تھے کہ اگر کوئی کامل نجات کا

تو مشند ہے تو وہ گروہ میں شریک ہو اور ہم دونوں کی طرح کوڑے کھائے وہ اس عمل کا
 منی ہو بدعتی۔ تیرہویں اور بارہویں میں کرتے چہ۔ ۱۴۴۴ میں یہ بدعتی افراد تھر روئے گئے۔

جہاد و کریم

WITCHCRAFT

نسبت یہ عورتوں کا وہ جہاد میں ایک جگہ سے دوسری جگہ پہنچتی ہیں

وہ آدمیوں کو حیوانوں کی صورت میں تبدیل کر دیتی ہیں۔ اور خود، حیوان یا پھر انسان کی صورت میں
 لیتی ہیں۔ سپر نچر پندرہویں صدی میں ان کا معتقد تھا۔ اور کہا تھا کہ حوا کی مانند عورتیں شرابی
 کا آلہ کار بنتی ہیں۔ رومانی ڈانسکان نے یوگیم باعست "بدی نہیں کوئی پناہ یا جس کا مستودہ"
 ۱۲۵۴ء میں پیرس سے ملا۔ یوگیم کی پیش گوئی تھی کہ دنیا کے تین زمانے ہیں۔ پہلا باب ۱۲۵۴ء
 بیٹا اور تیسرا روت القدس کا زمانہ ہوگا اور یہ زمانہ ۱۲۶۰ء سے شروع ہوگا۔

ایوراسٹس بدعت

EURHAUSTUS

مکتبی علماء و فلاسفہ میں عربی فیلسوف ایوراسٹس تھے جس
 نے مغربی فلسفہ سے قبل ارسطو کا فلسفہ کا مطالعہ کیا۔ یونانی
 (AVICENNA) نے اس فلسفہ کے ساتھ ساتھ سائنس کی تعلیم دی۔

میں منطبق کروا دیا تھا یعنی اس نے ۱۱۹۰ء میں اس کے نظریات پر غور کیا اور اس اور اس
 میں متوصل کرنا شروع کیا اور یہی کہا کہ:-

- (۱) مادہ خلق نہیں ہوا۔ وہ ازلی وابدی ہے۔
- (۲) خدا جو مسبب الاسباب ہے وہی قدرت کی نذر مرئی میں ہے۔
- (۳) علت اول علت ثانی ہے لیکن انسان حکمت مفعولی ہے اس لئے یہ حکمت
 غیر ثانی نہیں بلکہ موت کے وسیعہ ذہن اور حکمت یا روح در ذہن ختم ہوجاتے
 ہیں۔

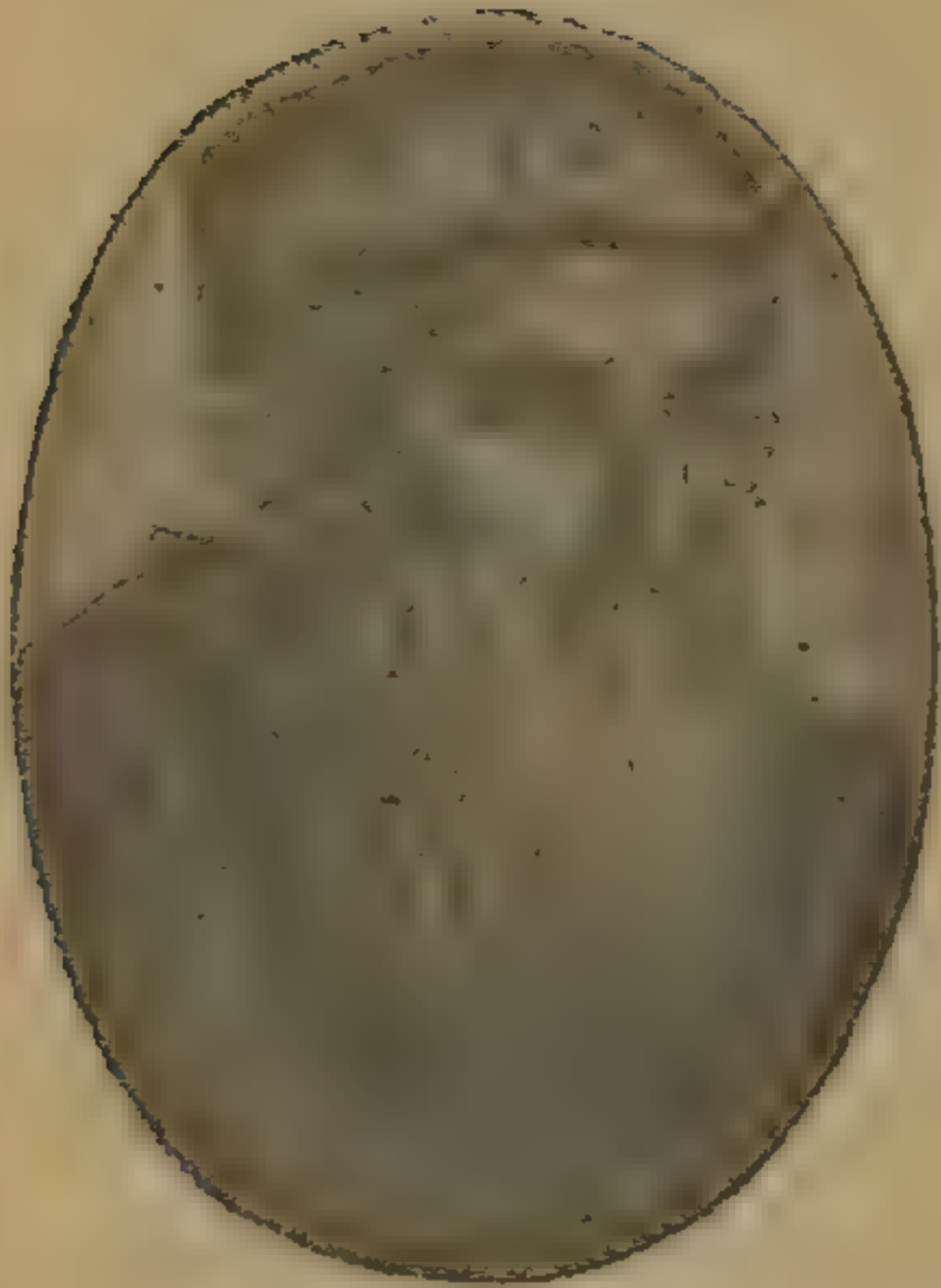
اس فلاسفر نے اپنے خیالات کی تشہیر کیسے (CASTILE) اٹلان (ARAGON)
 اور سیسیلی (SICILY) میں کی۔ کئی مصلحہ بلوئے ہو گئے۔ سو ۱۲۰۰ء میں (PARIS) کی کونسل
 نے فتوے صادر کیا اور ارسطو کا فلسفہ و ایوراسٹس کی کتب فلسفہ قررہ یکسان کہ پڑھنا
 بند کر دیا۔ ۱۲۱۵ء میں اٹلان و کنگد جاسی کیا گیا لیکن ۱۲۲۰ء میں گرگوریوس نہم نے اس کو
 زمانوی قرار دے کر ارسطو کا فلسفہ و ایوراسٹس کی بیان دین کا حکم دے دیا۔ اور کتب عربی
 تخلیقات کی کدورت سے صاف ہوجائیں۔ چھامس کو انیس و دو اٹھائیس ضابطہ پر ارسطو
 کی کتب کے ساتھ کی وجہ سے ایوراسٹس بدعت کا نام لیا۔ چھامس کو انیس نے
 خیالات ارسطو کا فلسفہ کے متوازی مسیحی فلسفہ حیات کو پیش رکھے۔ پھر بریت کی۔ چنانچہ
 ایوراسٹس بدعت کا مدرسہ قائم رہا۔ چودھویں صدی میں پاڈو (PADUA) اور
 ایوراسٹس کے خیالات کا مرکز بن گیا اور پھر کس بھی متاثر ہوئے۔ خیر نہ رہا۔ میان میں

میں جو کہ اس بدعت کو یونین دین سے اٹھا لے کے دیکھتے ہوئے ان کو "شیطان کی تصورات" اور
 اور بائبل کے "شیطان کی تصویر" کہتے تھے کیونکہ اور بائبل میں ہمیشہ یہ لکھا تھا کہ حضرت موسیٰ
 حضرت عیسیٰ اور حضرت محمد وہ تین مکابر شخص ہیں جنہوں نے دنیا کے لوگوں کو یہ پلیدیاں
 دھوکا دیا ہے۔

مانیچین کا آخری (CATHARI) اور ایلیپین (AIBEGENIS) کا قبل ازیں دور
 جو چاہے۔ ایلیپین کا عقیدہ تھا کہ خدا و ریاضت کی کوئی ضرورت نہیں کیونکہ دوزخ اور
 بہشت موجود نہیں ہیں۔ جو لوگ کسب و کار میں مصروف رہیں اور بائبل کے سیدھے جلالی
 حالت میں داخل ہو جائیں۔ ورنہ دنیا دار لوگ تناسخ کے چکر میں گرفتار رہتے ہیں جہاں پر
 پرکڑی یا عرافت میں ان کی شہادت و شہرت ہوتی ہے۔ اس عقیدہ کا اختلافی نتیجہ یہ ہوا کہ وہ
 شادی کو بدکارہ سمجھتے تھے کیونکہ شادی منع تھی۔ لیکن جسمانی خواہشات کو حیوان کی مانند پورا
 کرنا ان کے نزدیک ٹھیک تھا۔ بشرطیکہ وہ وقت بوقت میں رسم اطمینان لے لیں۔ انکیلینڈ
 پر اس بدعت کا اثر نہ ہوا۔ انکیلینڈ میں اس بدعت کے متاثرین ہیں آکسفورڈ کے
 مقام پر پھر یہ رون کر شہر سے باہر برف میں دھکیل دیئے گئے تاکہ ابدی نیند سو جائیں۔
 والد نسیانی (WALDENSEANS) اور بیکارڈی (BEGHARDS) جو نیند لینے

سے تھے ان کی بدعت مختلف نوعیت کی تھی یہ بدعت مختلف بدعات کے زیر اثر پیدا ہوئی
 تھی کیونکہ والد نسیانی کا تعلق ایلیپین سے تھا۔ اور بیکارڈی کا فرانسن یا ایماندار نجائیوں سے
 والد نسیانی بدعت کی بنیاد پر ذکر تفتیش کنندہ کی معرفت یوں بیان کیا گیا ہے کہ ایک میر
 آدمی والد (WALDO) شہر لانز (LYONS) میں رہتا تھا وہ انجیل کا پیغام سن کر ایمان
 لایا اور چونکہ وہ ناخواندہ تھا سو نادوم الدین کے ترجمہ کر کے انجیل کا پیغام سناتا رہا اور
 اسے عبادت کی لہروں کا دل رنگ کی اور دھڑے چہاچہا اس نے اپنی تمام ملکیت بیچ
 دی۔ روپے کو سڑباز تقسیم کر دیا اور خود اپنے "خدم الدین" ہونے کا اعلان کر دیا۔ وہ کاؤل
 کاؤل چہاچہا اور انجیل انہر کر کے جواد کو سناتا رہا۔ کربوں میں جو اس نے نشست
 پیر کر لی اور دوسروں کو عبادت دین کرنا سکھایا۔ چونکہ یہ عسکر خدمت سے علیحدہ نہ تھے
 تھا اس لئے اس نے اپنے پرستار سچوں کو پاک سیکر ایٹ لینے سے منع کیا اور توبہ
 و تہنہ سے کہا۔ بت پرستی ترک کرنا شروع کر دیا۔ والد نسیانی نے والد کی

صورت اختیار کی وہ بعض کہتے ہیں کہ وکلیف (WYCLIFFE) نے ان کی تعلیم کو اپنایا تھا۔ جس کا یہ نتیجہ نکلا کہ عوام سیکر امیٹ بنا کر سکتے اور تعلیم دے سکتے تھے۔ آخر کار والدنسین کو آرج بشپ لائسنس منادی کرنے سے بند کیا۔ ۱۳۸۲ء میں پوپ فرمان سے یہ بدعتی قرار دیئے گئے تاہم وہ نیدرلینڈ میں پھیل گئے اور شہر لیج (LIEGE) میں ۱۳۸۳ء کو مینس لیمرٹ لی بیگو (LAMDERT LE BEGUE) توکلا کے تحت مباحثہ ہو جس میں ویسی زبان میں انجیل کی بشارت پر زور دیا گیا سو اس کے شاگردوں کو دیہی زبان میں بیکارڈی کہا گیا جو انگریزی نقطہ بیگر (BEGGAR) اور اردو میں بھکاری ہے۔ لاطینی میں انہیں بکواتی کہا جاتا ہے۔ ان کی کوئی تنظیم نہ تھی۔ اور یہ رستے جو گیلوں کی طرح پھرتے بستے تھے۔ لیکن اس عہدہ کی مستند مستورات اٹھی رہتی تھیں اور اپنی خوراک کا انتظام خود کرتی تھیں۔ تیرھویں و چودھویں صدی میں ان میں سے بعض ہشی سلسلہ کے تابع ہوئیں اور بقیہ نے اپنی تباعت کی آزادی کا اعلان کر دیا۔ چنانچہ ۱۳۸۹ء میں بدعتی قرار دیئے گئے تو بھی ان کی بدعت کے پرانے پھلتے گئے۔ چودھویں صدی میں وہ نئے نام بولڈومنی بڑبانے دے (MUTIER OR MUMBLE) سے منور ہوئے۔ بعض بولڈو کو ٹوفر کے مترادف سمجھا گیا۔ گو وہ بعض دفعہ تاملات حرکت کرتے تھے تو بھی ان میں استباز اور بزرگ لوگ پائے جاتے تھے جو بہ وقت تعلیمی و بدنی شہادت کے لئے تیار رہتے تھے جان آف گائٹ ان کا زبردست مداح تھا۔ بعض اُمراء ان کی پشت پناہ تھے تو بھی ان کے تعلق میں یہ ایذا رسانی سے بچ نہ سکے۔ ہنری چہارم و شاہ ہنری پنجم کے زمانہ میں غیب نیارت کی بدعت سے قتل کر دیئے گئے۔ وہ وکلیف سے جن آزاد خیالات میں کہیں دور نکل گئے تھے انہوں نے گناہوں کے اقوال و شمار بتائی۔ زیارت۔ صورت پرستی۔ بیسے جو امرات کی زیبا نش و راسخو کو گناہ کہا اور کہا کہ آرج بشپ اور ماہان دین کی عزت نہیں کرنی چاہیے کیونکہ وہ پفرس اور اس کی گدی سے پیروہ رتیں۔ بعض بولڈو نہ جان گائٹ (JOHN OF GALT) سے کہتے تھے کہ مسیح پاک عشاق بن جو دوست۔ اور گناہوں کے لئے کسی بھی نادام دین کے پاس مشورت کے لئے جانا نہ دینا ہو سکتا ہے۔ کہ وہ گناہوں کے اقوال سے بس کا ذکر احتساف عبادتِ غمیم کی کتاب میں ہے۔ اجتناب کرتے تھے۔



وٲكاف اصلاح ٲٲن كا چمكتا عوا ستارا اور ما عوالا هٲات

ویکلیف

(WICKLIFF)

ایسا نال کانج میں علم ہیات کا مشہور استاد اور بعد میں لٹور تھ کلیسیا کا خادم الدین بناریہ آکسفورڈ کا شاہی تھا لیکن عموماً دیہاتی زندگی سے وابستہ رہنے کے سبب اس کے خیالات میں جوش تھا۔ سادگی کی وجہ سے وہ زاپہ زندگی بسر کرتا تھا۔ کھریوں کے آئینوں پر مصور کام سے اسے نفرت تھی۔ وہ عالی شان گرجا اور بہترین نغمہ سرائی کے خد ف تھا۔ وہ بدعات کا دشمن تھا۔ وہ ہر خیال و رسم کی جو اس کے ذہن سے باہر تھی برعکس کرتا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ ۱۳۸۲ء میں آریگ بشپ آف کنٹری نے اسے بدعتی قرار دے کر مجرم کر دیا لیکن جان آف ہانت اس کا سرپرست بن گیا۔ یہ لٹور تھ کی کلیسیا کا کام جان ہانت کو سپرد کر کے آکسفورڈ آگیا اور سیاسی طور پر بلیک پرنس اور ولیم ویکلیف (BLACK PRINCE AND WILLIAM OF WYKEHAM)

کا مخالف اور جان آف ہانت کا معاون بن گیا۔ آکسفورڈ کا چانسلر جان ریج (RYGUE) بھی اس کا مددگار تھا۔ اس نے اپنے خیالات کو مذاہن میں مربوط نہ کیا کیونکہ یہ سمجھتا تھا کہ خداوند یسوع کے مذہب کے علاوہ تمام مذاہن باطل ہیں۔ اس کے شاگردوں نے امتیازی چھ غنہ پناہ تاکہ یگانگت نہ آئے۔ اس کے تعلیمی نظریات میں مندرجہ ذیل نکات قابل غور ہیں۔

(۱) بشپ و خادم الدین بائبل و زبور اور وہ رنسا کا راتہ تدریسی پر گزارہ کریں کیونکہ یسوع مسیح انجیل و رشتہ و دولت کے نفاذ سب پر لٹکایا گیا تھا۔ خدا مان دین کے پاس صرف اتنا اثاثہ ہونا چاہیے جس سے وہ بشپ کی خدمت کر سکیں۔ اس نے قلم کے زور کی چوٹ سے بشپوں، شادموں اور فراروں کی بہت مخالفت کی۔

(۲) پوپ کا انتخاب زندگی کی پاکیزگی سے ہونا چاہیے۔

(۳) مسند تبدیلے عناصر و بھی و استوری ہے۔

(۴) ہر شخص براہ راست خدا سے مل سکتا اور جواب دہ ہو سکتا ہے۔

لیکن نئی بیع زاویات جو یہاں دکھائی دے رہی تھیں کہ ساکرامنت کی پاکیزگی کا انحصار پرلیٹ کی پاکیزگی پر منحصر ہے لیکن کلیسیا روم اس خیال کے مخالف تھی کیونکہ وہ نفس نیست پر زور دیتی تھی اور کہتی تھی کہ اگر پرست کی نیت درست نہ ہو تو ساکرامنت پر نفس نہیں ہو سکتے اور نہ وہ درست ہیں۔ لیکن ویکلیف کے پیش آند فرانسسکن پرست پرست و کاتھ

بدعتی بدچلن پاسبان تھے۔ اس لئے وہ ان کی چوٹ کٹا تھا کہ بدچلن پاسبان خدمت سے لوگوں کو بدچلن بنا دیں گے۔ اور لٹشپ یا پریسٹ جو ملک گناہ میں گرفتار ہیں۔ وہ تقدیر تقدس۔ سنیسم اور پاک عشا کی رسم کو ادا نہیں کر سکتے۔ مابعد یہ خیال پیدا ہوا جو سندھ جہ ذیل ہوا تھا کی بنا پر تھا۔

متی ۱۳: ۲۴-۳۰، ۳۴-۴۳ - متی ۱۳: ۴۷-۵۰ - متی ۲۲: ۱۰-۱۱ - اور
 ۲ تمرھنی ۲: ۲۰ یعنی ہر جا برائی کی ابیڑش ممکن ہے۔ یہود وہ اسکر لیٹی کو بھی پیش کرنے کی چنداں ضرورت نہیں۔ اس کو یہ جانتے ہوئے بھی کہ وہ شیطان کا آلہ کار ہے خدمت پیر برل یو حنا ۶: ۷-۱۷ اور ایسے ہی یو حنا کے تیسرے خط کی نوں ریت میں دیکھتے ہیں وہاں استباز نہ تھا۔ خداوند خود ایسے غلوں کا ذکر متی ۲۴: ۴۵-۵۱ میں کرتا ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ اس آیت متی ۲۴: ۲-۳ کو سامنے رکھا جائے کیونکہ کسی کی اپنی ذاتی استباز میں وہ پائیدگی سے نکلے نہیں چلتے بلکہ مسیح خداوند کے نام سے خدا ہی ہے جو تعبانی و فضل بخشتا ہے۔ اگر تھی ۳: ۶-۷ گرچہ خدمت اعلیٰ و جلال ہے ۲ کر تھی ۳: ۷-۸ تو بھی یہ تخرانہ مٹی کے برتنوں میں محفوظ ہے۔ ۲ کر تھی ۴: ۷-۸ لہذا ملائق ہاتھ سکر امینٹ کے اثر کو زائل نہیں کرتے تاہم یہ تو ضروری ہے کہ خداوند دین پاکیزہ ہوں اور اگر بدعت کا خارج کئے جاتے ہیں تو بدعتا و مان بھی معزول کر دینا چاہیے۔ کیونکہ نہ صرف یہ انجیل بشارت میں رکاوٹ ہوتے ہیں بلکہ دوسروں کے لئے ٹھوکر کا باعث ہوتے ہیں۔ کیونکہ زبور ۱۲۲: ۹ اور ایسا ۱۱: ۱۰ میں لکھا ہے کہ کاہن استباز ہوں۔ تو تھیس کے تہ میں جی تاویب کی اپنی ہے ۱۱ تھو تھی ۵: ۲۲ تو بھی یاد رہے کہ اگر تھی ۱: ۲۶-۲۷ کے مطابق خدا نے دنیا کے بیو قو فوں کو چن لیا کہ زورداروں کو شرمندہ کریں اور خدا نے دنیا کے کمینوں اور جتیلوں کو بدعتیو قو فوں کو چن لیا کہ موجودوں کو نیست کریں تاکہ کوئی بیشہ خدا کے سامنے فخر نہ کرے۔ لیکن تھس کی طرف سے مسیح یسوع میں ہو جو ہمارے لئے خدا کی طرف سے حکمت ٹھہرائی استباز کی اور پاکیزگی اور مخلصی تاکہ جیسا لکھا ہے ویسا ہی ہو کہ جو فخر کرے وہ خداوند پر فخر کرے۔

وکیف (WICKLIFF) انجیل کو قانون کیسیا اور عقیم کو شریعت ٹھہراتا تھا۔ چنانچہ اس نے انجیل کو قانون دان کا لقب پایا۔ وہ اس اور یہاں بپ نہ کو جہاں انجیل کا ذکر نہ ہوتا ہو خدا کی مرضی کے خلاف سمجھتا تھا۔ وہ خیال تبدیل کا مساوی تھا کہ ہر شخص خواہ وہ

کر بیٹے گئے اور تاشاد کا دیر میں پھینکے لئے۔ کتول سے پھر وائے گئے صلیب پر چڑھاتے گئے۔
 تیل سے جلاتے گئے اور ٹھنڈوں میں ڈالتے گئے تھے۔ مقدس پطرس اور پولوس روم میں اور
 انتی پاس پرگس میں شہید ہوئے۔ یروشلم کا بشپ سمیون ایک صوم میں برس کا بوڑھا شہید کیا گیا۔
 اور انطاکیہ کا بشپ انکیشٹیس بمقام روم شیریل سے پھڑوایا گیا۔ سمرنا کا بشپ پومینا رپ
 ہیراپلس کا بشپ پاپیئس اور آخنیز کا بشپ پوبیوس شہید ہوئے۔ جوان لڑکی باندھنے صلیب
 پر لٹکائی گئی۔ پھر کوڑوں سے پڑائی گئی۔ پھر پتھروں سے لوہے کی گڑھی پر بٹھائی گئی۔ جنگلی جانوروں
 کا شکار بنی۔ جنگلی گائے سے روندی گئی اور آخر پجاری جان بھی ہوئی لیکن اس سخت تکلیف میں بھی
 یہی کہتی رہی "میں مسیحی ہوں اور ہم میں سے کوئی بھی بڑائی کرنے کی حیرات نہیں کرتا۔ شمالی
 افریقہ کی کلیسیا میں سے بھی مسیحی شہداء کی نامزد فوج شہادت کے خون آلودہ ریاہیں کو د گئی۔
 جب یہ ایذا رماں سلامت خزان کے چھینٹوں کی وجہ سے خداوند کے قدموں میں آ گئی تو
 سلطنت نے کلیسیا۔ کو اپنا لیا اور مسیحیت شاہی مذہب بن گیا تب بھی کلیسیا نے ایوانہا۔
 ایلسیاٹ۔ ناسک۔ ازم۔ مول۔ ٹین۔ ازم۔ ٹینا۔ ٹیرین۔ یو۔ ٹین۔ ازم۔ اور پٹھ۔ جین۔ ازم۔ مارین
 ازم۔ ٹورین۔ ازم۔ جیسی بدعات موجود تھیں۔ کبھی پوپ کی طریقہ تفتیش بدعت جاری نہ ہوا
 تھا۔ لیکن ان بد پوپ تماشہ۔ جیسا تھا تاکہ وہ تفتیش کریں۔ پوپ گرگوری نہم نے خود مختارانہ
 تفتیش کا حکم دیا لیکن تو بھی نہ اسے موت نہ دے سکتا تھا۔ کیونکہ متقدمین سینٹ جان
 تیر۔ سٹم۔ کا خیال تھا کہ بدعتی کو نہ ایسا جرم ہے جس کی تلافی نہیں ہو سکتی۔ ۳۸۵ء میں جب
 پاپیلین اسپینی اور اس کے ہمراہ بدعتی قرار دے کر جلاتے گئے تو مقدس مارٹن آف ٹورز
 اور ایسروز نے بشپ کی شرکت پر کٹری نکتہ چینی کی جس کے بعد باا موقوف ہو گیا اور
 سینڈ کا فیصلہ بدعت کی نسبت کافی دوانی تصور کیا گیا۔

بارہویں صدی میں جب کاہنری بدعت خطرناک ہونے لگی تو بدعتی لوگوں کی سرداری
 گئی اور آخر کار انہیں جلا دیا گیا۔ ۱۰۵۴ء میں شاہ رابرٹ فرانس نے تیرہ کاہنری بانی موجوں
 میں مقام اورینز جلا دے۔ یہ سرداری قانون کے مطابق عذاب۔ جلا دوگر اور حنظل امن میں
 محفل ہونے کے لیے مقرر تھی۔ شاہ ہنری سوم نے سنسنی میں لہجہ کا خطرناک پوچھا نفسی پر لٹایا۔ گرچہ
 بدعت معاشی خرابی سے متعلق تھی تو بھی سلامت تریں نہرا۔ نا جازر تھا۔ پایا گیا اور اجتماعی شورش
 اور بلے نے اس کو بھی گھوننا بنا دیا۔ ۱۱۷۵ء میں جب کیرے کے بشپ نے

بعض کا قہر میں یہ فتویٰ دیا تو اجتماع ان سب پر ٹوٹ پڑا اور ان سب کو ایک کمرہ میں بند کر کے
 آگ سے جدا دیا۔ ۱۱۴ھ میں سنا سب کی عدم موجودگی میں اجتماع بدعتیوں کو خود ہی
 جیل خانہ سے ٹھیک کر باہر لے گیا اور انہیں سپرد آگ کر دیا۔ ایسا ہی واقعہ کھلون میں ۱۲۵ھ
 میں رنج کے ساتھ یہ ایک خادم عدین نے جس سے بعد شکل رہائی پائی۔ مجمع نے پیر ڈوی
 بریز کو بدعتیوں کا بدعتی متا جہا۔ بدعتیوں کی نسبت رطانولی تھی۔ سرکار ان کی محافظہ
 نہ تھی اس لئے پھانسی چڑھانا عام تھا۔ ظلم کی حدیں ٹوٹ گئیں۔ بعض خادمان دین نے
 اس طریق قبیحہ کی مخالفت کی اور کہا کہ کٹوسے دانوں کو پتھے دانوں کے ساتھ بڑھنے دو۔
 تو بھی گراشتن کے حکم نامہ نے خاص اثر نہ کیا کیونکہ اس نے لکھا کہ بدعتیوں کو جرمانہ کیا جا
 سکتا ہے۔ اور خطرناک حالت میں انہیں ملک بدر کرنا کافی ہے۔ مگر وہ قتل نہ کئے جائیں۔
 ۱۱۶۳ھ میں بادشہ نے ایسے احکام کے تقرر کی کہ نسل میں پادشہ روم کی مہارت میں برقی
 کی ملک وراثت کی ضبطی کا حکم صادر ہوا۔ ۱۱۸۲ھ میں پوپ اونیس سوم نے بدعتیوں
 کو گرفتار کرنے کا حکم دیا اور فرمایا کہ سرکاری مداخلتیں ان کی باز پرس کریں اور بیشپ کو کامل
 اختیار ہے کہ وہ بہ طرح سے سزا دے۔

پوپ اونیس سوم اور ہنری ہفٹس سوم ۱۱۹۰-۱۲۰۰ء میں پاپی منبری تفتیش کے
 لئے بھیجے تاکہ اٹلی میں اور والد نسیائی کو جرم منی کی اطلاع دے۔ ہنری نے ہنری کے مقام
 پر ۱۱۹۹ء کو دو سرسریں بھیجے کہ وہ بدعتیوں کی عادات سراغ رسائی کریں۔ بیشپ اسمانے
 مقدس دو مینک اور اس کے شاگردوں کو ستمناں کیا۔ مگر سب منت ہے کار ثابت
 ہوئی۔ سرکار نے مدد دینا بند کر دی اور خود تفتیش کنندگان ہی قتل کر دئے۔

پوپ گرگوری نہم نے ۱۲۳۰ء میں پاپی تفتیش کے طریق کو خیر باد کہا اور
 خفیہ کو ایوی کی بنا پر مجرم قرار دینا چھوڑ دیا۔ مگر ایک نہ تفتیش کنندگان جب کسی تہذیب یا گاہ
 میں جائیں اور وہاں انہیں مشتبہ بدعتی معلوم ہو جائے تو ان پر مقامی خادموں نے جیسے کیسی کے
 زہن و جاسوس کی کوڑی بھراؤ اور عورت سے بھی بڑے گواہ کی کوڑی بھراؤ۔ اگر شخص بدعتی
 معلوم ہو اور نہ تو یہ کہے کہ وہ بدعتی ہے تو نہ تو یہ کہے کہ وہ بدعتی ہے اور ایمان
 کی نشانی تہذیب سے بدعت میں آئے۔ دریافت کیا جائے۔ اس کی سب سے بڑی حالت
 اگر وہ کچھ بھی تو یہ نہ کہے تو اسے روزہ و ریاضت کی سزا دی جائے۔ مزید یہ کہ کچھ بدعتی

نے تفتیش کا اختیار محض دو مینک فراز کو دیا اور انہیں بس پناہ اختیارات تفتیش کئے جن سے پوری و راہی اتحاد نظر آتا تھا۔ سو فراز نے انگلستان میں "ٹیمپلز" کی تفتیش کی لیکن ٹولارڈ کی تفتیش انگریزی بپشوں نے خود آپ کی اور ڈومینک فراز ٹولارڈ کو ہک کرنے میں ہر ممکن مدد بہم پہنچاتے رہے۔

بدعات کی تفتیش کا طریقہ یوں سمجھو ایک کھسیا پر گھنونا و سبب ہے۔ اس کی صبر جاسوسی۔ آگ سے جیلانا۔ ڈکھ و بیکر تو بہ کی طرف مائل کرنا۔ مسیح خداوند کی روح کے خلاف تھا۔ رومی شایان نے جہالت و ایذا رسائی کا قدر خسریا۔ وہ اسی طرح جدت پسندی انشائیں سے جہالت اور ایذا کی نالائقی حرکتیں کرتے اور انکو سزا دیتے رہے۔ تفتیش کنندگان نے ہی مسیح خداوند کے عجز اور صاحب اختیار کی تعلیم سے انکھیر ہنر لیں۔ وہ اپنے آپ کو پوکوسی جوش و غیبت سے بھر پور سمجھتے تھے وہ چاہتے تھے کہ غیر تائب بدعتی شخص ابدی آگ سے بچ جائے۔ لوگ ایذیت سے خوف زدہ ہو کر مسیحی روحی تعلیم کی طرف مائل ہوں۔ ان کا خیال تھا کہ بدعتی آگ کے شعروں میں بھی تو یہ کر سکتا اور وہاں بہشت ہو سکتا ہے اور اس آگ کے ذریعہ سے ہم اسے آنے والی ابدی آگ سے بچا سکتے ہیں۔ ان کی تمام افویت وہی کا دار و مدار یوحنا ۵ باب کی پہلی چھ آیات پر تھا جہاں خداوند یسوع مسیح فرماتا ہے کہ :-

انکو رکھا حقیقی درخت میں لگی اور میرا باپ باغبان ہے۔ جو ڈال مجھ میں سب اور پھل نہیں لاتی۔ اُسے وہ کاٹ ڈالتا ہے اور جو پھل لاتی ہے اُسے وہ چھانٹتا ہے تاکہ زیادہ پھل لائے۔ اب تم اس کھام کے سبب سے جو میں نے تم سے کیا پاک ہو تم مجھ میں قائم رہو اور میں تم میں جس طرح ڈالوں اگر انکو رکھے درخت میں قائم رہے تو اپنے آپ سے پھل نہیں لاسکتا اُسی طرح اگر تم بھی مجھ میں قائم رہو تو پھل نہیں لاسکتے یہی انکو رکھا درخت ہوں تم و الیاء جو مجھ میں قائم رہتا ہے اور میں اس میں وہی بہت پھل دلاتا ہے کیونکہ مجھ سے بید ہو کر تم کچھ نہیں لاسکتے۔ اگر کوئی مجھ میں قائم نہ رہے تو وہ ڈال کی طرح چھینک دیا جاتا اور سوکھ جاتا ہے اور لوگ انہیں جمع کر کے آگ میں جھونک دیتے ہیں اور وہ بھل جاتی ہیں۔

ایذا رسانی سے بدعتی منتشر ہو گئے۔ اور دنیا کے کئی طبقات کو اپنی لپیٹ میں لے لیا۔ اگر کلیسیا سمجھتی اور یقینی کرتی کہ خدا کی جو محبت ہمارے خداوند یسوع مسیح میں ہے اُس سے ہم کو نہ موت جبار کر سکتی ہے نہ زندگی، نہ فرشتے نہ حکومتیں۔ نہ ممال کی نہ استقبال کی چیزیں۔ نہ قدریں۔ نہ بندی نہ لپستی۔ نہ کوئی اور مخلوق تو وہ اپنے قریبوں سے محبت کرتے اور انہیں محبت کی ڈوریوں سے کھینچتے۔ کیونکہ نہ ملاقات سے نہ دور سے بلکہ خدا کی روح میں تبلیغ ہو سکتی تھی۔ ایذا نے مسیحی کلیسیا کو قنفر کر دیا اور وہ مسلمان ہو گئے۔ اگر رومی کلیسیا درست تعلیم صحیح طریق سے خداوند کی محبت اور روح میں دیتی تو ناکامی کا سنہ دیکھنا نہ پڑتا اور مسیحیت کی خود مختاری میں بربریت کا مظاہرہ اور غلاطات کا اچھانا بند رہتا۔ چنانچہ صفات ظاہریت کہ رومی کلیسیا کی تفتیش مسیحیت پر بدناما دھبہ ہے۔ کیونکہ وہ

وقت نے ساز سکول عیش بھی بخشا اکثر ہم نے سکین غلش دل نہ کہی کم دیکھی،
ہم نے انگاروں پر کھلتی ہوئی کلیاں پایا ہم نے شعلوں پر مچلتی ہوئی شبنم دیکھی

چودھواں باب

تحریک مصالحت

تحریک مصالحت پندرہویں صدی کے ابتدائی حصہ میں اہم درجہ رکھتی ہے جس کا نتیجہ سو لہویں صدی میں دو اصلاحی ہوجا۔ مصالحت نامہ تصورات کو مضبوط بنانے کے لئے جنرل کونسلیں ۱۵۰۹ء، ۱۵۲۱ء، ۱۵۲۷ء اور باسل ۱۵۲۹-۱۵۳۱ء میں منعقد ہوئی رہیں تاکہ انفاقِ خیمہ ہر مسئلہ میں شروع ہو جائے اور جو بات جس کے باعث یکتت و قوم اور آویزون میں دو حاد پوپ مسندِ شیعین ہوتے رہے اور دونوں کا فیصلہ ناظرین سمجھا جاتا تھا۔ دوسرا سبب جو ترمیا کی پہلی بدعت تھی جس کا مخرجِ انجلیکان و کجائیت کی تعلیم تھی۔

اس کے علاوہ فیدرینڈ میں "عربیک گروٹ" کے (ایسی زبان میں دعا اور کلام ربانی پڑھا جاتا) فیصلہ طلب امور تھے کیونکہ ذرا داران کلیسیا یہ چاہتے تھے کہ کلیسیا مزید انتشار سے بچ جائے اور کلیسیا میں مصالحانہ اصلاحی ضابطہ و انصرام پیدا ہو اور ہرگز پر بحث اختیار پائے۔ دوم تھا کہ بڑے بزرگان کلیسیا پاپائے روم کے مطلق العنان اختیار کو بھی کم کرنا چاہتے تھے اس لئے ایک صدی پیشتر مارسلو آف پاڈونے پوپیت کے آمرانہ اختیار کو خیر تانوی ٹھکڑا تھا اور بتا تھا کہ صرف جنرل کونسل جس میں خدام الدین و عوام شامل ہوں جتنی اختیار کے مقدار ہیں۔ پوپ چونکہ مذہبی پیشوا ہے اس لئے اس کو سیاسی عیب و دباؤ سے کنارہ کرنا چاہیے۔ انگریزی فرانسیسکن فیدرولیم آف اوکم نے بھی ایسا ہی خیال پیش کیا تھا۔ پیرس کے دارالعلوم میں اس پر درس دیئے گئے اور شہر پاپا نسلر جان کر میں ان خیالات کا متادون تھا۔ جان دیکلف نے کلیسیائی کمزوریوں قانون، دستور اور مسائل پر تنقید کرتے کر کے اصلاحات پیش کیں اور مصالحانہ تحریک کو واجب اور قابل قبول بنا دیا۔

کونسل پیا سائے

(PISA)

اس کونسل میں انٹی لیشپ حاضر ہوئے اور انہوں نے اتفاق عظیم کو دور کرنے کے لئے دونوں ماسد پوپوں کو عزل کر کے ان کی جگہ ایگنڈینڈ رنجم کو پوپ منتخب کیا جو جلد ہی مر گیا۔ تب

ایک بھری ڈاکو جان تیسواریں کو چننا جو بااثر اور عرب دار انسان تھا۔ لیکن اخلاق حمیدہ سے تہی دست تھا۔ وہ اپنی دنیا دارانہ حکمت عملی سے اپنے ماسد مہصر پوپوں بینڈکٹ میزوم اور گریوری دوازدهم کو دبانہ سکا سوا ب کلیسیا میں دو کی بجائے ایک ہی وقت میں تین پوپ تھے۔ کلیسیا میں بد امنی و غلامت زیادہ پھیل گئی اور زیادہ شدت سے اصلاح و مصلحت کی ضرورت محسوس ہونے لگی۔ جان تیسوال نیپلز کے بادشاہ کے خلاف جنگ لڑ رہا تھا۔ سو اس نے قیصر سے مدد پاپا ہی لیکن قیصر نے درخواست اس مشرہ پر نظر رکھی کہ پوپ ایک جنرل کونسل بلانے جس کا صدر خود قیصر ہی ہو سو مجبوراً ماسی الجھن اور جنگ میں دو کے پیش نظر پوپ نے کونسل بلان۔

کونسل کانستنس

(CONSTANCE)

یہ کونسل یکم نومبر ۱۴۳۱ء کو شاہ سگسند کی زیر عداوت منعقد ہوئی کونسل میں شامل ہونے والوں کی تعداد ایک لاکھ کے لگ بھگ تھی۔ قیصر ہنری کھڈر سو۔ باہر

آئے تھے۔ ان میں ۲۹ کارڈز تھے، ۳۳ آرچ بشپ، ۱۵۰ بشپ، ۱۰۰ ایبٹ، ۳۰۰ ماہر
 دینیات، ۱۰۰ ڈیوک ورن، ۲۴۰۰۰ نواب اور دیگر عوام یعنی تقریباً ۱۸ ہزار نفوس شامل
 ہوئے۔ اس کونسل میں دو فریق تھے۔ پہلا فریق چاہتا تھا کہ نفاق عظیم کو ختم کرنے کے
 موضوع پر صرف گفتگو ہو اور دوسرا فریق یہ چاہتا تھا کہ پوپ کے مطلق العنان اختیار کو
 کم کر کے کونسل کے اختیار کو بلند و بالا کریں۔ گرم گرم بحث کے بعد ویٹیفکیشن
 کی تعلیمات زیر بحث آئی گئیں۔ دونوں فریق ان کی تعلیمات سے خائف تھے لہذا کونسل
 کے لئے یہ لائحہ عمل مقرر ہوا۔

۱۔ نفاق عظیم کو ختم کر کے اتحاد کا بحال کرنا۔

۲۔ کلیسیا میں اصلاحات کا نفاذ۔

۳۔ غلط تعلیمات کو بدعتوں سمیت دفع کرنے کی تدابیر

کونسل کے پہلے اجلاس میں طرز رائے دہندگی پر جھگڑا ہوا۔ پوپ جان تیسواں
 چاہتا تھا کہ سابق کونسلوں کی مانند ہی رائے دہندگی صرف بشپوں اور ایبٹوں کو ہی حاصل
 ہونا کہ توازن قائم ہے اور پاپائیت کے خیال کے مطابق فیصلہ جات ہوں لیکن پوپس
 کے دارالعلوم کے علماء و حکماء نے دینیات سے پیش کیا کہ چونکہ وہ خود تحریک مصالحت کے
 رشتہ میں اس لئے نہ صرف انہیں بلکہ خدام الدین اور عوام کو بھی رائے دہندگی کا حق ہو۔
 چنانچہ صدر رقبہ سرگسند نے رائے عامہ کو کرنے کے بعد فیصلہ دیا کہ بادشاہوں، سفیروں،
 سولہ، خدام الدین اور عوام کو بھی رائے دینے کا حق حاصل ہے اور اتنے کثیر انبوه میں
 درست رائے دینے میں پیچیدگی کو محسوس کرتے ہوئے اس نے کونسل کو قوم دار تقسیم
 کر دیا سو ٹکینڈ۔ اٹلی جو مینی اور سپین کے نمائندگان علیحدہ علیحدہ اپنے ملک کے ساتھ
 بیٹھ گئے۔ یہ اقرار پایا کہ اگر کسی رائے کو کونسل ہمارے ملک کی منظوری حاصل ہو تو وہ منظور سمجھی
 جائے گی۔ اور یوں عوام کی رائے کی الجھنوں کا ایک حد تک حل ہو جاتا تھا۔

پوپ جان تیسواں سمجھتا تھا کہ کونسل اپنے فیصلہ میں حق بجانب نہیں ہے تاہم وہ
 خاموش ٹھہرا۔ اسکو امید تھی کہ وہ کونسل میں افراتفری پیدا کرکے اپنے سابقہ و تازہ
 کو قائم کرے گا اور کسی حد تک کس کی بیعت کی بات میں ناگفتہ بہ حالت پیدا بھی ہو سکتی تھی
 لیکن صدر رقبہ مشکلات پر قابو پایا۔ تب پوپ صاحب نے بجائے کی خدائی لیکن

یہ جائے گی برکت کا باعث ہوگی۔

اس کی تعلیمات پر کونسل میں بحث ہوئی۔ ایگزیکٹو نے بشپ آف پراگ کو حکم دیا کہ وہ ہر صورت سے اس کی بدعت کو دفع کرے چوتھے برس کی تعلیمات کا مدار وحییت پر تھا اس لئے وحییت کی کتب پراگ کے چوراہے میں جلادی گئیں اور سال ۱۲۱۳ء میں روم میں اس کی کتب پراگ ہوئیں تب اس کو کونسل میں جواب دہ ہونے کے لئے بلایا گیا لیکن اس نے جواب دہی سے انکار کر دیا چنانچہ حکم جاری ہوا کہ جس پیش ہو کر یہ بتائے کہ اس نے پوپ جان تیسویں کے مغفرت ناموں کو پراگ میں سر بازار کیوں جلایا تھا؟ جس شاہ سکسٹ کے وعدہ حفا پر پایا گیا اور بحث سے اپنے خیالات کا ثبوت دینے کو تیار تھا لیکن کونسل نے اس کو بدعتی ٹھہرا تفتیش شروع کر دی۔ اس کو معلوم ہوا کہ اس کی رہائی ناممکن ہے تب اس نے چٹھی لکھ کر بند کر دی اور ہدایت دی کہ میری موت کے بعد اس کو کھولا جائے۔ شاہ سکسٹ ۵ رومیل اس کو بچا نہ سکتا تھا۔ اگر وہ اس کی حمایت کرتا تو تمام کونسل اس کے خلاف ہو جاتی۔ اس لئے اس نے خاموشی برقرار رکھی اور اتفاق کو دور کرنے کے لئے اس کو قربان ہونے دیا۔ قانونی طور پر اس شبہ میں بلایا گیا تھا اور ایسے شخص کی اُمر وقت تک رہائی مشکل تھی جب تک کہ شک و شبہ دور نہ کرے لیکن اس کو یہ موقع عطا نہ ہوا۔ کونسل نے پچھا کہ کیا تو الزامات کو رد کر سکتا ہے۔ اس نے جواب دیا کہ الزامات تعلیمات کو غلط سمجھنے کی بنا پر پیدا ہوئے ہیں۔ شاہ سکسٹ نے کہا کہ یہ تعلیم معصومیت خطرناک ہے کیونکہ ”کوئی انسان بے گناہ نہیں ہے“ پیدا بش ۸: ۲۱، ایوب ۱۵: ۱۴، زبور ۱۴: ۵، ۵: ۶۲، اش ۲۰: ۹، روم ۳: ۱۰، ایوحن ۳: ۸، ۵: ۱۹، لیکن پچھلے برس اپنے معصومیت کے عقیدہ کو چھوڑنا نہ تھا اس لئے اس پر فتوہ لگایا گیا۔ اس نے شاہ سکسٹ کو کہا کہ اسے شاہ روم میں نہیں چاہتا کہ میں خدا اور اس کی روح کو دھوکا دوں اور اپنی غیبی شیخی میں اس نے شک میرے لئے یہ بتا رہے کہ میں مر جاؤں بہ نسبت اس کے کہ میں رومی سے چنے کے لئے بھاگ جاؤں اور خدا کے ہاتھوں میں پڑوں جو ہر حال اور بھی آگ اور میرے لئے باعث شرم ہے میں نے خداوند یسوع سے عرض کی ہے اور اپنا مقدمہ اس کے ہاتھ میں دے دیا ہے۔ اس لئے اب میں اس کی عدالت اور فتوے کا متنازعہ ہوں میرے سمجھتے ہونے کے وہ ہر شخص کا انصاف جھوٹی گواہی

پر نہیں بلکہ راستی سے کرے گا۔ کونسل نے ہستی کو خادم الدین کے ٹھکانے سے برطرت کر دیا اور کانسٹنس کی تحصیل کے باہر جو لائی سٹالہ کو آگ کے شعلوں میں جھسک کر دیا۔

وکیفیت کی تعلیمات بدعتی قرار دی گئیں اور اس وقت جیمز کو بھی سٹالہ میں پیراگ میں جلا دیا گیا۔

اس کونسل سے عوام کو بہت امید تھی کہ اس کلیسیائی اصلاحات ہونگی۔ اگرچہ نفاق و ظلم فوجیات اور توہمیں مغفرت ناموں کی فروخت اور کلیسیائی بد اخلاقی و بد رسومات قائم رہیں کیونکہ کونسل نے یہ تمام پوپ کے سپرد کر دیا تھا۔ اصلاحات کے بانی بڑے جوش سے کام کرنے لگے۔ ہس اور جیروم تو جلائے گئے تاہم آگ نے بدعتیوں کے حوصلے بند کر دیئے تھے۔ بوجیمیا میں مذہبی جنگ ہونے لگی جہاں زسکا کی سرکردگی میں لانچ مذہبی جنگیں لڑی گئیں جنکو باسل کی کونسل نے بوجیمیا کی پاک شراکت میں مشترکہ پیالہ کو تسلیم کرنے سے بند کیا۔ لیکن اس کے ساتھ ہی یہ بھی تسلیم کر لیا کہ پوپ کلیسیا کا سرور ہے اور اس کا دست تسلیم کرنا ہم پر واجب ہے۔

کونسل باسل ۱۴۳۱-۱۴۴۹

(BASEL)

یہ کونسل باسل کے مقام پر منعقد ہوئی۔ لیکن پوپ نے یہ جانتے ہوئے کہ صلاح پسند جماعت مضبوط ہے اور ہس کی بدعت کو فوجی زور سے بھی دبایا نہیں جاسکتا۔

یہ رائے قائم کی کہ بدعت سراسر نہیں بلکہ براہین بائبل سے دفع کرنی چاہیے۔ پوپ نے یہ رائے قائم کی کہ کونسل پر پورا اور سینا میں سوئیٹین کونسل کو لازماً ۱۴۳۱ء میں باسل میں منعقد ہونا ضرور تھا۔ پوپ مائن چیم نے ایلیس کے پارکار ڈیٹل قیہ بن کی زیر ہدایت کونسل کے انعقاد کا اشتہار دے کر لوگوں کو ہراساں کر دیا۔ تاہم کونسل باسل ہی میں منعقد ہوئی۔ قیہ پوپ کے روبرو یہ رائے پیش ہوئی کہ رائے دہندگان اتوارم کے لئے نہ سو بلکہ مجمع عامہ سے ہو۔ کونسل نے اپنے آپ کو چار حصوں میں تقسیم کر لیا۔ ایک کے ذمہ سٹالہ بدعت حق و باطل کے حصہ مسائل ایسا ان تجربے کے حصہ میں اصلاح کلیسیا اور چوتھے کے ذمہ دوسری میں امور عامہ تھے۔ کونسل نے بوجیمیا کے دونوں اجزائیں پاک شراکت کے مسئلہ پر پوپ و پوپین ماقہ تک بحث کر لیا۔ تب کونسل نے پراگ کی عدالت عالیہ سے شورہ کیا۔ اور قیہ بنی کی مدد سے بوجیمیا اور موریریا کو دونوں اجزائیں پاک شراکت لینے کی اجازت مل گئی۔ ہس بدعت تو خاموش ہو گئے لیکن آزادانہ تجاویز پسند گروہ ویسا ہی رہا۔

”بدعت قلو ار سے نہیں بلکہ کام ربانی کی دلائل سے دفعہ کرنی چاہئے“ کو فضل حاصل



کونسل نے مشرقی کلیسیا سے صلح کرنی چاہی لیکن کاوش بے کار تھی کیونکہ مشرقی کلیسیا کے بزرگ خود پوپ سے مذاکرات کرنے کے خواہشمند تھے جسے وہ نہ پاتا تھا۔ اس لئے معاملہ بگڑ گیا۔ دوسرے برس کونسل اور پوپ میں نفاق پیدا ہو گیا اور مصالحت جو قیصرینی و ممبر ۱۲۳۸ء کو کونسل سے نکل گیا۔ ۱۲۳۸ء میں کئی ذمہ دار اشتخاص کونسل ذرا میں چلے گئے جہاں پوپ نے مشرقی کلیسیا کے نمائندوں کو مزید مذاکرات مصالحت کے لئے طلب کیا تھا۔ اور باسل میں کونسل جاری رہی اور باقی شرکاء نے ایک مخالف پوپ "جین لیاچناچہ شاہ فریڈرک سوم نے اپنے قاضیوں کو حکم دیا کہ کونسل ختم کر دی جائے ۱۲۴۱ء میں مشرقی کلیسیا سے صلح کئے بغیر یہ کونسل ختم ہو گئی۔

تمام کونسلوں پر نظر ڈالتے ہوئے معلوم ہوتا ہے کہ ان میں مسائل و رسوم پر خاص بحث ہوئی اور بیٹریں کی چوتھی کونسل ۱۲۱۵ء میں مشابہت بدلے عناصر مقرر ہوئے۔ کانسٹنس کی کونسل ۱۲۵۹ء نے عام جماعت کو پیالہ دینا بند کر دیا تھا۔ فلورنس کی کونسل ۱۴۳۹ء نے شک اعراف کا فتوہ دیا اور آخر کار کونسل ٹرنٹ نے نکایاہ کے عقیدہ کیساتھ سات ساگرا مینٹ۔ تبدیلیئے عناصر۔ اعراف۔ مقدسین سے دعا اور قبول کی پرستش کی منظوری مشترک کی۔

اگرچہ یہ کونسلیں عالمگیر کھلاقی ہیں لیکن ان میں مشرقی کلیسیا کے نمائندے نہ کبھی شامل ہوئے اور نہ انہوں نے کسی مسئلہ و رسم کو منظور کیا اس لئے ان کونسلوں کو جو مغربی کلیسیا کی بنیادیں تھیں عالمگیر اختیار کا حق نہیں چاہیے۔ متذکرہ بالا مسائل و رسوم میں سے ایک بھی کتب مقدس کے مطابق نہیں ہے بلکہ وہ عہد ربانی کے خلاف نظر آتے ہیں۔ اس لئے ہم حق بجانب ہیں جب تک کہ ہیں کہ جنرل کونسلوں نے پوپ کے ساتھ مل کر بھی غلطی کی ہے۔ اور انہوں نے مصلحتیہ کونسلوں کی آواز اور جذبہ کو نہ پہچانا۔ اس لئے کلیسیا میں اصلاح تو ہوئی۔ ہی تھی لیکن انیسویں سے گناہ پڑتا ہے کہ اصلاح بغاوت کے زیرِ تحست ہو رہی تھی۔ شکر یہ ہے کہ کونسلیں مابعد زمانہ میں کلیسیائی تنظیم اور عقائد کا وسیلہ بن گئیں ہیں۔ اور ان کے وسیلہ سے درست عقائد و رسوم معین کئے گئے ہیں تاکہ کلیسیا بڑھے اور ترقی کرے اور مسیح خداوند کا بن بے داغ ہو کر جلال پائے۔

پندرھواں باب

انوار الادب

ادبی نور کی شعاعیں اٹلی سے چمکیں اور پندرھویں و سولہویں صدی میں انہوں نے تمام یورپ کو جلا کر دیا۔ انوار الادب دور اصلاح کا اعلیٰ سبب تو نہ تھا لیکن دینی اصلاحات کے ساتھ مل کر اس نے بھی اصلاح کا ڈھنڈورا پیٹا کیونکہ جب رومی سلطنت مسیحی بدعتی تو کلیسیا کا مذہب تسلیم و ادبیات سے تھی دست تھا۔ وہ یہ نہ سوچتی تھی کہ ہر زبان کو ادبی دنیا میں بھی مایہ ناز ہستی ہونا ضروری ہے اور چاہیے کہ وہ لمحاتِ فرصت میں لاطینی ادبیات کا مطالعہ کر کے جائزہ لے کہ ان میں کتنی باتیں سچی ہیں۔ کتنی باتیں شرافت کی ہیں۔ کتنی باتیں واجب ہیں۔ کتنی باتیں پسندیدہ ہیں۔ کتنی باتیں دلکش ہیں اور کتنی باتیں نیکی اور تعریف کی ہیں۔ وہ ادبیات پر غور کرنا چاہتے تھے کیونکہ کلیسیا یونانی و لاطینی دیومالا اور اصرام پرستی سے خائف تھی۔ لاطینی دیومالی دیوتاؤں کے گیت پسند عام تھے۔ اس نے ڈر تھا کہ مسیحیت رومی صنم پرستی اور رومی اخلاقیات میں جذب نہ ہو جائے لیکن مسیحیت کی اس و نسل عبرانی تھی اور نجات یودیوں سے تھی اس لئے یہودیوں میں اخلاق میں جو تصور خدا گناہ نجات اُمید و وعدہ اور آئندہ زندگی کا تھا وہ اصرام پرستی اور لاطینی دیومالی دیومالا سے کوسوں دور تھا علم ادبیات کے تحقیقات میں رابطہ قائم کرنا ممکن تھا۔ تو بھی جب زمانہ سلف کے ادبی نور کی شعاعیں چمکیں تو انہوں نے مسیحیت کو دنیا میں مستحکم ہونے کے لئے خوب مدد دی۔ مسیحی نئی توجہات اور اصلاحات وضع کرنے لگے تاکہ فلسفہ و صنم پرستی کا جواب دے سکیں یوں نوزادانِ علم و ہنر کی بنا پڑی کتب مقدسہ چونکہ ایسی زبان میں تھیں جنکو عام نہ جانتے اور نہ سمجھتے تھے اس لئے لازم سمجھا گیا کہ ہر زبان میں ترجمہ ہو تاکہ جہت و تحیض ہر کے اور انوار الادب کی تنقید اعلیٰ نے مسیحیت کو آگ میں ڈال کر کندن بنا دیا۔ مسیحیت علم الادب میں چمک اٹھی یہ جبکہ اس نے اپنا ٹھونسلا بنا لیا تب بھی بعض اہل علم

اور مذہبی دارالعلوم اس نئی جہت سے اپنی ترقی و ترقی سے کنارہ کش رہے اور
اسے بدعت سے کم اہمیت نہ دیتے تھے۔

تجدید علم و ادب

تجدید علم و ادب نے ۱۸۵۹ء تا ۱۹۱۹ء تک کیسیا پر اثر ڈالا

اور میں یونانی علم و ادب پر توجہ دینے کا شوق پیدا ہوا اور

۱۸۵۹ء تا ۱۹۱۹ء کے درمیان میں کئی کئی کتابیں لکھی گئیں اور

کے ادب و ترقی و ترقی کو اہم قرار دیا گیا تھا۔

۱۔ یونانی سادوں کے شاعر۔

۲۔ یونانی ڈرامے۔

۳۔ انگریزی ڈرامے۔ ٹیکسٹ بک کی تصنیف۔

۴۔ رالیٹل کی مصوری۔

۵۔ امریکہ کی معلومات۔

۶۔ علم الارضی۔ علم الطبیعیات اور جدید سائنس۔

۷۔ ارسطو و افلاطون کی کتب۔

۸۔ محذرت نامے

تمام سائنس و ادب اور دین کو صفحہ اول میں لانے اور پڑھنے کا مطلب یہ

تھا کہ بشریت کی فضیلت کو بحال کیا جائے کیونکہ زمانہ وسطیٰ میں آدمی دنیا سے جھاگ

کر رامپ نروں میں پناہ لے گیا تھا اب یہ خاص ادبیات سے پیدا کیا جا رہا

تھا کہ دنیا میں سرچیز بڑی ہیں اور ترقی و ترقی سے محبت کرنا آدمی پر فرض ہے۔

انسان دنیا میں رہ کر اپنی روح میں آسمان کی تخلیقات میں پرواز کر سکتا ہے لیکن یہ ضروری ہے

کہ آدمی دنیا میں رہ کر اپنی روح میں آسمان کی تخلیقات میں پرواز کر سکتا ہے لیکن یہ ضروری ہے

سے ہی روح صرف آسمان کی طرف جھک سکتی ہے۔ اور نہ ہی زندگی کا خطا

کے حوالے میں چھٹا تا ہے۔ جب تک کہ انسان کی روح خدا کی قید سے آزاد نہ ہو

تو دنیا اور اسباب خاں اس کے لئے سادوں ہے۔

یہ نئی جہت بطور علم و ادب کے صرف و شوق سے پیدا ہوئی۔ ماقبل زمانہ میں تو

جہالت اور گمراہی تھی لیکن اب کھلاؤں نے ادبیات کو اپنی گہری تاریکی میں چھپا رکھا

تھا کہ تیرے بارہویں صدی میں ادبیات کی نسبت تصور زمانہ کا پتہ آکا سو، دو ہزار سال سے
 مشہور ہے چلتا ہے جس میں آکا سو کو بنا گیا ہے کہ اگر کوئی شخص اس میں ایک کولٹ سے
 وابستہ رہا تو وہ جہنم کی آگ میں ڈال دیا جائے گا۔ اس نے جواب دیا کہ میں جہنم میں نہیں
 ڈالا جاؤں گا کیونکہ میں نے یہ فیصلہ فائدہ پہنچا دیا ہے کہ جو ہر شیخ و متقدم زمانہ میں رہا ہے
 وہی مانگتے رہتے ہیں لیکن وہ جو کچھ پورا نیا پتہ نہیں ہے۔ رنج و شکر۔ بہتہ پا اور کا پتے
 ہوئے اپنے زموں میں دکھاتے پھر تھے میں اور بھوک پیاس اور دیکھ کر مر جاتے ہیں وہ خود
 ہشت میں داخل ہوں گے لیکن پھر دنیا دار کو ان سے کیا واسطہ۔ جیسے اگر میرے سے ہے تو
 کہ دنیا دار نہ فائدہ۔ ثواب سوزنا اور اس سب جہنم میں نہ جائیں گے؟ میں نے ان کے معذرت
 جاؤں گا۔ گو خداوند کو تو نہیں لیکن اپنی زندگی کو تو نہ بچھوں۔ ہاں۔ ہونا۔ چاندی اور
 دولت جاتے گی۔ وہاں شمال زمانہ ہوں گے۔ تو جیسے خوش الحان سے کامیں کے۔ ہر چیز
 رقص و سرور میں ہوں اور میں اپنی محبوبہ کو یہ دیکھ کر کے صاف ہوں گا۔ اس خیال سے
 صاف ظاہر ہے کہ رہنا نیت کا بہت تازہ روز دنیا۔ رام سب خانہ کی چار دیواری میں رہتا ہے
 بہشت میں داخلہ سمجھا جاتا تھا۔ بشریت اور کردار سے انہیں کو واسطہ نہ تھا اور دنیا
 کی محبوب ترین اشیاء نہیں کوئی نظر آتی تھیں۔ ورنہ ان کی کم و ہمت نے تو ہم سے بادلوں کو
 بچھا دیا اور ادبیات سے بشریت کے گھر چھوٹ چکے۔ آہا سنا انداد، ہم ہستی کے
 خلاف ان کے بلند ہونے لگے۔ رسومات کی تیار سن اٹھ جاتی رہی۔ مقتدی میں سے زمانہ
 تیرات کی عزت۔ مغفرت نامے اوراق۔ دیوس کے لئے دنا سے ردیر کیا جاتا ہے
 نہ صرف مرحوم مقتدی میں سے بلکہ زندہ شہیدیں سے بھی دعا کی جاتی تھی۔ شہ ہر دو مہر نے
 طوفان کے مونس ہندس ہندس کے ثواب کے ذریعہ سے دعا کی۔ انوار الادب کے
 علماء اس ابراہہ داری دیکھ کر داری مشہور ہوا۔ انہوں نے لکھا کہ میر تقی میر
 نے تو یہ دیر گزشتہ کی معافی کے۔ انہوں نے جات جی حاصل ہو گئی۔ یہ یہ یہ
 وسیلہ سے اس کی ذہن سے اس نے بیچ کر بیچ کر کیا کرے اور کیا نہ کرے؟ کیا
 مذہب و دین نیت کو خرید کر سکتی ہے؟ اس کا جواب ہے کہ ہر شیخ و متقدم
 سے کہا تیرے سے تیرے ساتھ غارت میں سے لے کر تو نے خود کی غفلت
 کو روپوں سے حاصل کرنے کا خیال کیا۔ تیرا میں۔ یہ نہ تیرے سے ہو کر نہ تیرے

دل خدا کے نزدیک خالص نہیں لیس اپنی اس بدی سے توبہ کر اور خداوند سے دعا کر کہ
 تم یہ تیرے دل کے اس خیال کی سمائی ہو۔ یہ تفسیرات سن کر اُسرا جو اپنی دورت کو
 رہوں میں تقسیم کر دیتے تھے نہ کہ اسب سرور ذرا ان کے جسم و روح کے لئے دعا مانگتے
 ہیں تاکہ انہیں قرواعراف میں دُکھ و اذیت نہ پہنچے دُور بٹ گئے اور خود منفرت ناموں
 کی جوست کرنے والوں پر نراک جنوںک شرور کر دی۔

اور سادب نے یہ بینت کی۔ یا صفت یہ۔ کھلی کاری ضرب لگائی۔ عوام ہر جمعہ
 ہفت کے آہم۔ اتجا کے یہم ویر مقدمین کے دلوں میں روزہ رکھنے تھے۔ عوام زندگی
 میں کوئی نہ۔ اسے پر پر کرتے اور سادہ خوراک کھاتے تھے۔ وہ ہاں کو دُکھ دیتے۔ تھے تاکہ
 شمس سے شیخ کے سب کام اس نے بڑا کیا دھیم دھام اور روایات بانی نکل
 ہمیشہ میں بری کا خمیر تو دل کے تار یک حلقہ کو نے میں رہتا تھا جب تک کہ دل حرکت کرتا
 تھا اس کے سنانے کے لئے تو پاک روح کی خدمت تھی جو زندگی کو یکسر بدن سکتا تھا اور
 جس سے وہ نافرمان تھے۔ وہ یکایک رہا نہ رہا صفت سے عیر ہو گیا اور نجد بدیلم و ادب
 سے جو رہائیت و ریاست کے خلاف تھی یہ پیدا ہوئی۔ اس نے حدت، تجاوز کر کے
 اہل سید لیس (Enslaved) کی صورت اختیار کی اور تو میں نفسہ جہت کو رنڈہ
 کر دیا اور رنڈہ زندگی کے لئے مقصد کو نمایاں کر دیا۔

تو رہا سب نے بد اخلاقی کا سہ باب جس نے۔ عوام کو تجربہ و زندگی بسر کرنے کی
 راہیت کی جاتی تھی لیکن اس اہم زندگی کے لئے دوست تیار نہیں جاتی تھی۔ اس لئے
 بعض مجبور ہو کر یہ بد کردار ہو جاتے۔ وہ قدرتی ملک تھے کو دانہ سکے اور ہرا مکاری کے
 کام شروع کر دیتے۔ کہ جہانہ در مکر میں تھی میں شرب مثل و درہ میں گیا اور جہانہ درہ
 منت ہم سبیت تھے۔ موت میں بعد تائبندیدہ اشخا مر سے سبب خانے میں رہو
 سکے۔ جہ کشی اور سقاہ عمل مادم ہو ب عاقبت زبید و علی میں بد اخلاقی کا گوارہ بن
 گیا۔ بعض ہی جو میں جواب دہ تھے۔ بعض میں دشمنی و دشمنی و دشمنی و دشمنی
 خیز کر کے۔ راڈر، یوگر، لب سسٹم، لب بوپ، دیگر میڈر ششہ۔ کے زم سے مقدس
 ہلے میں وہ جہتیں جو بہر پرستہ و یہا خیاں از رنڈہ دشمن میں بدیشت میں ہوں تھا۔ مد کبتر
 دوست دیکھ اس نے اس منہ میں گدی کو حاصل کر لیا۔ گدی کا حصول رنڈہ طلب کرتا تھا

نہ کراخلاق اور مسیحیانہ طبیعت۔ بد چلنی عام ہو گئی۔ اس لئے جرمن عام نوب نے حالات سے
 دل برداشتہ ہو کر بالکلہ بند رہ جیسے وحشی مزاج پوپ کہ لکھا کہ ہم تو تھارٹے واسط پر پھر وہ
 رکھتے ہیں جو ہر قسم کے گناہ کی خواہ وہ چوری ظلم۔ تہ۔ نشان و شکوہ تہذیب کا غلط استعمال
 اور رشتوں ہو و ہنر و ہنر سے لگا۔ ان گناہوں کے باعث ہماری کلیسیا اور مذہب رکھڑا
 رہا ہے۔ بدنام اور بے عزت ہو رہے ہیں جب تک اس کو اور تیار نہیں کیا گیا۔

(CESARE BORBIA) مسیح خداوندہ ٹیلیو ہو کر روم میں رہو گے اور تمہارے فیصلے
 لاخطا سمجھ جائیں گے تو کلیسیائی حالت بد چمنوں کی وجہ سے اتنے موتی جیائیگی کہ ادبیات نے یوں
 کلیسیا کے خود ابدہ جذبات کو مشتعل کیا تاکہ وہ بد اخلاقیوں اور بد عنوانیوں کا قلع قمع کریں۔
 اوائلا لادب کا حامی پوپ نکولس پنجم ۱۴۵۵-۱۴۵۹ء میں تھا۔ اس کو کیا علم تھا کہ ادبیات
 کا دور ان کی زندگی کے لئے بد ہو گا اور جس دنیا کی اب وہ تخلیق کر رہا ہے اس میں اس کو
 جتنی بے لگبی۔ اس کے وسیع سے نونادین علم و ہنر اور فلسفہ میں ۱۴۵۹ء میں شکست
 سے قبل زیادہ مضبوط ہو گئی کہ یونانی شاہ مینوبیل دوم نے ۱۴۵۹ء میں مشرقی سائنس
 کے وفائی انتظامات کے لئے دورہ کیا تو وہ انگلستان بھی پہنچا۔ ہنری چہارم جو ملکی اجازت
 کے بوجہ تلے دب رہا تھا اور دے سکا۔ تب بھی کچھ ایتم شاہ مینوبیل نے کنٹریری میں
 گزارے۔ وہ آرج بشپ سے ملا۔ اور اپنے طرز طریق پر قد و عبادت کرتا رہا۔ تول رڈ

نے دیکھا کہ شاہ مینوبیل کے سرکاری پادری اپنی مادری یونانی زبان میں مذہ پاک ستا کی
 ترتیب پڑھتے ہیں اور اس میں امر و شرع بھی عبادت کے طور پر حصہ لیتے ہیں۔ تب یو بارڈ
 نے ماہ جنوری میں شاہ ہنری چہارم سے درخواست کی کہ ان مادری زبان میں کتاب مقدس
 پڑھنے کی اجازت سرکاری طور سے دے۔ بادشاہ ہنری نے یونانی پادریوں سے
 سوال کیا کہ کیا تمہارے ان پڑھ اور عام لوگ مقدس انجیل کو سمجھتے ہیں؟ بیاتہ خواندہ لوگوں کے
 ساتھ مل کر آیات کو سراستے ہیں؟ انہوں نے کہا کہ نہیں۔ کیونکہ کلام ربانی ایسی زبان میں ہے
 جو عام بولی سے فرق ہے؟ اور جب تک عام بولی میں ترجمہ نہ ہو مجھ نہیں آسکتی۔ شاہ ہنری
 نے یہ جواب سن کر اجازت دینے سے انکار کر دیا۔ مشرق و مغرب کا اتفاق تو ہنری نے
 تھا۔ مشرقی کلیسیا یا ہنی فنی کہ اتفاق دہرہ ہونے سے۔ بادشاہ تو دورہ کر رہا تھا کہ یونانی
 پتری یا رے کے کونسل قرار ۱۵۴۸ء میں لندن سے بھیجئے تاکہ کچھ فیصلہ ہو اور سب سے

مرد مل جاتے لیکن طاعون کے پھیلنے کے باعث کونسل نمبر نس میں ہوئی۔ پوپ صدر تھا۔
 زیر بحث مسئلہ تیری یا۔ بختیری روتی تھا یا مسئلہ اعلیٰ یونانی قاتلہوں کے تمام باتیں
 قبول کر لیں چنانچہ اتحاد کا معاہدہ کیا لیکن یونانی کلیسیا نے ادبیات و خلاقیات اور
 مسیحی کردار کی روشنی میں معاہدہ کو غداری سے تعبیر کیا۔ سو اتفاق قائم رہا اور بددینہ لی۔

تجدید علم و ادب کے زمانہ میں یونانی پتیری یا۔ کسٹنٹین کے حملہ کے بعد ہی قائم
 رہے۔ اگرچہ جن تک مقدس مونیبا کا گرجہ سمیوں کی تحویل میں آج اور زبرد کر چکے ہیں۔ وہیں
 کر دیئے گئے تھے۔ سلطان محمد دوم نے اجازت دی کہ پتیری یا۔ متقیں میں بااثر ترک
 حکموں نے مسیحی کلیسیا کو اقلیت بنا کر غلام بنالیا۔ مسیحیت مفتوح مذہب سے کیا۔ یہ مذہب
 کر پوپ میں پاپیس دوم تسلط میں صلیبی جنگ کی۔ ہنائی کی۔ اور آگونا میں وہ مارا گیا۔
 اب شکست اور سوشل کے سوا اور کیا چار تھا۔ حال کی سلطنت، اختیار، طاقت
 انوار ادب کی اٹھس بوٹی چنگا۔ یوں کو کجیا نہ ملی۔ ادب کے نور کی چمک۔ یوں سے دنیا
 کو نورانی بنا دیا۔ اب ان مشتعل شعلوں پر مسئلہ دار غرہ کریں۔

آرٹھریسٹیا یا۔ ہیریٹو کے ابتدائی زمانہ
 میں شہر مبارکی میں سید نور اور پیرس کے
 در اعموم ہیں۔ تبیر فلسفی پیر ایس لارڈ

آرٹھریسٹیا

(AROLD GRESIA)

(PETER ABELARD) سے تعلیم حاصل کی۔ آرٹھریسٹیا کا اہل حقین پاکیزہ اور عبادت
 شستہ تقدیریک مقدس برنا روکیہ کہیں جو پوپ کا حامی تھا اس کو اچھے نہ لگتے
 تھے۔ اس لئے اہل برنا روکیہ اس کی بازگشت نہ تو فریقہ تھا لیکن پوپ و کلیسیائی نظام
 کے خلاف خیالات کا مخالفت تھا۔ آرٹھریسٹیا کہ کہ کلیسیا کا کام روحانی ہے۔
 اس لئے کلیسیا کے ناظموں اور رکنوں کے پاس کوئی جو بڑے غیر مفید دولت
 نہیں ہونی چاہیے۔ کیونکہ دنیوی شہ کی دیکھ جہاں روحانی کام میں روکاٹ ہے
 اور نہ ہی کوئی دنیوی یا سرکاری اختیار۔ درجہ ہو کر نہ ان سے کبھی پیدا ہوتا ہے نہ چاہیے
 نہ ناظموں و خدموں کی زندگی مسیح خداوند کے فرمان کے مطابق ہو جیسا کہ متی ۲۳: ۱۱ سے
 عیاں ہے۔ کہ تم حنیافتموں میں خدا نشینی اور عبادت خالص میں اسلئے درجہ کی عیال
 بازدار ہیں۔ ہاں ورا دیوں سے رہتی ہیں مابین کرتے ہو۔ مگر تم رہتی نہ کہدو کیونکہ تمہارا



مصلح جان ہس بوہیمیا کا رہنے والا بمقام
کانستینس ۱۴۱۵ء سپرد آتش کیا گیا



جیروم پراگ کا رہنے والا جان ہس کا شاگرد بمقام
کانستینس ۱۴۱۶ء میں جلا دیا گیا

ہوٹ جو کسی مضابطہ کے ماتحت نہ تھے۔ ۱۳۹۱ء میں ان کا وجود رونا ہوا۔ لازمی نہ تھا کہ وہ راہب خانہ میں رہیں۔ وہ کسی گھر کے پابند نہ تھے۔ جب چاہیں وہ راہب خانے کو چھوڑ سکتے تھے۔ ان کا شیوہ سادہ زندگی بسر کرنا۔ دعا و نماز مستترہ اوقات پر کرنا۔ اٹھوں سے محنت کر کے کھانا اور خرابی و درسی تعلیم دینا تھا۔ یہ بوسے رنگ کے چوٹے پہنتے تھے اور عموماً پیاروں اور کوشیوں کی مدد کرتے رہتے تھے۔ جبار گروٹ نے لکھا ہے کہ "جو تعلیم میں نے دی ہے۔ وہ کلیسیائی تعلیم کے مطابق ہے۔ اور اگر کوئی پریسٹ جب اس نے ملک گناہ کیا ہو اور وہ اپنا گناہ سے تائب نہ ہوا ہو۔ تو ایسے پریسٹ کو پوپ بھی ساکرامنٹ ادا کرنے کا حکم دے تو وہ ساکرامنٹ فصول و رتبے میں بندہ شش نماز سے آزاد نہ کرنا بہتر ہے۔ بیت مذکور راہب خانے روم سے۔ وینس شیم اور گروڈا میں قائم ہوئے۔ دور اصلاح کے بعد بھی یہ مرکز قائم رہے کیونکہ ان کا زیادہ کام کتاب مکتس کی کتابت کرنا تھا۔ اگرچہ یہ خاصہ ان کے کام کو نہ روکتا تھا۔ یہ مراکز اب تک بھی قائم رہتے۔

جان ہس

(JOHN HUSS)

جوہ میا کا واجب الاحترام مدبر و چوشتیہ مہتر جن کی تہذیب و تمدن میں بڑی بڑی خدمات تھیں۔ وہ جان ہس تھا۔ چودھری صدی میں پیدا ہوئے۔

پراگ (PRAGUE) میں پھیل رہی تھی۔ کیونکہ جیروم پراگ کے دارالعلوم میں اہل استاد تھا اور کیرنی (CZECH) زبان میں پیش کرنے میں ماہر و مہر تھا۔ سرکاری پادری تھا۔ یوگیا جان ہس اس کا بہنو و بھیل بن گیا اور دونوں نے مغفرت ناموں کی فروخت و تجارت کے خلاف آواز بلند کیا۔ ہس نے رومی سلسلہ پر کاری ضرب لگائی اور کہا کہ جب مسیح خداوند ہی، خدا کلیسیا کا رہے ہے تو روم کا پاپ و بیکریشیوں سے مستانہ نہیں ہو سکتا۔ نیز تبدیل عناصہ کی تعلیم اور پادری کی قابلیت و تہذیب ساری مہتر کو بڑا کر دیتی ہے۔ وہ معصومیت روم کا قاتل تھا۔ ۱۴۱۵ء میں اس کی تعلیمات کی مذمت کی گئی جس کا نتیجہ چار ماہ کے بعد یہ نسل کہ ۱۴۱۵ء میں اتفاقاً تعلیم کے دوران میں جب مغفرت ناموں کی تسمیہ و تمدن میں رہا تھا تو جان ہس کی موثر تبلیغ کی وجہ سے یہ کام نہ ہو سکا۔ چنانچہ پوپ نے اسے کلیسیا سے خارج کر دیا اور جہاں کہیں وہ نہ پہنچا نہ لے کر بھاتا تھا وہ

بڑی طرح ستایا جاتا تھا۔ وہ جرمنوں میں تو مقبول نہ ہو سکا کیونکہ وہ سب الوطن تھا۔
لیکن اُس کے اپنے لوگ اُس کے شیدائے تھے۔ ۱۴۱۲ء میں شاہ سگسٹ (SIGISMUND)
کے وسیلے سے وہ کونسل کانسٹنس میں جایا گیا اور مجوس کر کے سات ماہ تک متواتر انداز
پینے کے بعد ۶ جولائی ۱۴۱۲ء کو بھلا دیا گیا اور ایسے ہی جیروم بھی ایک سال بعد پراگ میں
سپردہ آگ کیا گیا تھا۔

گیرلا مو سادونا رورڈو بینک فرار تھا جو فلورنس

میں کلیسیا کی تعمیر و پاکیزگی پر دس دیا کرتا تھا۔ اس
کے الفاظ موثر تھے جن میں گرد باوکی ماند بے پناہ

ساو نارولا ۱۴۵۲-۱۴۹۸

(SAVO NAROLA)

زور تھا عوام اسے نبی کہتے تھے۔ یہ استبانہ تھا جو پاک عشا میں ظاہر ہستی اور پاکاری کا
مخالف تھا۔ عوام کے کردار کو دیکھ کر یہ مہر جگہ چلاتا تھا کہ ناچنا۔ کوونا۔ جو بازی چند
خانہ بند کرو۔ وہ پادریوں کو تہیہ و ملاست کرتا اور پوپ انگلینڈ۔ ششم کو بھی ست
ست کتا تھا اور رومی عدالت کی برائیوں کے کیڑے کو اچھالنا اُس کا معمول تھا۔ وہ
عموماً جوانوں اور بچوں کو دس دیتا تھا کیونکہ وہ سمجھتا تھا کہ آنے والی کلیسیا کے یہی ستون
ہیں۔ ۱۴۹۸ء میں اس کی تعلیم سے متاثر ہو کر روز میں ایام میں جوان مردوں اور عورتوں نے
شیشے۔ بناوٹی بال۔ بڑے کپڑے۔ زہدیت۔ ناول۔ ملی و تومی گیت اور سوریات مار
سریازار فلورنس میں "فضولیات و عیاشی کی اشیا۔ سمجھتے ہوئے جلا دیں۔ آگ کے پٹا نول
میں جوان نموشی سے نعرے سگاتے تھے بلوا غلط ۶: ۱۲، ۱۱: ۹۔

"یقیناً یہ بھی سلطان وہ ہو اکی چران ہے۔ اس نے اُسے جوان تو اپنی جوانی میں

خوش ہوا اور اُس کے ایام میں اپنا جی بہا اور اپنے دل کی راہوں میں اور اپنی

آنکھوں کی مستوری میں چل سکیں یاد رکھ کہ ان سب باتوں کے لئے خدا تجھ

کو مدالت میں لائے گا۔"

اس جوشیلے فیصلے میں اس کی آواز سے پوپ اور گنگر کا منب اٹھتا تھا۔ یہ تقاریر کی چوٹ کتا تھا
کہ میں اقبیہ کا عصا و خزانہ حریم اندھوں کی، نندہ میں مانگتا۔ زیریں محل اور شہر چاہتا ہوں۔
میں یہ چاہتا ہوں کہ تو اُسے میرے خداوند۔ میرے محبوب۔ میرا دل شکستہ دل بنا دے۔
اُسے ہر آلائش سے خالی کر اور اپنی پائیز و محبت سے اُسے بھر دے۔ فلورنس میں طاعون
پڑ گئی۔ لوگ بھر چھوڑ کر بھاگ گئے۔ لیکن بہن دہی سے طاعون کے مریضوں میں خدمت کرتا رہا۔

س کی خواہش یہ تھی کہ ایسا طہیب خانہ ہو جس کی ہر ایک چیز سادہ ہو۔ علم و ادبیات کی کتب سادہ۔ اور آلائش زمانہ سے میرا ہوں۔

ساؤنارولہ پوپ کا تافہ مان نہ تھا۔ وہ اپنی کتاب ”صلیب کی فتح“ میں لکھتا ہے کہ یہ تو صاف ظاہر ہے کہ ”تمام مومن پوپ کے تابع متحد ہوں کیونکہ وہ اعلیٰ سرور ہے“ لیکن کوئی شخص خدا کے قانون کے خلاف تابعداری کرنے اور حکم ماننے پر مجبور نہیں ہے۔ اگر جبر ہو تو وہ ہمارے سردار خداوند کا نمونہ نہیں ہے۔ پوپ ایگنڈینڈ نے اسے کلیسیا سے خارج کر دیا۔ اس نے نیزرئس کی سیاست میں مداخلت کر کے خاندان بیدائش کو بھی مخالف بنایا۔ اب مخالفت زیادہ ہو گئی۔ پوپ کے مافی سرکاری افسروں نے اسے پکڑ لیا۔ اذیت دی گئی۔ جیل گواہیاں لے کر اس کا مذاق اڑایا گیا اور ۲۳ مئی ۱۵۴۵ء کو سر بازار فلورنس میں جلادیا گیا۔

آراسمس ۱۴۶۹-۱۵۲۶ء

(ERASMUS)

ڈسیدیریس آراسمس انوارالادب میں شعاع نور و ادب تھا۔ اس کا دل خوش خدا قیہ چہر اب تک تصویر میں دیکھا جاتا ہے۔ اس نے تمام زندگی ہی

ادبیات میں صرف کر دی۔ یہ ۱۴۶۹ء میں ردروڈم (ROTTERDUM) میں پیدا ہوا۔ اور برورزکے زیر اثر ڈیونٹر (DEVENTER) میں ۹ سال تواتر تعلیم پاتا رہا۔ اس نے تین برس ہرلوجن بوش (HERTOGEN BOSCH) میں بسر کئے۔ ۱۴۹۱ء میں ایک طہیب خانہ میں داخل ہوا لیکن ماحول کو اپنی طبیعت کے لئے ناگوار سمجھتے ہوئے برشپ کیمرائے (CAMBRAI) کی معرفت سات برس کی رخصت لے لی۔ یہ وقت اس نے میروسیاحت اور ادبیات میں صرف کیا۔ اس تک وڈو کے بعد کیمرٹ میں درس دینے کے لئے مقرر کیا گیا اور آخر کار سوئٹزرلینڈ کے مقام باسل میں مقیم ہو گیا۔ کہا جاتا ہے کہ سلطنت روم کے زوال کے بعد آراسمس پیدا دیا تھا۔

اس کی مذہبی تعلیم کا رزنی خیال یہ تھا کہ مسیحیت کو عملی مذہب بنایا جائے۔ کیونکہ اس مذہب کا مطلب محبت و نرمی ہے۔ عیسائیوں نے کیوں مسیحی مذہب کو اوبام اور رسوم پرستی کے ڈھیر کے نیچے دفن کر دیا ہے جیسے خداوند عیسیٰ مسیح کے زمانہ میں یہودی مذہب روم میں پھنس کر مگر ہو گیا تھا بعینہ مسیحیت رسومات و روایات کی وجہ سے گر چکی ہے۔ میں اسی

۱۔ معقول حالت کو ایک آنکھ نہیں دیکھ سکتا پہنچنا چاہے اس نے معقولیت کی کسوں بنا پر راست
مسیحیت کو دیکھتے ہوئے ، دو اقسام کی کتب تحریر کیں۔

۱۔ جہالت کی تعریف میں کلیسیائی خامیوں کا مستحکم اُڑایا۔ اور لکھا کہ جہالت کلیسیا
میں خرمی و شرمی کا وسیلہ ہے کیونکہ مومن کا یہ ایمان ہے کہ مقدرت نامہ خریدنے
سے ہم بزمِ بخش سے چھوٹ جائیں گے یا روزانہ مزایہ کے اور راد کے اعادہ سے
بہشت میں داخل ہوں گے۔ اُن کا یہ ایمان جہالت و کندی کا بنا پر بالکل
بے معنی تھا۔ اس لئے طرزِ اُکتاب "کہ جاہل ہونا بہترین حقیقت ہے"
۲۔ ابتدائی کلیسیا کے اصول میں وہ کلیسیائی رسولی دستور کو پیش کرتا ہے۔

۳۔ قدیم مسیحی بزرگوں کی یونانی و لاطینی کتب کا ترجمہ کر کے "ابتدائی مسیحی مسائل دین کو
منکشف کیا۔

۴۔ لاطینی میں نیا ترجمہ کتاب مقدس لکھا اور قدیم ترجمہ کو غلطیوں سے پاک کیا۔

۵۔ جراند میں مسیحی ایمانداروں کی ذہنیت کو کلیسیائی حاکموں کی خامی سے آزاد کرنے
میں کوشاں رہا۔

آرامس اور مابعد کے مصلح نوآزم کا مقابلہ و موازنہ کرتے ہوئے دہنِ علم یہ کہتے ہیں کہ
لو تھر کے منقلب سے بڑھ کر آرامس کے ترجمہ اور تخیلات نے اصلاح میں زیادہ کام کیا
لو تھر کے دہر اصلاح کے ایمان میں آرامس پیش قدمی کا شک نہ رہا۔ پروٹسٹنٹ پارٹی
چاہتی تھی کہ یہ ایمان کی رہنمائی اور مدد سے ایمان پر پروٹسٹنٹ پارٹی پر اعتبار نہ کرتا تھا کیونکہ
وہ سمجھتا تھا کہ کلیسیا سے علیحدہ ہونا کلیسیا کو نقصان پہنچانے کے مصداق ہے اور کلیسیا میں رہ
کر کلیسیا کو درست کرنا چاہیے تاکہ وہ اصلاح سے پاک ہو۔ یہ ترجمہ کے جھجکتے اور
فساد و ناپسند کرتا تھا اور بنیاد کو بہترین جنک سمجھتا تھا۔ وہ سمجھتا تھا کہ لو تھر کی تعلیم
کا لازمی نتیجہ بنیاد ہے۔ باوجودِ ہجو کلیسیا و امرا کے وہ ایمان اور جاہل وادوں کو درست
تھا۔ وہ سربراہ داروں کو دنیا کی تدریب سے بہتر صفوں سمجھتی تھی۔ اس لئے وہ مسیحی و سماجی
انقلاب میں بے باک مخالفت کرنے سے گریز کرتا تھا۔ وہ کہتا تھا کہ اگر لوگوں کے تخیلات
آہستہ آہستہ معقولیت پسند ہو گئے تو کلیسیا میں اصلاح بذاتِ خود ہوگی لیکن کیا اسکی
یہ تجویز کارگر تھی یا اگر آرامس اپنے خیالات میں درست تھا تو لو تھر کی اصلاح بہت

بھاری غلطی تھی کیونکہ اُس کا نتیجہ یہ ہوا کہ تمام مسیحی دنیا میں بغاوت کی روح پھیل گئی اور مسیحیت
ایسے حصوں میں بٹ گئی کہ اب اُن حصوں کا تعلق و اتحاد اگر ناممکن نہیں تو مشکل ترین نہ رہتا۔
رومی کلیسیا نے پروٹسٹنٹ کو زندہ بلانا تو چھوڑ دیا، لیکن مخالفت کیلئے وہ دشمنی اب
تک قائم ہے۔ اسی نے سن ۱۵۲۱ء میں لکسمبرگ میں جانتا ہوں کہ رومی کلیسیا اور کیتھولک
کلیسیا میں فرق نہیں اس لئے جب تک کلیسیا مجھے اس سے علیحدہ نہ کرے موت بھی مجھے جدا
نہیں کر سکتی مجھے بغاوت سے نفرت ہے۔ میں کلیسیا کے لئے بہت کچھ کر سکتا اگر مجھے
یہ احساس نہ ہو کہ کلیسیا سے جنگ کرنا مسیح خداوند کی روح کے لڑنا ہے۔ سن ۱۵۲۸ء
میں لکسمبرگ کے بعض لوگ گناہوں کے اقرار پر زور دیتے ہیں اور بعض اس سے بے
پرواہ ہیں لیکن ان میں درمیانی راستہ ہو سکتا ہے جس پر سب عمل پیرا ہو سکتے ہیں۔ اسی طرح
بعض لوگ نامنقول و باطل فساد سے بھی پاک عشاء پسند کرتے ہیں کیونکہ وہ سمجھتے ہیں
کہ پاک ہنس خراب زندگی کو درست کرنے میں فائدہ مند ہے لیکن بعض مخالف ہیں۔ اس میں
جیسا کہ وہی سے کام کل سکتا ہے جس سے ہم راست و پاکیزہ عبادت کر سکتے ہیں،
بجائے اس کے کہ ہم اس عبادت سے بالکل گزر رہ گئیں ہوں۔ ہم بہترین اخلاق بخندہ
خاومان دین ڈیمونڈ سکتے ہیں اگرچہ وہ تعداد میں زیادہ نہ ہوں۔ "ان القانوس صاف
ظاہر ہے کہ وہ کلیسیا سے باغی نہ خانہ وہ ٹھہرے پاک تھا بلکہ وہاں روٹن کیتھولک، مسیح
کلیسیا تھا۔

لیکن باوجود اس جرات و جسارت کے اُس کی میانہ روی اور نرم روی
سے صدمہ نہ ہو سکی۔ کلیسیا میں اصلاح پیدا نہ ہوئی خداوند نے جو کام تو تھکے پھر دیا تھا
وہ اُس نے بیاہرے جانتے اور سمجھتے نہ تھے کہ اگر میانہ روی سے نہیں تو علیحدگی سے یہ کام ہو
سکتا ہے۔

مارتین لوتھر ۱۵۱۷ء - خدا کے مقدس کتبوں سے کیا مناسبت ہے۔

۲ کرنتھی ۱۶:۶ - اُن میں سے نسل رالہ رہو اور ناپاک چیزوں سے چھوڑ دو تو میں تم کو قبول

رہوں گا اور تمہارا باپ ہوں گا اور تم میرے بیٹے بیٹیاں ہو کے

۱ پوچھا ۵:۲۰ - اُسے پورا اپنے آپ کو بہتوں سے چاہئے رکھو۔

۲ تو تھیں ۲:۲ - کوئی سپاہی جب رزائی کو بھاتا ہے تو اپنے آپ کو دنیا کے معاملوں

اور جھنڈوں وغیرہ میں نہیں پھنساتا تاکہ اپنے بھرتی کرنے والے کو خوش کرے۔
 آخر کار پروٹسٹنٹ کلیسیا لگ بھگئی اور اپنے آپ کو رومی سیاست رومی بُت
 پرستی رومی توہم پرستی رومی کٹر بُت رومی روایات رسومات اور اخلاقیات
 سے علیحدہ ہو کر رومی کلیسیا کی ابتدائی تعلیم اور خداوند مسیح کے عین منشا کے مطابق
 بن گئی ہیں۔ یہ کلیسیا تبلیغی ہے اور دن بدن ترقی ترقی ہے۔ خداوند اسے تمام
 دنیا پر مسلط کرے اور اس کے وسیلے اپنا سلیبی جھنڈا اقوام عالم پر لہرائے۔ آمین

مَتَّ بِلْخَبْرِہٖ

شاهان روم - پاپائے روم اور آرج بشپ آف کنسٹنٹین

۱۵۰۳ء تا ۱۵۰۴ء

شاهان روم	پاپائے روم	آرج بشپ آف کنسٹنٹین
وٹنٹین سوم	۶۴۲۴ء	یوہان اول
مارسین	۶۵۰ء	بیری
کمیس	۶۵۵ء	سمپلیس
ماجورین	۶۵۵ء	فیکس سوم
یوہان اول	۶۵۶ء	طیس اول
سیوریس	۶۶۱ء	اناسٹیس دوم
وٹنٹین	۶۶۵ء	سماس
انتھیمس	۶۶۷ء	پورس ولس
اولیبرس	۶۶۷ء	یوہان اول
طیسیریس	۶۶۸ء	فیکس چہارم
جولیس	۶۶۸ء	نوفیس دوم
یوہان دوم	۶۶۸ء	یوہان دوم
مورس انٹولس	۶۶۸ء	اناسٹیس اول
یواں سے سالطین روم	۶۶۸ء	سوریس
کانا قہ ہوتا ہے اور قسطنطین	۶۶۸ء	وٹنٹین
کے شاہان مشرق تک	۶۶۸ء	پاپائے روم اول
حکومت کرتے رہے۔	۶۶۸ء	یوہان سوم
	۶۶۸ء	انٹیکٹ اول
	۶۶۸ء	پاپائے روم

شامان روم	پا پائے روم	آرتھوڈوکس آن کنسٹنٹینوپل
	گرگوری اول	۵۹۰ء
	سینا بنین	۶۰۳ء
	بونیفیس سوم	۶۰۶ء
	بونیفیس چہارم	۶۰۸ء
	ڈیوسیدیت اول	۶۱۵ء
	بونیفیس پنجم	۶۱۹ء
	بنوریس اول	۶۲۵ء
	سورنیس	۶۴۰ء
	جان چہارم	۶۴۰ء
	تھیودور اول	۶۴۲ء
	مارٹن اول	۶۴۹ء
	یوحنا بنس اول	۶۵۵ء
	داسکیون	۶۵۷ء
	ڈیوسیدیت دوم	۶۷۲ء
	ڈونفس	۶۷۹ء
	آگاتھو	۷۷۸ء
	لیو دوم	۷۸۲ء
	بینڈکٹ دوم	۷۸۴ء
	سیان پنجم	۷۸۵ء
	کونن	۷۸۶ء
	گرگوریس اول	۷۸۷ء
	جان ششم	۷۹۱ء
	جان ہفتم	۷۹۵ء
	سینیسوس	۷۹۷ء
	کاسٹنٹائن اول	۸۰۷ء
		۵۹۴ء
		۶۰۴ء
		۶۱۹ء
		۶۲۴ء
		۶۲۶ء
		۶۵۵ء
		۶۶۸ء
		۶۹۳ء

آیت ششم آیت کنه برنی	پایان روم	شماره روم
	گرچوری دوم ۴۱۵	
۴۲۱	گرچوری سوم ۴۳۱	
۴۳۵	ذکر باس ۴۴۱	
۴۴۵	سینفین دوم ۴۵۲	
۴۵۹	پال اول ۴۵۴	
۴۶۶	کانتشتان دوم ۴۶۴	
	سینفین سوم ۴۶۸	
	هیدریان اول ۴۷۲	
۴۷۳	لیت سوم ۴۷۵	چارس اول ۴۸۰
۴۷۵	سینفین چهارم ۴۸۱	لوتس اول ۴۸۴
	پاسل اول ۴۸۶	
	لیت پنجم دوم ۴۹۲	
	ویانسان ۴۹۴	
۴۹۳	فرچوری چهارم ۴۹۶	
۴۹۳	گرچوری دوم ۴۹۴	لوتس اول ۴۹۰
	لیت چهارم ۴۹۵	
	سینفین کت سوم ۵۰۵	لوتس دوم ۵۰۵
	کانتشتان اول ۵۰۶	
	هیدریان دوم ۵۰۶	
۵۰۶	پال دوم ۵۰۶	چارس دی باند ۵۰۵
	سینفین پنجم ۵۰۶	چارس دی نیت ۵۰۶
	هیدریان سوم ۵۰۸	
۵۰۸	سینفین پنجم ۵۰۸	
	فادر سیش ۵۰۹	

نوینف ششم ۸۹۶
 شیفین ششم ۸۹۶
 روزنفس ۸۹۰
 تقیو دوم ۸۹۰
 جان نم ۸۹۰
 بنید کت چهارم ۹۰۰
 لیو پنجم ۹۰۳
 کر موف ۹۰۳
 کر گپس سوم ۹۰۴
 انا شس سوم ۹۱۱
 لیندو ۹۱۳
 جان دوم ۹۱۴
 تیه ششم ۹۲۰
 شیفین پنجم ۹۲۵
 جان یازدهم ۹۳۱
 لیو پنجم ۹۳۶
 شیفین پنجم ۹۳۵
 مارن سوم ۹۴۲
 اکا پشس دوم ۹۴۶
 جان دوازدهم ۹۵۵
 لیو ششم ۹۶۳
 بنید کت پنجم ۹۶۴
 جان سیزدهم ۹۶۵
 بنید کت ششم ۹۷۲

ایتیم
 و پنجم

او دهم

و ششم

اول و اول ۹۳۶

۹۱۴

۹۲۳

۹۴۱

۹۶۰

شاپان دوم	پاپائے روم	آرچ بشپ آف کنشیری
اولہ دوم اولہ سوم	۹۷۳ء بینڈ کٹ ہفتم ۹۸۳ء جان چہار دہم ۹۸۴ء بو نیفس ہفتم	۹۷۴ء ۹۸۳ء ۹۸۴ء
	۹۸۵ء جان پانزدہم ۹۹۶ء گر گجہ ری ہفتم ۹۹۶ء جان سولہواں ۹۹۹ء سٹورسٹ دوم	۹۹۰ء ایٹھلکار ۹۹۰ء سیرک ۹۹۵ء ایلفرک ۹۹۹ء
ہنری دوم	۱۰۰۲ء جان سترہواں ۱۰۰۹ء سر کبیرس چہارم ۱۰۱۲ء بینڈ کٹ ہفتم	۱۰۰۵ء ایلفی ۱۰۱۳ء لفنگ ۱۰۲۰ء ایٹھلکار
کونارڈ دوم	۱۰۲۴ء جان آٹیسواں ۱۰۳۳ء بینڈ کٹ نہم	۱۰۲۴ء ۱۰۳۳ء ایڈسارنج
ہنری سوم	۱۰۳۹ء گر گجہ ری ششم ۱۰۴۲ء کلیمنٹ دوم ۱۰۴۸ء دیاستس دوم	۱۰۴۲ء ۱۰۴۲ء ۱۰۴۸ء
	۱۰۴۸ء لیو نہم ۱۰۵۵ء ڈکٹر دوم ۱۰۵۷ء سٹیفن نہم	۱۰۴۸ء ۱۰۵۵ء رابرٹ ۱۰۵۷ء سٹگنڈ
ہنری چہارم	۱۰۵۹ء ٹکوس دوم ۱۰۶۱ء الڈینڈر دوم ۱۰۶۲ء گر گجہ ری ہفتم	۱۰۵۹ء ۱۰۶۱ء ۱۰۶۲ء
	۱۰۶۲ء کلیمنٹ دوم ۱۰۶۵ء دیاستس دوم ۱۰۶۷ء لیو نہم ۱۰۷۰ء دیاستس دوم	۱۰۷۰ء ۱۰۷۰ء ۱۰۷۰ء ۱۰۷۰ء
ہنری پنجم رچرڈ دوم	۱۱۰۶ء ۱۱۳۵ء ڈکٹر نہم	۱۱۰۶ء ۱۱۳۵ء

شادان مردم	پایان سے موسم	آرچ بٹشپ آف کنٹربری
ٹریٹ انٹرکنٹ ۱۲۵۸	ایکنڈینڈر پہارم ۱۲۵۴ء	
	اربن پہارم ۱۲۶۱ء	
	کلیمنٹ پہارم ۱۲۶۵ء	
	کریویری دسم ۱۲۷۱ء	اربرٹ کوریڈر ۱۲۷۳ء
روڈلف اول ۱۲۷۳ء	انوسینٹ پنجم ۱۲۷۶ء	
	ہیڈریاں پنجم ۱۲۷۶ء	
	جان اکیسواں ۱۲۷۷ء	
	نگوس سوم ۱۲۷۷ء	جان پنجم ۱۲۷۹ء
	مارٹن پہارم ۱۲۸۱ء	
	ہنوریں پہارم ۱۲۸۵ء	
	نولس پہارم ۱۲۸۹ء	
اربرٹ اول ۱۲۹۰ء	سیٹمان پنجم ۱۲۹۴ء	اربرٹ ون چیس ۱۲۹۴ء
آڈلف ۱۲۹۲ء	ہینڈیکٹ گیارہواں ۱۳۰۳ء	
ہنری ہفتم ۱۳۰۸ء	کلیمنٹ پنجم ۱۳۰۵ء	والر رینڈون ۱۳۱۳ء
نولس پنجم ۱۳۱۴ء	ہینڈیکٹ دواں ۱۳۲۴ء	سائن ۱۳۲۸ء
چارلس ہفتم ۱۳۲۷ء	کلیمنٹ ششم ۱۳۵۲ء	جان سیفروڈ فورڈ ۱۳۳۲ء
	انوسینٹ پہارم ۱۳۵۲ء	تھامس بریڈورٹن ۱۳۴۹ء
	اربن پنجم ۱۳۶۲ء	سائن اسلیپ ۱۳۶۲ء
	کریویری گیارہواں ۱۳۶۲ء	سائن لاشکم ۱۳۶۶ء
ونیسلاس ۱۳۷۸ء	اربن ششم ۱۳۷۸ء	ولیم وٹ ۱۳۷۸ء
	ہونفیس نم ۱۳۸۹ء	سائن سڈبوت ۱۳۷۵ء
	انوسینٹ ہفتم ۱۳۹۲ء	ولیم کوٹن ۱۳۹۱ء
	کریویری بارہواں ۱۳۹۶ء	تھامس آرونڈل ۱۳۹۶ء
	ایکنڈینڈر پنجم ۱۳۹۹ء	ہنری چیلے ۱۴۱۴ء

شاہان روم	پاپا سنت روم	آرچی بشپ آف لندن
گسٹ ۱۷۱۰ء	جان تیسوال ۱۷۱۰ء	جان سٹافورڈ ۱۷۱۰ء
تفریق پرست اوینون کے پوپ		
	ایلیٹ منقہ ۱۷۷۸ء	
	بینیڈکٹ پیرسوال ۱۷۹۴ء	
۱۷۳۸ء	کرگیوری باریس ۱۷۰۹-۱۷۰۶ء	جان کیمپ ۱۷۵۲ء
۱۷۴۰ء	تفریق پرست ختم ہوئے ہیں	تھامس ۱۷۵۴ء
	مارٹن پیمبر ۱۷۱۷ء	جان مارٹن ۱۷۸۶ء
	نکولس پیمبر ۱۷۲۷ء	
۱۷۹۳ء	اوسینٹ ہسٹر ۱۷۸۴ء	
	پائیس سوم ۱۷۰۳ء	ہنری ڈوین ۱۷۰۱ء

اہم واقعات

۲۵۱ ————— ۱۵۰۰ء

- ۲۵۱ء کونسل کلیڈون۔ چوتھی عالمگیر کونسل۔
 ۵۵۳ء کونسل قسطنطنیہ۔ پانچویں عالمگیر کونسل۔
 ۵۹۰ء گرگوری اعظم کی تخت نشینی۔
 ۵۹۷ء آگسٹس انگلستان کو۔
 ۶۱۴ء فارسی یروشلم کو فتح کر لیتے ہیں۔
 ۶۳۲ء حضرت محمد کی وفات۔
 ۶۸۰ء کونسل قسطنطنیہ۔ چھٹی عالمگیر کونسل۔
 ۷۲۲ء یونیفکس جرمن میں بشارت کے لئے جاتا ہے۔
 ۷۲۶ء متون کے خلاف فرمان۔
 ۷۵۴ء پیسین کا پوپیت کو عطیہ۔
 ۷۸۷ء کونسل نکایا۔ ساتویں عالمگیر کونسل۔
 ۸۰۰ء چارلس اعظم کی تاجپوشی۔
 ۸۶۳ء ہیرل اور میتھوڈیس موریوں کو بشارت دیتے ہیں۔
 ۸۷۰ء کونسل قسطنطنیہ۔ آٹھویں عالمگیر کونسل۔
 ۹۱۰ء رابرٹ خانہ کلونی کی بنیاد رکھتا۔
 ۱۰۲۲ء پہلی بار بدعتی حکومت سے جلائے جاتے ہیں۔
 ۱۰۷۳ء بلڈی برانڈ گرگوری ہفتم کے نام سے برسرِ اقتدار آتا ہے۔
 ۱۰۷۷ء ہنری چہارم بمقام کنوسا تا بعداری قبول کرتا ہے۔
 ۱۰۹۵ء کونسل کلیرمونٹ۔ پہلی صلیبی جہاد کی تحریک۔
 ۱۱۰۰ء یروشلم میں اٹلنی سلطنت قائم ہوتی ہے۔
 ۱۱۴۷ء دوسری صلیبی مہم۔

۱۱۵۵ء از ملکہ برسیا جلایا جاتا ہے۔

۱۱۷۹ء قیسری لیٹرن کو نسل

۱۱۸۴ء والد نسیانی، ملعون گروانے جاتے ہیں۔

۱۱۸۷ء صلاح الدین یروشلم پر قبضہ کر لیتا ہے۔

۱۱۸۹ء قیسری صلیبی مہم۔

۱۲۰۱ء چوتھی صلیبی مہم۔

۱۲۰۴ء قسطنطنیہ میں الملوئی سلطنت قائم کی جاتی ہے۔

۱۲۲۰ء ڈومینکن ضابطہ قبول کیا جاتا ہے۔

۱۲۲۳ء فرانسیسکن ضابطہ قبول کیا جاتا ہے۔

۱۳۷۸ء نفاقِ عظیم شروع ہوتا ہے۔

۱۳۸۴ء ویکیف وفات پاتا ہے۔

۱۴۰۹ء کونسل پیرا۔

۱۴۱۴ء کونسل کانسٹنس۔

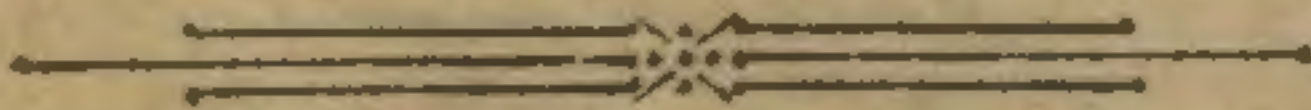
۱۴۱۵ء ہنس کا جلایا جانا۔

۱۴۱۷ء نفاقِ عظیم کا خاتمہ۔

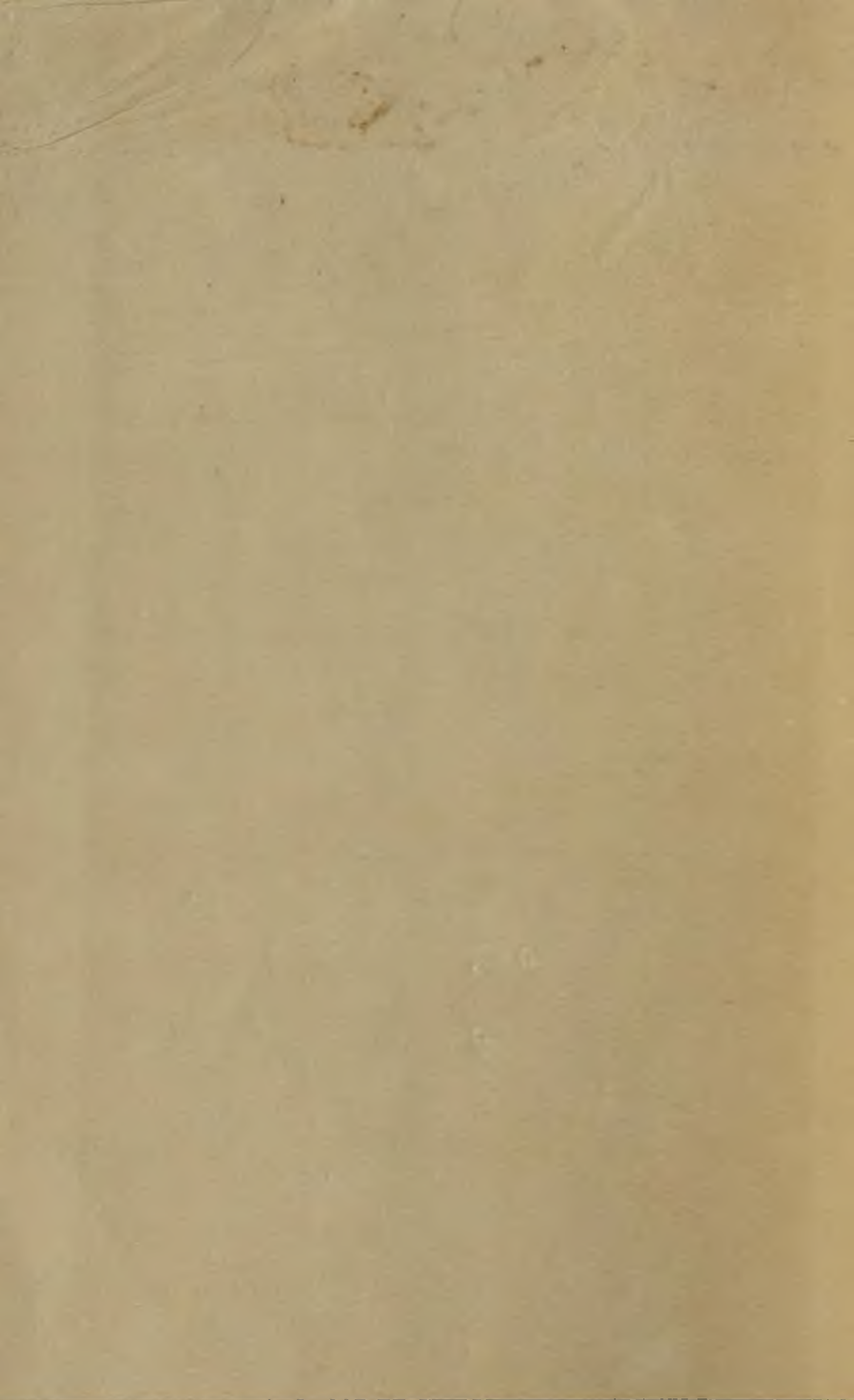
۱۴۳۱ء کونسل باسل۔

۱۴۵۳ء شکستِ قسطنطنیہ۔

۱۴۹۷ء بطلانِ کانفرنس میں جلایا جانا۔



پی۔ آر۔ بی۔ ایس۔ پریس لاہور میں باہتمام مسطوری۔ ایس۔ کے فضل سیکرٹری
جناب لیجس۔ بک سوسائٹی۔ انارکلی لاہور چھپ کر شائع ہوئی۔



Printed at the P.R.B.S. Press
and Published by
Mr. V.S.K. Fazal, Secretary,
Punjab Religious Book Society,
Anarkali, Lahore.